# فتاویٰ

جلد دوم

## محمد عبد الغفور الاروی

ناشر

جامعہ فیاض العلوم راولپنڈی پاکستان

# فتاویٰ

(جلد دوم)

استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت علامہ

## محمد عبد الغفور الوری

ناشر

جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ پاکستان

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ═══ فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری (جلد دوم)

تالیف ═══ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی

ترتیب ═══ صاحبزادہ مولانا قاری احمد سعید الوری

کمپوزنگ ═══ محمد صدیق ولی فریدی (عارف والا)

جلد اول: اشاعت اول: 2011ء / اشاعت دوم: 2014ء

جلد دوم: اشاعت اوّل: 2016ء/1438ھ

کل صفحات ═══ 432

قیمت ═══ 1000 روپے / 10 پاؤنڈ

ناشر ═══ جامعہ مجددّیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

برائے رابطہ

مولانا فیاض محمد نائب مہتمم جامعہ مجددّیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

042-35390243, 0300-4857229, 0300-4256623

برائے رابطہ U K

17-Oxley Road Preston, Lancashire, (PR1-5QH) England

00 44 1772302283 - 078 11808452, 0777 2465864

Madni Book Shop, Great George St. Preston

Lancashire, UK. 00447979758236

# فہرست


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | تبصرہ جات برفتاویٰ محمد عبدالغفور الوری | 19 |
| 2 | تبصرہ ماہنامہ السعید ملتان | 19 |
| 3 | تبصرہ ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف | 22 |
| 4 | تبصرہ ماہنامہ نورالحبیب بصیر پور | 25 |
| 5 | تبصرہ ماہنامہ ضیائے حرم اسلام آباد | 27 |
| 6 | تبصرہ ماہنامہ فقہِ اسلام کراچی | 29 |
| 7 | خطبہ | 31 |
| 8 | میلاد النبی ﷺ کی ہر طرح جائز خوشی منانے کا مدلل ثبوت | 31 |
| 9 | حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں مردوں اور عورتوں کا چھتوں پر چڑھنا، بچوں اور جوانوں کا گلی کوچوں میں دوڑتے پھرنا اور نعرۂ یا محمد یا رسول اللہ لگاتے پھرنا | 32 |
| 10 | حضور ﷺ کی ولادت کو خروج من مخرج البول کہنے پر حکمِ قتل | 33 |
| 11 | حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں | 35 |
| 12 | (۱) جس کا نام حضور ﷺ کے نام (محمد) پر ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا (۲) جو اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے تو باپ بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے | 37 |
| 13 | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غروب شدہ سورج کو واپس لوٹانا | 40 |
| 14 | (۱) نماز میں کسی رکعت کے کم ہونے کا شک ہو تو کیا جائے (۲) نماز میں سجدہ سہو کرنے کی وجہ کیا ہے؟ (۳) نماز میں سہو کے دو سجدے ہونے کی کیا وجہ ہے؟ | 43 |

| | | |
|---|---|---|
| 15 | مُردوں کو صالحین کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم | 45 |
| 16 | اہلِ قبور سے مدد مانگنے کا حکم | 46 |
| 17 | دُعاء میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا ثبوت اور اس کی کیا وجہ ہے؟ | 48 |
| 18 | اعتکاف میں بیٹھنے والا غسل کرلے تو کیا حکم؟ | 49 |
| 19 | حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر اور تابع اشیاء کا بیان | 51 |
| 20 | جائیداد کا ایک اہم مسئلہ جو ہبہ، امانت اور خیانت پر مشتمل ہے | 52 |
| 21 | (۱) بیوی کو غیر محرم کے ساتھ نازیبا حالت میں دیکھے تو کیا حکم ہے؟<br>(۲) کیا غیرت کے نام پر قتل کرنا جائز ہے؟ | 58 |
| 22 | مسائل کا حل ادلہ اربع کے ساتھ وابستہ ہے۔ | 59 |
| 23 | حدیث جب بھی لکھو تو سند کے ساتھ لکھو | 66 |
| 24 | حدیث کے ثبوت کے لیے سند ضروری ہے | 66 |
| 25 | شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بلا تحقیق حدیث کی نسبت گناہ ہے | 66 |
| 26 | صحیحین کے لیے رواہ البخاری یا رواہ المسلم کہا تو سندِ حدیث کے لیے یہی کافی ہے | 67 |
| 27 | فرمانِ حضرت امام اعظم کہ کسی بھی حکم میں ہمیں حدیث مل گئی تو ہم اُسی کو لیں گے | 68 |
| 28 | حضرت فاروق اعظم خود بھی اور دوسروں کو بھی قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا پابند کرتے | 68 |
| 29 | نماز میں سجدۂ تلاوت آئے تو فوراً کرنا ضروری ہے | 71 |
| 30 | مقتدیوں اور امام کو نیتِ سجدہ کرنی ضروری ہے ورنہ سجدہ ادا نہ ہوگا | 73 |
| 31 | طلاق کے سلسلہ میں خاوند بیوی کہیں ایک طلاق اور ہمسائے کہیں تین تو کیا حکم ہے؟ | 75 |
| 32 | تین طلاق کے بعد 90 دن کے اندر صحبت کرنے سے رجوع جائز ہے یا نہیں؟ | 79 |
| 33 | بھینس کی قربانی جائز یا ناجائز؟ | 80 |
| 34 | مسافر حدِ سفر طے کر کے جہاں پندرہ دن قیام کی نیت کرلے تو پوری نماز پڑھے گا | 84 |

| | | |
|---|---|---|
| 35 | دعاءُالافطارِقبل الافطارسنت ہے | 87 |
| 36 | روزہ افطار کرنے کی دعاءقبل افطار پڑھنا سنت ہے یا خلاف سنت؟ | 88 |
| 37 | دعاءِافطارقبل افطارسنت ہے | 89 |
| 38 | اس سلسلہ میں حوالہ جات تفاسیر | 90 |
| 39 | دلائل احادیث کی روشنی میں | 91 |
| 40 | روزہ افطار کرنے سے قبل دعاءِافطار پڑھنے کا ثبوت احادیث سے | 93 |
| 41 | روزے دار کی دعاءقبل افطار کبھی ردنہیں ہوگی | 97 |
| 42 | افطار کے وقت سنت دعاء | 98 |
| 43 | حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا تعارف بزبان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ | 99 |
| 44 | شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان کہ افطاری کے وقت دعاء پڑھنا مستحب ہے | 99 |
| 45 | روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگنا سنت ہے دلائلِ فقہیہ سے اس کا ثبوت | 101 |
| 46 | فتاویٰ عالمگیر اغلاط سے بڑی حد تک پاک ہے | 102 |
| 47 | دعاءِافطارقبل افطار پڑھنے کو بہت بڑی غلطی کہنا ناجائز ہے | 105 |
| 48 | جس کام کو مسلمان پسند کریں اللہ تعالیٰ بھی اُس کو پسند فرماتا ہے | 106 |
| 49 | اعلیٰ حضرت کے نزدیک عرفِ عام کا اعتبار واجب ہے | 106 |
| 50 | وہ کہتے ہیں عرفِ عام کے ساتھ چلو جدھر عرف لے جائے | 106 |
| 51 | دعاءِافطار کے قبل افطار پڑھنے کو غفلت کی وجہ کہنا ناجائز ہے | 108 |
| 52 | تمام ٹی وی چینل جس دعاء کو روزہ کھولنے کی دعاء لکھتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے؟ | 109 |
| 53 | روزہ افطار کرنے میں جلدی سے مراد کتنی جلدی ہے؟ | 109 |
| 54 | افطاری میں جلد بازی سے کام لینے والوں کی سزا | 112 |
| 55 | مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک افطاری میں پانچ منٹ کی احتیاط | 113 |

| | | |
|---|---|---|
| 56 | فاضلِ بریلوی کا مولانا ظفر الدین بہاری کے متعلق فرمان | 113 |
| 57 | مفتی اعظم ہند مفتی مظہر اللہ فتح پوری کا مولانا ظفر الدین بہاری کے متعلق فرمان | 133 |
| 58 | مفتی اعظم سید ابوالبرکات شاہ صاحب کے نزدیک مولانا ظفر الدین بہاری کا مقام | 114 |
| 59 | مولانا محمد ظفر الدین بہاری کے نزدیک **افطاری میں دس منٹ کی احتیاط** | 114 |
| 60 | بے فائدہ اور بے ہودہ سوالات جن کا انسان مکلف نہیں، کرنے ناجائز ہیں | 116 |
| 61 | مسجد کی چھت مدرسہ کی طرف بڑھانے میں مفاد دونوں کا ہو تو تعمیر پر پیسہ کس کا لگے گا؟ | 118 |
| 62 | بینک ہمارے پیسے نہ کاٹے جو ہمیں پرافٹ دے اُس سے پورا کرلے تو؟ | 119 |
| 63 | بیوی کی سوتیلی نانی سے نکاح جائز ہے یا نہیں | 120 |
| 64 | امام صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھادے تو نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ | 121 |
| 65 | عشر کل حاصل شدہ پیداوار پر ہے یا اخراجات نکال کر؟ | 122 |
| 66 | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو ازلی ابدی کہنا کیسا ہے؟ | 123 |
| 67 | کوئی خالہ کو شہوت سے ہاتھ لگادے تو اس کی لڑکی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ | 129 |
| 68 | باپ نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے ہاتھ لگایا تو وہ بیٹے پر حرام ہے یا نہیں؟ | 129 |
| 69 | باپ بیٹے کی بیوی سے زنا کرلے تو کیا حکم ہے؟ | 130 |
| 70 | باپ نے دوسری شادی کی بیٹے نے اس سے زیادتی کی تو وہ باپ پر حرام ہوگی؟ | 131 |
| 71 | باپ کی مدخولہ، سوتیلی ماں سے بیٹا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ | 132 |
| 72 | باپ بیٹوں کو جائیداد تقسیم کرکے دے دے اور پھر منکر ہوجائے تو؟ | 133 |
| 73 | خطبۂ جمعہ کے دوران خلفاء راشدین، عمین مکرمین کا ذکر کس کتاب میں ہے؟ | 135 |
| 74 | اوجھڑی کھانا حلال ہے یا حرام | 136 |
| 75 | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاول کھائے یا نہیں؟ کھائے تو کس طرح کھائے؟ | 138 |
| 76 | شریعت میں کسی چیز کا رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ | 142 |

| | | |
|---|---|---|
| 77 | گروی زمین یا دوکان سے نفع اٹھانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز | 143 |
| 78 | کسی بچہ کو دادی دودھ پلا دے تو دادی کی نواسی سے اس بچہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ | 145 |
| 79 | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام کیا؟ اور ان کے گستاخ کی سزا کیا ہے؟ | 146 |
| 80 | طلاق ہونے کے بعد معصوم بچے کی پرورش ماں کرے گی یا باپ؟ | 153 |
| 81 | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے کس غزوہ میں روزہ افطار کیا تھا؟ | 158 |
| 82 | حدیث اصحابی کالنجوم کا ثبوت کس کتاب میں ہے؟ | 160 |
| 83 | جو شخص سجدہ میں پاؤں کا صرف انگوٹھا لگائے تو سجدہ ہوگا یا نہیں؟ | 162 |
| 84 | باپ نے جائیداد بیٹوں میں تقسیم کر دی پھر اُن میں سے ایک بیٹا فوت ہو گیا تو اسکے ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ | 163 |
| 85 | زید کا انتقال ہو گیا ورثاء میں چار لڑکیاں، لڑکا، زوجہ میں تقسیم ترکہ کس طرح ہوگا | 164 |
| 86 | زبیدہ فوت ہوئی ورثاء میں خاوند، باپ، چار بھائی، دادا، دادی میں تقسیم ترکہ؟ | 165 |
| 87 | مغربی طرز کے پیشاب خانے جن سے چھینٹوں کا خطرہ ہو بنانے جائز ہیں یا نہیں؟ | 165 |
| 88 | کاغذ سے استنجاء کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ | 167 |
| 89 | ناخن پالش لگانا درست ہے یا نہیں؟ | 168 |
| 90 | مصنوعی دانتوں کے ہوتے ہوئے وضوء اور غسل کا حکم؟ | 169 |
| 91 | مصنوعی اعضاء کی صورت میں وضوء اور غسل کا حکم؟ | 170 |
| 92 | انگوٹھی، نتھ اور بالیاں تنگ ہوں تو وضوء و غسل کا حکم؟ | 172 |
| 93 | ہاتھ پاؤں کے زخم پر اگر پلاسٹر لگا ہوا ہو تو وضوء اور غسل کی کیا صورت ہوگی؟ | 173 |
| 94 | بھوک ہڑتال کا حکم کیا ہے؟ | 174 |
| 95 | کمر سے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا جائے تو وضوء رہے گا یا نہیں؟ | 176 |
| 96 | ریل، بس، ہوائی جہاز میں تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟ | 177 |

| | | |
|---|---|---|
| 97 | بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کیا تو ان سے ہونے والی اولاد کا کیا حکم؟ | 178 |
| 98 | زید نے ہندہ کو طلاق دی اور عمرو نے اسی دن اس سے نکاح کر لیا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ | 180 |
| 99 | الکحل ملی خوشبو کا کیا حکم ہے؟ | 180 |
| 100 | روزہ کی غلطی معاف حج اور نماز کی کیوں معاف نہیں؟ | 182 |
| 101 | لاحق مقتدی سے متعلق تحقیق اور ایک فتویٰ کی اصلاح | 182 |
| 102 | بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں | 189 |
| 103 | عدت کے بعد رجعی بائن ہو جاتی ہے | 190 |
| 104 | ایک دو طلاق دی کہنے سے طلاق کتنی؟ | 191 |
| 105 | طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟ | 191 |
| 106 | میں نے بیوی کو طلاق دے دی کہنے سے طلاق؟ | 192 |
| 107 | بیوی کہتی ہے تین طلاق شوہر کہتا ہے ایک تو کیا حکم ہے؟ | 193 |
| 108 | رخصتی سے پہلے ایک دو طلاق دی تو کیا حکم ہے؟ | 194 |
| 109 | بیوی سے کہا طلاق طلاق بائن دیا کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ | 195 |
| 110 | ایک شخص کو مار پیٹ کر سسرال والوں نے طلاق دلوائی تو کیا حکم؟ | 196 |
| 111 | غیر مدخولہ بیوی سے کہا تین طلاق دیتا ہوں دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ | 197 |
| 112 | رکانہ پہلوان کا حضور ﷺ سے کشتی لڑنے کا واقعہ کس طرح ہے؟ | 198 |
| 113 | شیطان کا تخت سمندر پر بچھانے والی روایت کس کتاب میں ہے؟ | 200 |
| 114 | عابد جاہل اور عالم کی آزمائش ایک چھوٹی سی شیشی سے یہ کہاں ہے؟ | 200 |
| 115 | مسح کی طرح تیمم میں وقت کی قید ہے یا نہیں؟ | 203 |
| 116 | وہ کون مسلمان عورت ہے جس کی قبر کی تعظیم اور اس کے سیلہ سے دعاء کی جاتی ہے؟ | 204 |
| 117 | حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر کا واقعہ اور نام سفینہ کی وجہ تسمیہ؟ | 206 |

| | | |
|---|---|---|
| 118 | کفن سلا ہوا ہو یا غیر سلا ہوا؟ | 208 |
| 119 | نمازِ جنازہ سے پہلے تقریر کرنا؟ | 209 |
| 121 | جنازہ کے پیچھے چلنے والے کچھ پڑھیں یا خاموشی سے چلیں؟ | 209 |
| 122 | صلوٰۃِ اَوّابین ایک نیت سے چھ رکعت یا علیٰحدہ علیٰحدہ؟ | 210 |
| 123 | دعاء میں موت کا سوال کرنا درست ہے یا نہیں؟ | 211 |
| 124 | گرجا گھر میں نماز کا حکم؟ | 211 |
| 125 | دستخط کے ذریعے بیع کا پورا ہونا | 212 |
| 126 | قسطوں پر کسی چیز کا خریدنا؟ | 212 |
| 127 | تجارت اور مکان وغیرہ کے لیے بینک سے سود پر قرض کا مسئلہ؟ | 213 |
| 128 | کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرنا؟ | 213 |
| 129 | کمپنی میں شیئرز خریدنا؟ | 214 |
| 130 | بینک کی ملازمت کرنا اور تنخواہ لینا؟ | 214 |
| 131 | اسلامی کتابوں کو دوگنا نفع پر بیچنا | 214 |
| 132 | امام مسجد کا مسجد میں بیٹھ کر جمعہ کے دن تمسخر کرنا | 215 |
| 133 | داڑھی کے بال کم اُگنے پر کٹوانے کا عذر؟ | 216 |
| 134 | دوائی کے طور پر الکحل کا استعمال | 217 |
| 135 | عالم ہونے کے لیے کم از کم کونسی کتب میں دسترس ہونی چاہیے؟ | 217 |
| 136 | کیا عام اسلامی کورسز؛ ایم۔فل، پی۔ایچ۔ڈی کرنے سے انسان عالم بن جاتا ہے؟ | 218 |
| 137 | قرض کی ادائیگی میں دیر کرنا | 218 |
| 138 | تجارتی سامان مہنگا ہونے تک روکے رکھنا کیا جائز ہے؟ | 219 |
| 139 | نام بدل کر طلاق دینے سے طلاق کا حکم؟ | 220 |

| | | |
|---|---|---|
| 140 | تسبیحات رکوع وسجود کو ترتیب سے پڑھنے کی وجہ اور ان کا ثبوت | 224 |
| 141 | غصہ میں جملہ "میرے گھر سے نکل جا" کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ | 226 |
| 142 | خاوند کا بیوی کو "ایک دو تین" الفاظ کہنے سے طلاق کا حکم | 227 |
| 143 | خاوند نے اپنی بیوی کو تین بار کہا "تو مجھ پر حرام ہے" تو نکاح باقی رہا؟ | 228 |
| 144 | سوتیلی ماں غیر مدخولہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ | 230 |
| 145 | ایک عورت اور اُس کے خاوند کی بیٹی یعنی سوتیلی بیٹی کا نکاح میں جمع کرنا؟ | 231 |
| 146 | سگے ماموں کی بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ | 233 |
| 147 | لڑکی اور لڑکے کا گواہوں کی موجودگی میں مذاق میں ایجاب وقبول سے نکاح کا حکم | 234 |
| 148 | چارزانوں اگر بیٹھے بیٹھے چند منٹ نیند آجائے تو وُضو کا حکم | 235 |
| 149 | اپریل فول منانے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ | 236 |
| 150 | ٹوتھ پیسٹ اور بُرش سے سنتِ مسواک ادا ہوگی یا نہیں؟ | 238 |
| 151 | جنابت کی حالت میں قرآن پاک کا لکھنا اور ٹائپ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ | 240 |
| 152 | بالوں کے مصنوعی جُوڑوں کی صورت میں وُضو اور غسل کا حکم؟ | 241 |
| 153 | قرآنی ڈبے کو بے وُضو چھونا جائز یا ناجائز؟ | 243 |
| 154 | قرآنی آیات کے بنے ہوئے تمغے کو بے وُضو کا چھونا جائز ہے یا ناجائز؟ | 244 |
| 155 | قرآنی آیات والے تمغوں کو بیت الخلاء میں لے جانے کا حکم؟ | 245 |
| 156 | قرآن کے نقوش اور اعداد کو چھونے کا حکم؟ | 246 |
| 157 | پتھر کے کوئلے پر تیمم کرنے کا حکم؟ | 247 |
| 158 | ناپاک اشیاء سے مل کر بنے ہوئے صابن کے استعمال کا حکم؟ | 248 |
| 159 | ناپاک چیز پر عمل تقطیر کرنے سے حاصل شدہ قطرات کا حکم؟ | 250 |
| 160 | ننگے سر نماز پڑھنا افضل ہے یا سر ڈھک کر؟ | 251 |

| | | |
|---|---|---|
| 161 | فصل کا گہاٹا گہانے کے دوران بیلوں کے پیشاب کا حکم؟ | 253 |
| 162 | نیک کام کا انتہاء کو پہنچانا ابتداء سے افضل ہے | 255 |
| 163 | عارفین وصالحین کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے | 255 |
| 164 | انبیاء کا ذکر عبادت اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے | 256 |
| 165 | انسان کے لیے عمدہ خزانہ نیک عورت ہے | 257 |
| 166 | حضور ﷺ کا فرمان کہ انسان کی تمام خواہشات جب تک میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہوجائیں اس وقت تک کامل مسلمان نہ ہوگا، یہ حدیث کہاں ہے؟ | 259 |
| 167 | مسافر اپنے سسرال کے گھر پوری نماز پڑھے گا یا قصر؟ | 260 |
| 168 | قیامت کے دن سب سے پہلے کون سے تین آدمیوں کا فیصلہ ہوگا؟ | 261 |
| 169 | اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کو الگ کر کے جنت میں بھیج دے گا | 265 |
| 170 | ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے | 266 |
| 171 | ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ کس طرح بھاری ہوتا ہے؟ | 267 |
| 172 | کیا جبریل علیہ السلام نے اپنے کافوری پر یا لب حضور ﷺ کے قدموں سے مس کیے | 269 |
| 173 | کیا معراج کی رات حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر تیری کوئی حاجت ہے تو بتا؟ | 269 |
| 174 | کیا قیامت کے دن اُمتِ محمدیہ کے لیے سواریاں اُنکی قبروں پر بھیجی جائیں گی؟ | 269 |
| 175 | دُعاء ہاتھ اُٹھا کر مانگنا بہتر ہے یا بلا ہاتھ اُٹھائے بہتر ہے؟ | 272 |
| 176 | مفقود الخبر خاوند کی عورت کی عدت فقہ حنفی کے مطابق کیا ہے؟ | 273 |
| 177 | خواتین کا زیر ناف بالوں کی صفائی کے لیے بلیڈ، اُسترا وغیرہ کا استعمال کرنے کا حکم | 276 |
| 178 | سجدہ کرتے وقت پہلے کونسا عضو زمین پر رکھے اور اٹھتے وقت کونسا عضو اُٹھائے؟ | 278 |
| 179 | بے اولاد زوجین میں سے اگر خاوند فوت ہوجائے تو اُسکی بیوی کا کتنا حصہ ہوگا؟ | 279 |

| | | |
|---|---|---|
| 180 | بیوی کے دعوٰیٔ طلاق پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ | 281 |
| 181 | بیوی کے دعوٰیٔ طلاق پر اگر موجود گواہ منحرف ہوجائیں تو طلاق کا حکم؟ | 281 |
| 182 | قیام پر قادر شخص بیٹھ کو تکبیر تحریمہ کہے گا یا کھڑے ہوکر؟ | 283 |
| 183 | نماز میں چھینک آنے پر بے ساختہ الحمدللہ منہ سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟ | 283 |
| 184 | شیخین اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہنے والے کا جنازہ پڑھنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟ | 285 |
| 185 | جو صحابہ کرام سے بغض رکھے اُس پر لعنت | 286 |
| 186 | جو جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلط کہے وہ مرتد ہے | 287 |
| 187 | کیا عمرہ کے لیے جانے والے لوگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں قصر نماز پڑھیں گے؟ | 289 |
| 188 | اگر شرط اقامت نہ پائی جائے تو صرف نیت سے اقامت ثابت نہ ہوگی | 289 |
| 189 | نماز کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں تاخیر سے حاضر ہونے والے صحابی کا واقعہ اور تفسیر الحسنات میں درج شدہ ایک دعاء سے متعلق سوال | 291 |
| 190 | شیخین کریمین کے اجساد مبارک روضۂ اطہر سے نکالنے کیلئے آنیوالے کیسے غرق ہوئے؟ | 293 |
| 191 | مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟ | 296 |
| 192 | اگر بیوی تحریری تین طلاقیں قبول نہ کرے تو رجوع ہوسکتا ہے یا نہیں؟ | 299 |
| 193 | گناہ سے توبہ کرنے کا طریقہ | 301 |
| 194 | ایسا عمل جس گناہوں کی بخشش ہوجائے اور گناہ جلدی ختم ہوجائیں | 302 |
| 195 | استخارہ اور میانہ روی کی فضیلت حدیث کی روشنی میں | 303 |
| 196 | ماموں زاد رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے یا ناجائز | 304 |
| 197 | سورۂ فاتحہ کی تکرار کی صورت میں سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟ | 305 |
| 198 | جہری نماز میں سِرّاً اور خفی میں جہراً قراءت کرنے سے سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟ | 306 |

| | | |
|---|---|---|
| 199 | تراویح کی دوسری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟ | 308 |
| 200 | سورۂ فاتحہ ختم کر کے سورت پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے یا نہیں؟ | 309 |
| 201 | جس کو امام کیساتھ چار رکعت کی نماز میں ایک رکعت ملی، وہ باقی نماز کیسے ادا کرے؟ | 309 |
| 202 | امام کے لیے نماز پڑھانے کا معاوضہ معین کر لینا درست ہے یا نہیں؟ | 311 |
| 203 | تارکِ فرض وواجب نیز سنّتِ مؤکّدہ اور تارکِ مستحب ومباح کس درجہ کا گنہگار ہے؟ | 312 |
| 204 | تارکِ اُمورِ خمسہ یا تارکِ مستحب ومباح کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ | 312 |
| 205 | مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اُس کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے یا نہیں؟ | 312 |
| 206 | مچھلی بغیر ذبح کیے کیوں جائز ہے؟ | 313 |
| 207 | ایسے مقام ومواقع جہاں آیتِ سجدہ تلاوت نہیں کرنی چاہیے | 315 |
| 208 | دجال کے فتنہ والی حدیث | 316 |
| 209 | ٹیلی فون پر غائبانہ شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ | 323 |
| 210 | ٹیلی فون پر نکاح کرنے کی جائز صورت | 324 |
| 211 | کیا تنہاء مرد اور عورت ویران جنگل میں آپس میں نکاح کریں تو صحیح ہے یا نہیں؟ | 328 |
| 212 | کیا بغیر گواہوں کے ایک شخص مرد اور عورت کا نکاح پڑھا دے تو صحیح ہے یا نہیں؟ | 328 |
| 213 | مقتدی نے بحالتِ قیام تکبیر تحریمہ نہیں کہی رکوع میں جاتے ہوئے کہی تو اس کی اقتداء اور رکعت معتبر ہے یا نہیں؟ | 330 |
| 214 | سفر میں حضور ﷺ کے روزہ توڑنے کا واقعہ واقعہ اور ثبوت | 331 |
| 215 | عمرہ کا احرام مقامِ تنعیم مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باندھنا افضل | 335 |
| 216 | حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا وُضوء کے مستعمل پانی سے صغیرہ وکبیرہ گناہ دیکھ لینا | 339 |
| 217 | جو میری ایک سنت کا احیاء کرے گا اُس کو سو شہیدوں اور اُس پر عاملین جتنا کا ثواب | 341 |
| 218 | ایک باغ میں بِدکے ہوئے اُونٹ کا حضور کو سجدہ کرنا اور صحابہ کا سجدہ کرنے کی التجاء کرنا | 343 |

| | | |
|---|---|---|
| 219 | صدقہ وصلہ رحمی کا اجر وثواب | 345 |
| 220 | مہمان نوازی کا اجر وثواب | 345 |
| 221 | حق کہنے سے لوگ ناراض ہوں تو اُن کی ناراضگی کی وجہ سے حق کہنے سے رُکنا جائز ہے یا ناجائز؟ | 347 |
| 222 | لوگوں کی رضا حاصل کرنے کیلئے حق نہ کہنا کیسا ہے؟ | 348 |
| 223 | بکری کی سری کا سات گھروں میں پھر کر واپس پہلے گھر میں آنا | 350 |
| 224 | نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے کا کتنا ثواب ہے؟ | 352 |
| 225 | لوگوں کے مخالف ہوجانے کے خوف سے صحیح مسئلہ نہ بتانا؟ | 353 |
| 226 | حدیث میں بھولتا نہیں بھلا دیا جاتا ہوں تا کہ تمہارے لیے سنت قرار دوں | 355 |
| 227 | علمی باتوں میں جاہل کا پڑنا خطرناک ہے | 356 |
| 228 | شیطان کا نبی کی بارگاہ میں اپنی توبہ کی سفارش کرانے کے لیے آنا | 358 |
| 229 | چار نہایت دقیق سوال: اپنی عمر 40 سال بیٹے کی 120 سال پوتے کی 90 سال؟ | 360 |
| 230 | سفر میں قصر نہ ہو؟ | 360 |
| 231 | مسافر اپنے گھر میں قصر نماز پڑھے؟ | 360 |
| 232 | جب نماز پڑھی جائے تو نہ ہو بعد میں خود بخود ہو جائے؟ | 360 |
| 233 | سلام پھیرنے میں غلطی کرنا بجائے داہنی طرف کے بائیں جانب سلام پھیر دیا؟ | 361 |
| 234 | مغرب وعشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں قراءت بالجہر کرنے سے سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟ | 362 |
| 235 | نماز میں خلافِ ترتیب سورتوں کے پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ | 362 |

| | | |
|---|---|---|
| 236 | قربانی میں خصّی بکرے کو پسند کرنے کی وجہ؟ | 363 |
| 237 | جوتوں پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ | 364 |
| 238 | امام ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھے تو نماز جائز ہے یا ناجائز؟ | 366 |
| 239 | حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا نکاح ہوا تھا یا نہیں؟ | 367 |
| 240 | قرآن کے ورق اُلٹنے کے لیے انگلی کو لعاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟ | 368 |
| 241 | شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہندوستان آمد اور متعلقات | 370 |
| 242 | وصال کے بعد غسل، کفن، نمازِ جنازہ پڑھنے اور دفن ہونے تک اللہ کے مقبول کا اپنے احباب کے ساتھ ساتھ رہنا؟ | 372 |
| 243 | قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنا؟ | 375 |
| 244 | آٹھ سالہ لڑکا پانچ سالہ لڑکی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ | 376 |
| 245 | چھ سوالات کا جواب بسلسلہ سود وغیرہ؟ | 380 |
| 246 | رمضان میں نیکی کا ثواب ستر گنا اور نفل فرض کے اور فرض ستر فرضوں کے برابر | 383 |
| 247 | مصافحہ کرنے سے گناہ درختوں کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں | 384 |
| 248 | نمازِ جنازہ کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین ہے باقیوں میں نہیں | 386 |
| 249 | چھوٹا بچہ قبل بلوغ اپنی بیوی کو طلاق نہیں سکتا | 386 |
| 250 | تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے | 387 |
| 251 | صفائی نصف ایمان والی حدیث | 388 |
| 252 | لسان الغیب کس بزرگ کا لقب ہے؟ | 389 |
| 253 | تین بھائی مرنے کے بعد زندہ؟ | 390 |

| | | |
|---|---|---|
| 254 | قبر میں دفن شدہ نوجوان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نداء کرنا اور نوجوان کا جواب دینا؟ | 392 |
| 255 | قبر میں ایک شخص کا داخل ہونا اور چند لمحے بعد نکلنے تک صدیوں کا گزر جانا؟ | 394 |
| 256 | قبر میں منکر ونکیر کے سوال وجواب کا ثبوت احادیث سے | 397 |
| 257 | حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے عزرائیل کی آنکھ کا پھسنا؟ | 400 |
| 258 | حدیثِ اُم زرع جس میں گیارہ عورتوں نے اپنے خاوندوں کے اوصاف بیان کیے | 401 |
| 259 | حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر منقش عبارت؟ | 407 |
| 260 | (لطیفہ) وہ کون سے بزرگ ہیں جن کی یادداشت اور بھول دونوں بے مثل؟ | 408 |
| 261 | گھر والے سے چوروں کا بیوی کو تین طلاق دینے کی قسم لینا | 409 |
| 262 | پہلے قعدہ میں تشہّد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک پڑھنے پر سجدۂ سہو کیوں؟ | 411 |
| 263 | فوج کا سپہ سالار کن صفات کا حامل ہونا چاہیے؟ | 413 |
| 264 | کس صحابیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسینہ اپنے عطر میں ملانے کیلئے شیشی میں بھرا؟ | 415 |

# اِظْهَارِ تَشَکُّر

میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان" مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ" کے مطابق، اپنے اُن تمام اہلِ علم، دانشوران، مدیران اور تبصرہ نگاران : ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف، ماہنامہ السعید ملتان شریف، ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور شریف، ماہنامہ ضیائے حرم بھیرہ شریف اور ماہنامہ فقہٗ اسلامی کراچی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے ہمارے فتاویٰ کو دیکھنے کے لیے کچھ لمحات وقف کیے اور اپنی علمی و عملی باریک بینیوں اور ژرف نگاہی کا پورا اظہار فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمارے فتاویٰ کو جیسے دیکھنے کا حق تھا دیکھ کر ہماری رہنمائی فرمائی۔ ہم نے اُن کے ارشادات کے مطابق اس فتاویٰ محمد عبد الغفور الوری، جلد دوم کو اُن کی آراء کے گلدستوں میں سجا کر اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے طفیل اس ہماری کوشش کو قبول فرمائے۔ اُمید ہے کہ ہمارے کرم فرما حسبِ سابق اپنی قیمتی اور خصوصی دعاؤں میں شاملِ حال رکھیں گے۔ ہم نے اپنی کوشش کے مطابق اس فتاویٰ کو پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ پیش کیا ہے۔ پھر بھی انسان ہیں اگر کہیں کوئی اہلِ علم کوئی خامی دیکھے تو بحوالہ دیکھ کر اور تحقیق کر کے ہمیں مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہو ہم تہہ دل سے اس کمی کو آئندہ ایڈیشن میں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس فتاویٰ کو پڑھنے اور سننے والے، اور اس کی تالیف کے سلسلے میں تمام معاونین کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے اور اُن کے علم و فضل و عمل میں دن دگنی رات چوگنی برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

خَادِمُ الْعُلَمَاء: محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ

# مؤلف کی طبع شدہ کتب

(۱) فتاویٰ مفتی محمد عبدالغفور الوری (جلد اول)

(۲) فتاویٰ مفتی محمد عبدالغفور الوری (جلد دوم)

(۳) عراق و امریکہ جنگ معرکۂ حق و باطل اور شرعی فتویٰ

(۴) سورت روحانی اعلامیہ اور فیورک تنظیم کے دستور پر ایک اہم فتویٰ

(۵) احسن المقال فی قصر الصلوٰۃ وعدمہ مع الاھل والعیال

(۶) انوارُ المصابیح لختم القرآن فی التراویح

(۷) تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ

(۸) تعارف مدرسہ

(۹) توسُّل کا ثبوت

(۱۰) شرح صرف بہائی

# مؤلف کی زیر طبع کتب

(۱۱) شرح میزان الصرف

(۱۲) شرح نظم مائۃ عامل

(۱۳) چہل احادیث

(۱۴) خلاصۂ علم میراث

(۱۵) مقالات الوری

(۱۶) ترجمہ فتاویٰ خیریہ

(۱۷) شرح دیباچہ گلستان

# تبصرہ جات برفتاویٰ محمد عبدالغفور الوری

## (۱) ماہنامہ السعید ملتان

(جلد نمبر ۲۲،، شمارہ نمبر ۱، ربیع الاول ۱۴۳۶ھ جنوری ۲۰۱۵ء، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

(بانی غزالیٔ زماں، امامِ اہلسنت، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

کتاب: فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری

تصنیف: استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری مدظلہ

ترتیب: صاحبزادہ قاری احمد سعید الوری

ضخامت: ۴۲۴ صفحات ناشر: جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ ضلع لاہور۔

برائے رابطہ: 0300-4256623، 0300-4857229

فتویٰ شریعت کے قوانین کو ایک خاص نہج سے بروئے کار لانے کا نام ہے۔ فتویٰ کے شرعی معنی قوی و مدلل حکم شرعی اور شرعی فیصلے کے ہیں۔ فتویٰ نویسی نہایت کٹھن اور نازک ذمہ داری ہے۔ اس کا اہل وہی فرد ہو سکتا ہے جو قرآن وسنت پر گہری نظر رکھتا ہو، فقہی مفاہیم واصطلاحات سے مکمل باخبر اور زبانِ عرب کا پورا پورا ماہر ہو۔ عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص وغیرہ کے ذریعے فقہی عبارتوں کے جملہ معانی سمجھتا ہو۔

متداول کتب فقہ پر عبور ہو اور اس کے حافظے میں فقہ کے اکثر کلیات و جزئیات محفوظ ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مفتی کے لیے ضروری ہے کہ جرأت مند ہو اور بلا خوف لومۃ لائم حق گوئی کی طاقت رکھتا ہو۔

شیخ الحدیث استاذ العلماء علامہ محمد عبدالغفور الوری مدظلہ کا مجموعہ فتاویٰ ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ فتاویٰ

حضرت کی وسعت علمی اور فقاہت دینی کا بین ثبوت ہے۔ اللہ کریم نے علم حدیث وفقہ میں آپ کو بہت مہارت، بصیرت وذہانت اور وسعتِ نظر سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی خدمت دینِ متین کے لئے وقف کر دی ہے۔ استاذ العلماء علامہ محمد عبدالغفور الوری دامت برکاتہم العالیہ غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، سیدی ومرشدی حضرت سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ کے جید تلامذہ اور اہل سنت کے عظیم وقدیم مرکز "انوار العلوم" کے اجلا فضلاء میں سے ہیں۔

1959ء میں غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھا اور سالانہ امتحانات 1961ء میں انوار العلوم میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ غزالیٔ زماں بحر العلوم سیدی علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں سربراہ شعبہ حدیث کی حیثیت سے تشریف فرما ہوئے تو حضرت علامہ محمد عبدالغفور الوری کو اپنی جگہ انوار العلوم میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا۔

؎ یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

اس سے قبل آپ دار المبلغین آستانہ عالیہ شرق پور شریف، مدرسہ غوثیہ رضویہ رحیم یار خان اور دار العلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں بحیثیت صدر المدرسین تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ آج کل دیارِ غیر، برطانیہ میں دینِ متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ الحمد للہ! ان سطور کے راقم کو حضرت کے سامنے جامعہ انوار العلوم میں زانوئے تلمذ تہ کرنے کی سعادت حاصل ہے جو مجھ ایسے ہیچ مداں اور ہیچ میرز کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

استاذی واستاذ العلماء کے تلامذہ پاکستان اور بیرون ملک خصوصًا برطانیہ میں زیب مسند تدریس اور زینتِ محراب ومنبر ہیں۔

"فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری" کی ابتداء غزالیٔ زماں قدس سرہ العزیز کے ایک شاہکار و یادگار فتوے سے کی گئی ہے۔ اس کے مستفتی شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ کتاب میں غزالیٔ

دوراں نوراللہ مرقدہٗ کی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ حضور غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ کے دست مبارک سے تحریر فرمودہ چار مکتوبات گرامی دستخط سمیت عکسی صورت میں یادگار دستاویز ہیں۔ زیر نظر فتاویٰ میں استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور الوری کی طرف رجوع کرنے والوں میں شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا) حضرت پیر حبیب الرحمٰن محبوبی بریڈفورڈ (یو۔کے)، حضرت صاحبزادہ علامہ ابوالخیر محمد زبیر (حیدرآباد) جیسے اکابر مشاہیر کے نام بھی ہیں۔

"فتاویٰ علامہ محمد عبدالغفور الوری" ہر اعتبار سے زبردست علمی و تحقیقی مجموعہ ہے۔اس میں عصر حاضر میں پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔طرز نگارش دل نشین اور عام ہے۔ یہ کتاب بہ یک وقت علماء، فقہاء اور عوام کے لیے یکساں معلومات افزاء اور مفید ہے۔

عامۃ الناس کے لیے تو خاصے کی چیز ہے۔کمپیوٹرائزڈ صاف ستھری کتابت، معیاری طباعت، حسین و رنگین سرورق، مضبوط و پائیدار جلد، غرض کہ ظاہری و باطنی محاسن سے آراستہ "فتاویٰ علامہ محمد عبدالغفور الوری" ہر مدرسے اور دینی لائبریری کی ضرورت ہے۔ ہم ماہنامہ "السعید" کے قارئین سے اس کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔

(تبصرہ نگار: علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی ملتان)

# تبصرہ نمبر(۲) ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف

(جلد نمبر ۶۱، شمارہ نمبر ۵، مئی ۲۰۱۵ء، بمطابق رجب المرجب ۱۴۳۶ھ صفحہ نمبر ۳۲۔ ۳۴)

بیادگار: ثانی لاثانی، شہبازِ لامکانی، حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری

سجادہ نشین اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

(بانی: حضرت میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ،)

بفیضان نظر: حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ میاں ولید احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (دامت برکاتہم العالیہ)

## تبصرہ

نام کتاب: فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری

مؤلف: شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری　　ترتیب: صاحبزادہ قاری احمد سعید الوری

کل صفحات: ۴۲۴　　قیمت: 600 روپے (8 پونڈ)

ناشر: جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ ضلع لاہور　　برائے رابطہ: 0300-4857229، 0300-4256623

### تبصرہ نگار

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی

---

ابن حزم (جوامع السیرۃ، ص ۳۲۳) کے مطابق صحابیات میں سے بیس کے قریب صاحبِ فتویٰ فقہیہ تھیں۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے قاضی بنایا تو انھیں بتایا کہ قانون کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں حاکم عدالت کو دیانت داری سے اجتہاد (کوشش) کر کے قیاس سے حکم

شریعت معلوم کرنا چاہیے اور اس میں اگر حاکم عدالت ناکام رہے، یعنی غلط حکم دے تو بھی اسے اللہ کے ہاں ایک اجر ملے گا۔ (نیت کی درستگی کا) اور اگر صحیح حکم تلاش کر لے تو اسے دو اجر ملیں گے۔ امت کا یہ اختلاف اس معنی میں بھی اللہ کی رحمت ہے کہ مختلف آراء اور دلائل کو دیکھ کر بہتر رائے کا معلوم کر سکنا ممکن ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب یمن بھیجے گئے تو رخصتی ملاقات پر حضور ﷺ نے پوچھا: کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انھوں نے کہا: کتاب اللہ کے مطابق۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس میں نہ پاؤ تو؟ انھوں نے کہا: تب سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس میں بھی نہ ملے تو؟ کہا: تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کروں گا۔ اس پر آپ ﷺ نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کے لیے حمد ہے کہ جس نے اپنے رسول ﷺ کے سفیر کو اس بات کی توفیق دی کہ جس سے اللہ کا رسول پوری طرح راضی ہے۔

غرض قرآن مجید، سنتِ نبوی اور تقریرِ نبوی نیز اجتہاد عہدِ نبوی میں قانون سازی کے عام ذریعے تھے۔

حضرت علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب نے حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف سے درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی اور حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب نے اپنی اس کتاب "فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری" میں 198 مسائل کا حل پیش کیا ہے جو کہ ایک بہت بڑی علمی کاوش ہے۔ انھوں نے موجودہ دور کے درپیش چیلنجوں کا بہترین حل پیش کیا ہے۔ یہ فتاویٰ موجودہ دور کی عین ضرورت کے مطابق ہیں۔ ہمارے عوام معاشی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس دینی مسائل کے متعلق سوچنے سمجھنے کا وقت ہی نہیں۔ معاشی مسائل کی وجہ سے دینی تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ جب ان سے کوئی غلط کام ہو جاتا ہے تو پھر مفتیوں

کے پاس فتویٰ لینے کے لیے بھاگتے ہیں۔ اگر علماءِ سُوء کے پاس چلے گئے تو پھر تو گناہ در گناہ میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب نے ایسے لوگوں کی راہنمائی کے لیے یہ کتاب "فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری" لکھ کر لوگوں پر بہت احسان کیا ہے۔ انھوں نے موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ سیاسی مسائل کے ساتھ ساتھ دینی و روحانی مسائل کا حل بھی تلاش کیا ہے جو کہ اُن کی بہت بڑی کاوش ہے۔ مؤلفِ کتاب شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری نے یہ فتاویٰ بڑی محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے تحریر فرمائے ہیں جو کہ نہ صرف علماء کرام، ججز حضرات اور اہلِ علم کے لیے مفید ہیں بلکہ ایک عام مسلمان کے لیے بھی بہت ہی مفید اور کارآمد ہیں۔

اس کتاب "فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری" میں متعدد ایسے سوالات کے نہایت ہی اعلیٰ درجے کے جوابات دیے گئے ہیں جن سے ایک عام مسلمان کو بھی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے۔ اندازِ تحریر بالکل سادہ ہے اور عام فہم ہے۔ کتاب کا کاغذ بہت عمدہ ہے۔ حوالہ جات کے حوالہ سے بہت اچھا کام کیا ہے۔ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس قلمی کاوش پر جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین۔

# تبصرہ نمبر(۳) ماہنامہ نورالحبیب بصیر پور

(جلد نمبر ۲۶، شمارہ نمبر ۱۲، صفر المظفر ۱۴۳۶ھ، دسمبر ۲۰۱۴ء، صفحہ نمبر ۶۴۔۶۵)

زیرِ ظلِ عاطفت: فقیہ اعظم حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ،
بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ و ماہنامہ نورالحبیب (بصیر پور شریف)

مدیر اعلیٰ: (حضرت علامہ مفتی) صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری (بصیر پور)

---

## تبصرہ: فتاویٰ الوری

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور الوری اہلِ سنت کے ممتاز عالمِ دین ہیں۔ 1962ء سے درس و تدریس کی مسند پر فائز ہیں۔ کچھ عرصہ "جامعہ انوار العلوم ملتان" میں بھی استاذ الحدیث رہے۔ ملک کے بعض نامور علماء و خطباء کا شمار ان کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ 1970ء میں رائے ونڈ میں دینی ادارہ قائم کیا۔ آج کل برطانیہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس اثناء میں اُن سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات پر مشتمل یہ فتاویٰ ہمیں علامہ حافظ محمد فاروق خاں سعیدی نے بھجوایا ہے۔ چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعہ سے حضرت مفتی صاحب کے حافظہ، استحضار اور فقاہت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ فتاویٰ کے آغاز میں ان کے استاذ گرامی حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ بعنوان جب صحت بیع کے لیے تَقَابُضِ بدلَین فی المجلس کے حکم کے حوالے سے شامل ہے۔ علاوہ ازیں روزہ کے کفارہ کا نص سے ثبوت، حضور ﷺ کی اپنی دعاء میں انبیاء کرام سے توسل، حدیث انا مدینۃ العلم و ابو بکر اساسھا... کے حوالہ جات، الکحل ملی ادویات کا حکم، روزہ اور ٹیکہ، نماز قصر یا عدم قصر مع اہل

وعیال سمیت عقائد، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، بیوع، فرائض ومتفرق ابواب سے متعلق کم وبیش دوصد مسائل کے جوابات ہیں۔

المختصر! صوری ومعنوی حسن سے آراستہ یہ فتاویٰ اہلِ سنت کے فتاویٰ میں ایک حسین اضافہ ہے، جو عوام و خواص کے لیے مفید اور لائق مطالعہ ہے۔ فتاویٰ کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے حوالہ جات کو مفصل اور جدول کی صورت میں، اسی طرح احادیث کو بہت ہی نمایاں کیا گیا ہے۔ خط بہت جلی ہے، کمزور نظر والے بھی بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ کمپوزنگ میں غلطیاں رہ گئی ہیں، امید ہے کہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کر لی جائے گی۔

کاغذ اعلیٰ، بڑا سائز، جلد مضبوط، صفحات ۴۲۴، قیمت ۶۰۰ روپے (۸ پونڈ)

ناشر: جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ، فون نمبر 0300-4256623

# تبصرہ نمبر (۴) ماہنامہ ضیائے حرم اسلام آباد

(جلد نمبر ۴۵، شمارہ نمبر ۴، صفحہ نمبر ۷۰۔۷۱، جنوری ۲۰۱۵ء ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ)

مؤسس: ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(مدیر اعلیٰ: پیر محمد امین الحسنات شاہ)

## تبصرہ:

نام کتاب: فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری

مؤلف: شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری مرتب: صاحبزادہ قاری احمد سعید الوری

کل صفحات: ۴۲۴ قیمت: ۶۰۰ روپے (۸ پونڈ) تبصرہ نگار: پروفیسر حسنین حیدر مدنی

ناشر: جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ، لاہور 042-35390243

یہ کتاب ان متعدد فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب نے مختلف اوقات میں استفتاء کے جواب میں رقم فرمائے۔ ایک عام مسلمان کو بھی زندگی میں بہت سے ایسے معاملات در پیش آتے ہیں جن کا وہ تشفی بخش جواب چاہتا ہے۔ یہ کتاب ایسے ہی متعدد اور ضروری سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے یہ فتاویٰ بڑی محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے صادر فرمائے ہیں جو کہ نہ صرف علماء کرام، ججز حضرات اور اہل علم کے لیے مفید ہیں جن سے ایک عام مسلمان کو بھی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کے یہود و نصاریٰ سے تعلقات کی کیا نوعیت ہونی چاہیے؟ کسی بے گناہ مسلمان کا قتل کرنا بڑا جرم ہے؟ حائض عورت طواف زیارت کے بغیر لوٹ آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ نوافل کی جماعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا کیا حکم ہے؟

اور ایسے ہی دیگر بہت سے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی کسی رائے سے اختلاف تو ممکن ہے لیکن کتاب کا مجموعی اہمیت و افادیت کا انکار ناممکن ہے۔ انداز تحریر بالکل سادہ اور عام فہم ہے۔ کتاب عمدہ اور کمپوزنگ فونٹ کا سائز قدرے بڑا ہے، ٹائٹل خوب صورت اور جلد دیدہ زیب ہے۔ حضرت مفتی صاحب سوال کا جواب تو مختصر تحریر فرماتے ہیں لیکن بعد ازاں بہت سی کتابوں کے حوالہ جات اس کی تائید میں ذکر فرما دیتے ہیں، جس سے ایک محقق کے لیے تحقیق مزید کی بہت سی راہیں کھل جاتی ہیں۔ حوالہ جات کے حوالے سے بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ اگر حوالہ جات مکمل ہوں تو کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوگا مثلاً یہ حدیث مبارکہ کس باب کی ہے؟ اس کا نمبر کیا ہے اور کتاب کہاں سے اور کب چھپی ہے؟ یا آخر میں مصادر و مراجع کی ایک مکمل فہرست ہوتا کہ قاری سمجھ سکے کہ جس کتاب کا حوالہ ہے وہ کہاں اور کب چھپی ہے تو کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اس کتاب میں فتاویٰ کے ساتھ ساتھ بہت سی احادیث مبارکہ کی تخریج بھی کی گئی ہے جو خاصے کی چیز ہے۔

# تبصرہ نمبر(۵) ماہنامہ فقہِ اسلامی کراچی

(جلد نمبر ۱۵، شمارہ نمبر ۱۲، صفر المظفر ۱۴۳۶ھ، دسمبر ۲۰۱۴ء، صفحہ نمبر ۱۱۔ ۱۲،)

مؤسس: پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

مدیرِ مُساعد: ڈاکٹر محمد صحبت خان

مدیر مسئول: پروفیسر محبوب الحسن بخاری

تبصرہ:

## فتاویٰ محمد عبد الغفور الوری

یہ کتاب صاحبزادہ قاری احمد سعید الوری صاحب کی مرتبہ کردہ ہے۔ فتاویٰ کی ترتیب کا اصل محرک ایک مسئلہ کی تنقیح ہے اور وہ یہ ہے کہ اشیاء ستہ کی بیع میں تقابض یدًا بیدٍ شرط ہے پھر احناف کے ہاں اشیاء اربعہ میں صحت بیع کے لیے مجلس میں تقابض بدلین شرط کیوں نہیں؟۔۔۔ اس سوال کا جواب علامہ احمد سعید کاظمی صاحب نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ دیا ہے جو اس کتاب کا اوّلین حصہ ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم مسئلہ سیاہ خضاب کے حوالہ سے اس میں بحوالہ بصورت استفتاء وفتویٰ آ گیا ہے۔ مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے۔ حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے عمل سے بھی ثابت ہے، امام زہری کا سیاہ خضاب لگانا بھی ثابت ہے نیز مسند احمد بن حنبل، سنن ابن ماجہ اور مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے ایک حدیث بھی نقل کی گئی ہے۔ جو اس طرح ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اِنَّ اَحْسَنَ مَا اخْتَضَبْتُمْ بِہٖ لَھٰذَا السَّوَادُ اَرْغَبُ لِنِسَائِکُمْ فِیْکُمْ وَ اَھْیَبُ لَکُمْ فِیْ صُدُوْرِ عُدُوِّکُمْ

(ص ۲۰۸)

ایک اور روایت بھی اسی سلسلہ کی مفتی صاحب نے ذکر کی ہے جو یوں ہے: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَایُصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْھُمْ قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ فِیْ حَدِیْثِہٖ قَالَ الزُّھْرِیُّ وَالْاَمْرُ بِالْاِصْبَاغِ فَاحْلَکُھَا اَحَبُّ اِلَیْنَا۔۔۔ قَالَ مَعْمَرٌ وَّ کَانَ الزُّھْرِیُّ یَخْضِبُ بِالسَّوَادِ۔۔۔(ص ۲۰۸)

کتاب میں عراق و امریکہ جنگ کے بارے میں دنیا کے مقتدر رہنماؤں کے خیالات بھی شامل ہیں نیز سورتِ روحانی اعلامیہ اور فورک تنظیم کے دستور پر ایک اہم فتویٰ بھی شامل ہے۔ الکحل ملی ادویہ کے استعمال کے مشروط جواز کا مسئلہ، اعضاء کی پیوندکاری کا جواز؟ مسئلہ منبریہ اور دیگر متعدد مسائل پر گفتگو موجود ہے۔

کتاب بڑے سائز میں طبع ہوئی ہے اور اس کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اسے اس شاندار طریقے سے چھپوایا گیا ہے کہ نظر کا چشمہ استعمال کرنے والے بغیر چشمہ کے اسے پڑھ سکتے ہیں۔ آج کل اکثر کتب چودہ یا پندرہ فونٹ سائز میں چھپتی ہیں مگر بھلا ہو صاحبزادہ صاحب کا کہ انھوں نے اسے چوبیس سے چھتیس فونٹ میں شائع کر کے بہت سے عمر رسیدہ و کمزور نظر لوگوں پر احسان فرمایا ہے اگرچہ اس سے کتاب کا حجم تو کچھ بڑھ گیا ہے مگر کارِ خیر ہے ان شاءاللہ اس پر بھی اجر ملے گا۔ سوا چار سو سے زائد صفحات کی یہ کتاب خوب صورت سرِ ورق کے ساتھ جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ سے شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت صرف چھ سو روپے اور (آٹھ پونڈ) ہے۔ یوکے میں یہ کتاب درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے: 17, Oxley Road Preston, Lanchashire (PR1 5QH) U.K.

(تبصرہ نگار: مجلس ادارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْغَفَّارِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْاَطْھَارِ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ

اَمَّا بَعْدُ!

## سوال

آپ لوگ جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جھنڈیاں لگاتے ہو اور جلوس نکالتے ہو اس کا ثبوت کہاں ہے؟ اور کیا اسلاف یا صحابہ میں سے کسی سے اس طرح خوشی منانے کا ثبوت ہے؟

السائل ≡ ناچیز فاروقی، از ریڈنگ یو۔کے

## الجواب و ھو الموفق للصواب

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں جلوس اور جھنڈوں کے لہرانے کا ثبوت

ملاحظہ ہو:

**لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِیْنَۃَ اِنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَیْہِ**

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ اُمڈ پڑے اور میں خود بھی ان میں شامل تھا۔

| | | |
|---|---|---|
| وفاء الوفاء | جلد:۱ صفحہ: ۲۶۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

حضرت بریدہ اسلمی اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مدینہ شریف میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے پھر انھوں نے اپنا عمامہ کھول ڈالا اُسے اپنے نیزے میں باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے آگے آگے چلتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

**لَا تَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ اِلَّا وَمَعَکَ لِوَاءٌ فَحَلَّ عِمَامَتَہٗ ثُمَّ شَدَّھَا**

فِیْ رُمْحٍ ثُمَّ مَشٰی بَیْنَ یَدَیْہِ

| | | |
|---|---|---|
| وفاءالوفاء | جلد:۱،صفحہ:۲۴۳ | داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان |

**نوٹ** لفظ عِمَامَہ بِکَسرِ العین ہے بفتح العین نہیں۔ دیکھئے (غیاث اللغات جلد ۲ صفحہ ۴۷۴)

اور مسلم شریف، جلد:۲،صفحہ:۴۱۹ پر ہے

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ وَ تَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ

یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد:۲،صفحہ:۴۱۹ | مطبع اصح المطابع کراچی |

**ترجمہ** پس تمام مرد اور عورتیں اپنے اپنے مکانوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور غلام راستوں میں نعرے لگا رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بتایئے اِس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا؟

اس سے معلوم ہوا کہ عمامہ کو نیزہ میں باندھ کر آگے آگے چلنا اور خوشی میں اِدھر اُدھر دوڑنا اور مکانوں کی چھتوں پر اور گلیوں میں نعرے لگاتے پھرنا یہ ثبوت ہے جھنڈے اور جھنڈیاں لگانے اور جلوس نکالنے کا اور میلاد کی خوشی منانے کا۔ اور حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ میں داخل ہوئے میں نے اُس دن سے زیادہ حسین وروشن دن کبھی نہیں دیکھا۔

| | | |
|---|---|---|
| وفاءالوفاء | جلد۱،صفحہ ۲۶۳ | داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان |
| وفاءالوفاء | جلد:۱،صفحہ:۲۴۳ | داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان |
| مسلم شریف | جلد:۲،صفحہ:۴۱۹ | مطبع اصح المطابع کراچی |

هذا ما عندی واللّٰہ اعلم واحکم بالصواب

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

جناب جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کو اپنے اوپر قیاس کر کے کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش بھی (مخرجِ بول) سے ہوئی ہے، اُن کی پیدائش میں اور عام انسان کی پیدائش میں کوئی فرق نہیں جو ایسا کہے اُس کے بارے میں علماءِ دین اور فقہاء و بزرگانِ دین کا شرعی کیا فتویٰ ہے؟

السائل قاری احمد سعید (پریسٹن، یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

ایسا شخص گستاخ ہے اور اُس کے متعلق فقہاء کا جو شرعی فتویٰ ہے وہ ملاحظہ ہو۔

علامہ خیر الدین رملی استاذ الفقہاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَّخْرَجِ الْبَوْلِ فَهَلْ يُقْتَلُ اَمْ لَا فَاَجَابَ الْحَاجُّ بِاَنَّهٗ اِنْ قَالَهٗ مُجِيْبًا لِّمَنْ ذَكَرَ الْفَضْلَ فَهُوَ يُقْتَلُ وَ لَا يُسْتَتَابُ وَ اِنْ ذَكَرَهٗ فِيْ جَوَابِ ذِكْرِ الصُّلَحَاءِ اَوْ اَرَادَ اَنَّهٗ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّهٗ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَّجِيْعًا وَّ لَا يُقْتَلُ وَ اِنْ تَجَرَّدَ كَلَامُهٗ فِيْ غَيْرِ جَوَابٍ قُتِلَ وَلَا يُسْتَتَابُ۔

**ترجمہ** جس نے کہا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش (مخرجِ بول) سے ہوئی تو کیا اُسے قتل کیا جائے گا یا نہیں۔ پس جواب دیا حضرت علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ درمختار کے استاد) نے کہ بے شک اگر اُس نے یہ فضیلت بیان کرنے والے کے جواب میں کہا تو اُسے قتل کیا

جائے گا۔ اور اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اگر صالحین کے ذکر کے جواب میں اُس نے ایسا کہا یا اُس کی مراد آپ کا بشر ہونا تھا تو بے شک اُس کو سخت دردناک مار دی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر بغیر کسی کے جواب کے خود اُس نے یہ کلام منہ سے نکالی تو اُسے قتل کر دیا جائے اور اُس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(اَللَّآلِیُ الدُّرِّیَّۃِ فِی الْفَوَائِدِ الْخَیْرِیَّۃِ عَلٰی حَاشِیَۃِ جَامِعِ الْفُصُوْلَیْنِ جلد ۲، صفحہ: ۳۰۲)

**نتیجہ** ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کر کے ایسا کہنا یا اُن کو اپنے طرح سمجھنا سخت گستاخی ہے جو آپ نے بحوالہ ملاحظہ کر لی اور اُس کی سزا بھی اور اُس کا انجام بھی جو دنیا میں ہے اور عقبیٰ میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ اُسے کیا سزا ملے گی۔

| | | |
|---|---|---|
| حاشیہ جَامِعُ الْفُصُوْلَیْنِ | جلد ۲، صفحہ: ۳۰۲ | مطبع اسلامی کتب خانہ کراچی |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

## بخدمت جناب حضرت علامہ مفتی عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب! یہ کہیں ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی ذات کے قائم مقام کیا ہو؟ جب کہ اکثر علماء ایسی بات کہہ دیتے ہیں اور کہیں ثبوت ہے تو قرآن وسنت کی رُو سے پیش کیا جائے۔ بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

السائل: مولانا وسیم الدین (پریسٹن، یو۔کے)

## الجواب و ھو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بے شک یہ قرآن وحدیث کی رو سے درست اور صحیح ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ارشاد خُداوندی ہے

**اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ** (الفتح:۱۰)

**ترجمہ** بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (البیان)

دیکھئے یہاں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا اور حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا کہ محبوب جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں اور تیرے ہاتھوں میں ہاتھ دیتے ہیں وہ تجھ سے نہیں بلکہ تیرے رب سے ہی بیعت کرتے ہیں اور وہ تیرا ہاتھ جو اُن کے ہاتھوں پہ آتا ہے وہ تیرے رب کا ہی ہاتھ ہے۔

دوسرا ارشاد خداوندی ملاحظہ فرمائیں:

**وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی** (الانفال:۱۷)

اور (اے محبوب) آپ نے (خاک) نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔ (البیان)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ کے پھینکنے کو اللہ تعالیٰ اپنا پھینکنا فرما رہا ہے۔

**نتیجہ** یہ نکلا کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کو اپنے قائم مقام بنا کر بھیجا ہے۔ جو کہ اُن کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل فرمایا۔ تو علماء کا حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے قائم مقام کہنا درست ہے۔

علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

؎ دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال　　آمدہ در بیعت واندر قتال

یعنی نبی پاک ﷺ کا دستِ اقدس عین اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ہے۔ (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) جیسا کہ بیعت اور جنگ کے موقع پر آیا ہے۔

نیز علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

؎ لی مع اللہ شانِ خود فرمودہ ئ　　من ندانم بندۂ یا حق توئی

اے آقا آپ نے اپنی شان میں لی مع اللہ فرمایا ہے میں حیران ہوں کہ آپ (کی رفعتِ شان) کے پیشِ نظر بندہ کہوں یا حق۔

جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس ہستی کو فرمایا جس کا مقام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو۔

## یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ

| مطالع المسرّات | صفحہ: ۱۲۹ | مطبع نوریہ رضویہ گلبرگ لائل پور (فیصل آباد) |
|---|---|---|

**ترجمہ** اے ابوبکر قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے حقیقتاً تو میرے رب کے سوا مجھے کسی نے پہچانا ہی نہیں۔

اور اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

؎ تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری　　حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اسی لیے تو کسی نے سچ کہا

تم ذاتِ خدا سے نہ جُدا ہو نہ خدا ہو　　اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جائیے کیا ہو

اور اسی طرح ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول (بیروت) میں خوب لکھا ہے کہ

**وَ قَدْ اَقَامَهُ اللّٰهُ مُقَامَ نَفْسِهٖ فِیْ اَمْرِهٖ وَ نَهْیِهٖ وَ اِخْبَارِهٖ وَبَیَانِهٖ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّفَرَّقَ بَیْنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ**

| | | |
|---|---|---|
| الصّارم المسلول ابن تیمیہ | ص ۳۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

**ترجمہ** اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے اوامر و نواہی اور ہر طرح کی خبر و بیانات میں اپنے قائم مقام کر دیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول برحق کے درمیان اِن اُمور میں قطعاً فرق کرنا جائز نہیں۔

تو مندرجہ بالا حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنا قائم مقام مختارِ کُل بنا کر مبعوث فرمایا۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

**جناب حضرت علامہ مفتی عبد الغفور الوری صاحب مدظلہ العالی**

(الف) جناب! یہ جو کہا جاتا ہے کہ جس شخص کا نام حضور ﷺ کے نام پر ہو گا تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا نیز اُسے عذاب بھی نہیں ہو گا تو کیا یہ صحیح ہے اگرچہ اس کے عمل صحیح نہ بھی ہوں۔ کیا اس بارے میں کوئی

حدیث مبارک ہے تو بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

(ب) جو اپنے بچے کا نام محمد رکھے تو اس نام رکھنے کی وجہ سے اُس بچے کے والد کی بخشش بھی ہوگی اس کا کہیں ثبوت ہے؟۔ بینوا توجروا۔

## السائل — مولانا برکات احمد بذریعہ قاری احمد سعید (برمنگھم یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

(الف) ہاں ثبوت ہے دیکھئے **الطبقات الکبریٰ** علامہ شعرانی ص ۳۸۸ مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان

**(الف) يُؤْتٰى بِمَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَمَا اسْتَحْيَيْتَ اِذْ عَصَيْتَنِيْ وَ اَنْتَ سُمِّيَ حَبِيْبِيْ لٰكِنْ اَنَا اَسْتَحْيِيْ اَنْ اُعَذِّبَكَ وَ اَنْتَ سُمِّيَ حَبِيْبِيْ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ**

ترجمہ۔ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا جس کا نام محمد ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کو فرمائے گا تجھ کو میری نافرمانی کرتے ہوئے شرم نہیں آئی حالانکہ تیرا نام میرے حبیب کے نام پر رکھا گیا لیکن مجھے شرم آتی ہے تجھے عذاب دیتے ہوئے کہ تیرا نام میرے محبوب کے نام پر ہے جا جنت میں چلا جا۔

(ب) ہاں ثبوت ہے ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۴۵۲۱۵ مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان

**(ب) مَنْ وُلِدَ لَهٗ مَوْلُوْدٌ ذَكَرٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا حُبًّا لِّيْ وَ تَبَرُّكًا بِاسْمِيْ كَانَ هُوَ وَ مَوْلُوْدُهٗ فِي الْجَنَّةِ**

ترجمہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اُس کا نام میری محبت اور میرے نام سے برکت کے حصول کے لیے محمد رکھے تو وہ بھی اور اُس کا بیٹا بھی دونوں جنت میں جائیں گے۔

زرقانی شریف، جلد ۷، صفحہ: ۳۰۶، میں یہ حدیث پاک مروی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**وَعَزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُعَذِّبُ اَحَدًا تُسَمّٰی بِاسْمِكَ فِی النَّارِ**

**ترجمہ** مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جس شخص کا نام محمد ہوگا اُسے کبھی جہنم میں نہ ڈالوں گا۔

اس حدیث قدسی سے ثابت ہوا کہ جس کا نام بھی محمد رکھ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کے فرمایا کہ میری عزت وجلال کی قسم اُس کو کبھی عذاب نہیں دوں گا۔ اس ثابت ہوا کہ اس میں اعمال کی بات نہیں ہے عمل جیسے بھی ہوں۔

حلیۃ الاولیاء جلد ۴، صفحہ: ۴۲، سیرت حلبی، جلد ۱، صفحہ ۹۱، میں موجود ہے کہ
بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت گناہگار تھا جس نے دوسو برس تک اللہ کی نافرمانی کی۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اُس کو ایسی جگہ میں پھینک دیا جہاں نجاست ڈالی جاتی تھی (یعنی کوڑیوں پر)۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اُس شخص کو وہاں سے اُٹھا کر لاؤ اور اُس پر نماز پڑھو اور دفن کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص دوسو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے موسیٰ یہ سچ ہے، لیکن اُس کی عادت تھی کہ

**كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرٰةَ وَ نَظَرَ اِلٰی اسْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَبَّلَهٗ وَ وَضَعَهٗ عَلٰی عَیْنَیْهِ وَ صَلّٰی عَلَیْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ**

جب وہ توراۃ شریف کھولتا اور میرے حبیب حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک کو دیکھتا تو اُس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور اُن پر درود پڑھتا اس لیے میں نے اُس کو بخش دیا۔

اس روایت سے ظاہر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کے مقام پر بوسہ دینے کی برکت جس سے دو سو سال کا گناہگار جنتی اور مقبول بارگاہِ ایزدی ہوگیا۔ یعنی جس مقام پر حضور ﷺ کا نام مبارک لکھا تھا

اُس کو بوسہ دینے سے انسان کے دوسو سال کے گناہ مٹ جاتے ہیں تو پھر جس کا نام ہی محمد رکھ دیا جائے وہاں گناہ کیوں نہیں مٹیں گے۔

| | | |
|---|---|---|
| الطبقات الکبریٰ علامہ شعرانی | ص ۳۸۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| کنزل العمال | ج ۱۶ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۴۵۲۱۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| زرقانی شریف | جلد ۷، صفحہ: ۳۰۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| حلیۃ الاولیاء لابی نعیم | جلد ۴، صفحہ ۴۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| سیرت حلبیہ | جلد ۱، صفحہ ۹۱ | مطبع المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

مکرمی ومحترمی حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت یہ فرمایا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے غروب شدہ سورج کو واپس لوٹایا گیا۔ جب کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تھی۔ اور سورج غروب ہو چکا تھا۔ تو حضور ﷺ نے سورج کو واپس لوٹایا اور انھوں نے بجائے قضا نماز کے ادا نماز پڑھی۔

مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا اور یہ حوالہ کس کس کتاب میں کہاں لکھا ہے بحوالہ مدلل طور پر ارشاد فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

السائل حاجی آفتاب حسین پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حاجی صاحب! یہ واقعہ خیبر کے موقع پر مقام صہباء کا ہے حضور ﷺ نماز پڑھ چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کسی کام بھیجا ہوا تھا، وہ آئے تو آپ اُن کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہوئے۔ ملاحظہ ہو:

فَرَوٰی عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَ رَأْسُهٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ فَقَالَ لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَرَأَیْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَأَیْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَ وَقَعَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَ الْاَرْضِ وَ ذٰلِكَ فِی الصَّهْبَآءِ فِیْ خَیْبَرَ۔

ترجمہ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی! کیا تو نے (عصر کی) نماز پڑھ

لی؟ حضرت علی نے عرض کیا نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! بے شک یہ علی تیری اور تیرے (برحق) رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہو چکا تھا پھر میں نے سورج کو دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد وہ طلوع ہو گیا اور اس کی دھوپ پہاڑ اور زمین پر واقع ہوئی اور یہ واقعہ خیبر کے موقع پر صہباء کے مقام پر پیش آیا۔

دیکھئے حوالہ جات

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔مواھب اللدّنیہ | ج ۱ ص ۳۵۸ تا ۳۵۹ | مطبع شرفیہ آفندی |
| ۲۔طبرانی کبیر | ج ۲۴ ص ۱۴۴ تا ۱۴۵ حدیث ۳۸۲ | داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |
| ۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین | ج ۱ ص ۲۸۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۴۔زرقانی شریف | ج ۶ ص ۴۸۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۵۔شفاء شریف | ص ۳۴۷ | مطبع مکتبہ غزالی دمشق |
| ۶۔شرح شفاء | ج ۱ ص ۵۸۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۷۔نسیم الریاض | ج ۳ ص ۴۸۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۸۔خصائص کبریٰ | ج ۲ ص ۱۳۷ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۹۔حاشیہ طحطاوی علی درمختار | ج ۱ ص ۱۷۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۰۔حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح | ص ۱۷۷ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۱۔البدایہ والنہایہ | ج ۶ ص ۲۰۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۲۔فتاوٰی شامی | ج ۲ ص ۱۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۳۔سیرت ضیاء النبی | ج ۵ ص ۱۱۷ | مطبع ضیاء القرآن اردو بازار لاہور |
| ۱۴۔مدارج النبوہ | ج ۲ ص ۳۰۹ | مطبع مکتبۂ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان |
| ۱۵۔تفسیر روح البیان | ج ۸ ص ۳۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۶۔اللآلی المصنوعہ | ج ۱ ص ۳۰۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


# محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت علامہ مفتی عبدالغفور الوری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) جناب عالی! گزارش ہے کہ اگر نماز میں کسی شخص کو کم رکعت ہونے کا شک ہو جب کہ رکعتیں چاہو اس نے پوری بھی پڑھ لی ہوں لیکن ذہن میں وہم گردش کر رہا ہے کہ پوری پڑھی ہیں یا نہیں؟ تو اب وہ نمازی کیا کرے؟ جناب حوالہ کسی حدیث کا ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

(۲) جناب نماز میں بھولنے پر جو سجدہ سہو کا کیا جاتا ہے اس کی کیا ضرورت ہے اور کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے؟ جب کہ اُس نے رُکن ادا کر لیا جس میں بھول واقع ہوئی۔ (۳) جیسے سجدۂ تلاوت

ایک ہے تو سجدۂ سہو کا بھی ایک ہوتا، ان کے دو ہونے کی کیا وجہ ہے؟

السائل ≡ قاری نذیر احمد (سٹوک آنٹرنٹ، یو۔کے)

**الجواب و هو الموفق للصواب**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

## جواب نمبر ۱:

جناب گزارش ہے کہ اگر کسی کو نماز میں کم رکعت پڑھنے کا شک ہو جائے تو اور رکعت پڑھ لے یہاں تک کہ زیادہ ہونے کا گمان ہونے لگے۔ ملاحظہ ہو حدیث۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

**اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ عَلٰى شَكٍّ مِّنَ النُّقْصَانِ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُصَلِّ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلٰى شَكٍّ مِّنَ الزِّيَادَةِ**

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو نماز میں کمی کا شک گزرے تو اور پڑھ لے یہاں تک کہ زیادہ ہونے کا گمان ہونے لگے۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | ج ۷ ص ۱۹۳ حدیث نمبر ۱۹۸۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

## جواب نمبر ۲:

جناب سجدۂ سہو کی حکمت اور اصل وجہ یہ ہے کہ نماز میں جب بھول ہوتی ہے تو اس میں وسوسۂ شیطانی کا دخل ہوتا ہے اور سجدہ سہو کا جو کیا جاتا ہے یہ شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ نماز اہم رُکن تھا اسلام کا جس میں اس نے وسوسہ ڈالا تو چونکہ شیطان جتنا سجدے سے چڑتا ہے اور گھبراتا ہے اتنا اور کسی چیز سے نہیں گھبراتا کیونکہ یہ مردود راندۂ درگاہِ الٰہی سجدہ نہ کرنے کی بنا پر ہی ہوا۔

## جواب نمبر ۳:

بجائے ایک سجدے کے دو سجدے سہو میں اس لیے رکھے گئے تا کہ اسے جتنی بھی زیادہ سے زیادہ

تکلیف پہنچائی جائے بہتر ہے۔ اس لیے دو سجدے رکھے گئے۔ **حدیث پاک میں آتا ہے:**

**فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيْمٌ لِّلشَّيْطَانِ** یعنی سہو کے دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہیں

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | ج ۷ ص ۱۹۲ حدیث نمبر ۱۹۸۴۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

تو اس لیے نماز میں دو سجدے سہو کے لیے رکھے گئے۔ نیز جب اس نے آدم علیہ السلام کو حکمِ خُدا کے باوجود سجدہ نہ کیا اور دوسرے فرشتوں نے سجدہ کیا جب وہ سجدے سے اٹھے تو شیطان کے چہرے پر فرشتوں نے دیکھا کہ لعنت پڑی ہوئی تھی اور کالا سیاہ ہو چکا تھا تو یکدم فرشتوں نے حکم خداوندی کو بجا لانے کے شکریہ میں دوسرا سجدہ کر دیا جو اللہ پاک کو بہت پسند آیا اور اُسی کی وجہ سے اُمتِ محمدیہ پر نماز میں رکوع تو ایک ہی رہا لیکن سجدے دو کر دیے۔ اس لیے سہو میں بھی دو سجدے رکھے۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت! مُردوں کو صالحین کے قبرستان میں دفن کرنے کے بارے میں کہیں کوئی حکم ہے؟ اگر کسی کتاب یا فتاویٰ میں ایسا حکم ہے تو آگاہ فرمائیں۔ والسلام

السائل محمد طیب طاہر (خانیوال)

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہاں ہے۔ یہ تو بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھئے فتاویٰ عزیزی، جلد ۲، صفحہ ۲۴۸ پر ہے

**اَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذّٰى مِنْ جَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَأَذّٰى الْحَيُّ**

ترجمہ: اپنے مُردوں کو صالحین یعنی نیکوں کے قبرستان میں دفن کرو کیونکہ مردے کو بھی بُرے ہمسائے سے ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴ حدیث نمبر ۴۲۳۶۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مقاصد حسنہ | صفحہ ۵۰ حدیث نمبر ۴۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| کشف الخفاء | جلد اول صفحہ ۶۴ حدیث نمبر ۱۶۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| اسنٰی المطالب | صفحہ ۳۶ حدیث نمبر ۹۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| فتاویٰ عزیزی | جلد ۲، صفحہ ۲۴۸ | مطبع مجیدی کانپور |

**هذا ما عندی واللّٰه اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! اہل قبور سے مدد مانگنا جائز ہے؟ جیسا کہ لوگ قبروں پر جاتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں؟ اگر کسی کتاب میں ہے تو ارشاد فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

السائل **محمد طیب طاہر (خانیوال)**

## الجواب و هو الموفق للصواب

جی ہاں! اہل قبور سے مدد مانگنا جائز ہے۔ یہ متعدد کتب میں موجود ہے اس کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اپنی تسلی کے لیے دیکھئے:

**اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ**

**ترجمہ** جب تم اپنے اُمور میں حیران و پریشان ہوجاؤ تو قبروں والوں سے مدد مانگو۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عزیزی | جلد: ۲، صفحہ: ۲۴۵ | مطبع مجیدی کانپور |
| مرقات شرح مشکوٰۃ | جلد: ۴، صفحہ: ۱۱۶ | مطبع، مکتبہ امدادیہ، ملتان |
| تفسیر روح البیان | جلد: ۵، صفحہ: ۱۷۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

تو ثابت ہوا کہ لوگ جو قبروں پہ جاتے ہیں اور اُن کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور صالحین اہلِ قبور سے مدد مانگتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ وہ آنے والے کو دیکھتے ہیں پہچانتے ہیں اور اُن کی سنتے ہیں۔ جب اِن زندوں کے پاس ہم دُعاء کرانے کے لیے جاتے ہیں تو اب اِن کے پاس کیوں نہیں جا سکتے۔ دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد تو اُن کے تصرفات اور زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت! اللہ تعالیٰ جب سب کچھ سنتا ہے اور اُس سے جب بھی دُعاء کی جائے تو وہ دُعاء قبول کرتا ہے۔ تو کیا دُعاء میں ہاتھ اٹھانا ضروری ہے؟ لوگ دُعاء میں ہاتھ کیوں اٹھاتے ہیں اس کا کیا ثبوت ہے؟ حدیث پاک سے ثبوت دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل: حافظ اظہر غفور (رائیونڈ)

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہاں! بلاشبہ حدیث پاک میں اس کا ثبوت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دُعاء کرنے میں افضلیت وحکمت یہ ہے کہ اس کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**اِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يَّبْسُطَ الْعَبْدُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْأَلُهٗ فِيْهِمَا خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ**

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ حیاء فرماتا ہے کہ بندہ اس کی طرف ہاتھوں کو پھیلائے اور اللہ سے ان میں خیر کی بھیک مانگے تو اللہ تعالیٰ ان کو ناکام لوٹا دے۔

| | | |
|---|---|---|
| کنزل العمال | ج:۲ ص:۳۱ حدیث:۳۱۶۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

ثابت ہوا کہ جب خُدا کے آگے ہاتھ اٹھا کر دُعاء کی جائے تو وہ ہاتھ خالی نہیں لوٹتے اور جو تکبرانہ دُعاء کی جائے یا بغیر ہاتھ اٹھائے دُعاء کی جائے تو وہ بے نیاز ہے عطا کرے، کرے نہ کرے تو نہ کرے۔ کیونکہ یہ اُس کے سامنے ہاتھ پھیلا ہی نہیں رہا صرف زبان ہلا رہا ہے۔ تو اُمتی کو تو اُس طرح عمل کرنا چاہیے جس طرح خُدا کے محبوب نے اپنے اُمتیوں کو قبولیتِ دُعاء کے بارے میں بتا دیا ہے۔

**هذا ما عندی و اللّٰه اعلم و احکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

بخدمت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مہتمم جامعہ فیاض العلوم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی گزارش ہے کہ ہمارے ہاں اکثر اس مسئلہ پر بحث ومباحثہ ہوتا رہتا ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے والا شخص چاہے کتنی بھی گرمی پڑے غسل نہیں کرسکتا۔ ماسوائے شرعی ضرورت کے۔ ورنہ اُس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ہمیں باحوالہ مدلل ومکمل جواب عنایت فرمایا جائے۔ عین عنایت ہوگی۔ بینوا توجروا۔

السائل قاری ممتاز احمد (بابلیانہ)

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب اعتکاف میں بیٹھنے والے کو بلاضرورت بار بار نہانا یا جسم ٹھنڈا کرنا تو اچھا نہیں مگر یہ کہنا کہ اگر بلاضرورت شرعی اُس نے غسل کرلیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ یہ غلط ہے۔ اعتکاف ایسی کچی عبادت نہیں ہے جو نہانے سے ٹوٹ جائے۔

ملاحظہ ہوں حوالہ جات:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری | جلد:۱۱، صفحہ: ۱۴۴ تا ۱۴۵ | مطبع دار الفکر بیروت |
| ۲۔فتح الباری | ،ج ۴ ص ۲۲۰ | مطبع البہیۃ المصریہ |
| ۳۔اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ | ج ۲ ص ۱۲۰ | مطبع نولکشور لکھنؤ |
| ۴۔فیوض الباری شرح صحیح | بخاری ج ۸ ص ۱۰۶ | مطبع مکتبہ رضوان لاہور |
| ۵۔مرآت المناجیح | ج ۳ ص ۲۱۴ | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| ۶۔تفسیر نعیمی | ج ۲ ص ۲۳۹ | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| ۷۔نعمۃ الباری شرح بخاری | ج ۴ ص ۵۵۴ | فرید بک سٹال لاہور |

| | | |
|---|---|---|
| ۸۔فتاویٰ عالمگیری | ج۱ص ۲۱۳ | مطبع دارالمعرفت بیروت |
| ۹۔فتاویٰ شامی | ج۳ص ۴۳۴ تا ۴۳۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۰۔عین الہدایہ | ج۱ص ۹۵۰ | مطبع نولکشور لکھنؤ |
| ۱۱۔عالمگیری اُردو | ج۲ص ۳۴ | مطبع نولکشور لکھنؤ |
| ۱۲۔بہارشریعت | ج۵ص ۱۲۴ | مطبع شیخ غلام علی لاہور |
| ۱۳۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل | جلد۶ص ۵۰۲ | مطبع دارالاشاعت کراچی |
| ۱۵۔فتاویٰ حقانی | ج۴ص ۲۰۰ | مطبع دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

بخدمت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبارکاتہٗ

حضرت ہمارے ہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں تذکرہ اور مباحثہ ہو رہا تھا کہ آپ کا کتنا لشکر تھا اور کیا کیا چیزیں آپ کے تابع تھیں وغیرہ۔تو ہمیں اُن سے متعلق ضروری معلومات فراہم کر کے شکریہ کا موقع دیں۔والسلام

السائل: محمد اسرائیل ذیلدار، جودھو دھیر، ضلع لاہور۔

## الجواب و هو الموفق للصواب

چوہدری محمد اسرائیل صاحب ملاحظہ ہوں **معلومات:**

**لشکر:** حضرت سلیمان علیہ السلام سے متعلق معلومات: آپ کا لشکر تین (300) سو میل لمبا اور تین سو (300) میل چوڑا تھا 75 میل پر انسان 75 میل پر جنات۔ 75 میل پر پرندے 75 میل پر وحشی جانور۔

**بنلگے:** 1000 شیشے کے بنگلے جو لکڑیوں پر تیار کئے گئے

**منکوحات:** ان میں آپ کی تین سو (300) منکوحات (بیویاں)، سات سو (700) کنیزیں (لونڈیاں) رہائش پذیر تھیں۔

**قالین:** آپ کا تین میل لمبا اور تین میل چوڑا سونے اور ریشم کا قالین تھا جو جنات نے تیار کیا۔ اس کے درمیان آپ کا سونے کا منبر بچھایا جاتا اس پر آپ رونق افروز ہوتے۔

**کرسیاں:** اردگرد سات لاکھ سونے اور چاندی کی کرسیاں بچھائی جاتیں۔ سونے کی کرسیوں پر آپ کے نائبین اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے۔ (فیوض الرحمٰن جلد ۱۹ صفحہ ۳۷۴)

**آپ کا لنگر:** مطبخ میں ہر روز 24 ہزار گائے اور 40 ہزار بکریاں اور 30 ہزار من آٹا اور 20 ہزار من چاول اور پرند اس قدر ذبح ہوتے کہ ہر روز ایک ہزار اونٹ پر لاد کر آلائش کو دریا میں بہانے جاتے۔ یہ سب محتاجوں کے لئے تھا۔

**خوراک:** آپ کی خوراک جو کو سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے اور مسکینوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔

**دُعاء:** رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ (سورۃ ص آیت ۳۵)

**صدقہ و خیرات:** بیت المقدس کی تعمیر کے بعد آپ حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں جی بھر کر اقامت پذیر رہے اور ہر روز 5000 اونٹ اور 5000 گائے اور 20 ہزار بکریاں خیرات کرتے۔

**وصال مبارک:** حضرت سلیمان علیہ السلام 13 سال کی عمر میں مسند نشین ہوئے اور 53 سال کی عمر میں وصال فرمایا تو چالیس سال سلطنت سنبھالی۔ (فیوض الرحمٰن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۷)

نوٹ: یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے جتنا چاہے عطا کردے دیکھو

## قارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا جس کا نام یَصْھَرْ تھا اس کے چار لاکھ خزانے تھے اور ان کی چابیاں 40 آدمی محفوظ رکھتے اور ان کو 60 خچر اٹھاتے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| فیوض الرحمٰن | جلد ۱۹ صفحہ ۳۷۴<br>جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۷ | مطبع مکتبہ غوثیہ کراچی |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائی جاوے کہ ایک شخص (حاجی محمد یوسف) جس کی 26۔ایکڑ زمین ہے جس میں سے اُس نے سال 1998ء میں 6،6۔ایکڑ زمین اپنی دو بیویوں (۱) حاجن سفیدی بی بی (۲) حاجن رحمانی بی بی اور (۳) لے پالک بیٹے ابوبکر صدیق کے نام 2۔ایکڑ زمین ہبہ کردی۔

اُس کے بعد سال 2004ء میں اپنے سالے الیاس خاں کے نام 90 کنال زمین ٹریکٹر نکلوانے کی غرض سے ہبہ کر دی۔ اُس کے کچھ دن بعد حاجی محمد یوسف (واہب الیہ) نے الیاس خاں کو ٹریکٹر نکلوانے سے منع کر دیا اور ٹریکٹر نقد خریدنے کا کہا جس کے لیے مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے حاجی محمد یوسف نے ادا کر دیے اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے دینے کے لیے الیاس خاں کو کہا اور ہبہ کی ہوئی زمین واپس لینے کا سوال کر دیا۔ لیکن الیاس خاں کی انکاری پر حاجی محمد یوسف نے فراڈ کا پرچہ درج کروا دیا اور عدالت میں دعویٰ استقرارِ حق دائر کر دیا۔ اُس کے دو سال بعد حاجی محمد یوسف نے اپنی بیوی سفیدی بی بی سے ہبہ کی ہوئی 6۔ ایکڑ زمین سال 2006ء میں امانتاً واپس لے لی اور اُس کے بعد دونوں بیویوں اور لے پالک بیٹے ابوبکر کے خلاف بھی دعویٰ دائر کر دیا جیسا کہ الیاس خاں کے خلاف دائر کیا تھا۔ جب حاجی محمد یوسف نے زمین بطور امانت واپس لی تو کیس کی مضبوطی یا قانون دانوں کے مشورہ سے مذکورہ 6۔ ایکڑ اراضی امام مسجد حافظ عطاء اللہ کو مزید آگے بطور امانت دینے کا کہا (یعنی اپنی رکھی ہوئی امانت کو مزید آگے بطور امانت ہی امام مسجد کے پاس رکھ دو) اور حاجی یوسف کے چاچازاد بھائی حاجی ملہڑ خاں نے ایک مختار نامہ عام کی رُو سے مذکورہ 6۔ ایکڑ اراضی حافظ عطاء اللہ کو مبلغ 60۔ لاکھ روپے میں بیع بذریعہ رجسٹری کر دی۔ اور اب حافظ عطاء اللہ بخوشی اُس زمین کو واپس کرنا چاہتا ہے اگر یہ طے ہو جائے کہ وہ زمین کس کو واپس کرے یعنی حاجی محمد یوسف کو یا سفیدی بی بی کو۔ کیونکہ حافظ عطاء اللہ اقرار کرتا ہے کہ مذکورہ زمین میرے پاس بھی بطور امانت ہے۔

ان تمام وجوہات کی بناء پر عدالت کسی کے بھی حق میں کوئی فیصلہ نہ کر پائی ہے لہٰذا اس لیے اب دونوں فریقین (۱) الیاس خاں، سفیدی بی بی، رحمانی بی بی، ابوبکر صدیق اور (۲) حاجی ملہڑ خاں نے فیصلے کے لیے ثالثین کو مقرر کر دیا ہے۔

اراضی متدعویہ کا اصل مالک حاجی محمد یوسف بھی وفات پا چکا ہے جس کی عدم موجودگی میں حتمی فیصلہ کرنے میں انتہائی دُشواری ہے، لہٰذا اب اس ضمن میں علماء دین سے رائے/فتویٰ درکار ہے تاکہ ثالثین کے لیے

فیصلہ کرنے میں آسانی ہو سکے، علماء دین سے التماس ہے کہ بروئے قرآن وسنت واضح طور پر مندرجہ ذیل نقاط کی تشریح کی جاوے:

**نوٹ:** حاجی یوسف خاں (متوفی) کی باقی اراضی تقریباً (05--0) کنال اُس کے ورثاء کو بروئے وراثت منتقل ہو چکی ہے۔

**نقطہ** 1:۔ کیا دُرست طور پر ہبہ ہوئی چیز/ زمین (جس کے اختیارات دُرست طور پر منتقل ہو چکے ہوں) بغیر مالک کی مرضی کے (موجودہ مالک) کیسے دوبارہ واپس سابقہ مالک کو منتقل ہو سکتی ہے اگر موجودہ مالک ایسا نہ کرنا چاہے؟

**نقطہ:**2۔ امانتاً لی ہوئی چیز/ زمین دوسرے کے پاس بحیثیت اُدھار یا بغیر مالکانہ حقوق کے عارضی ہوتی ہے تو کیا وہ زمین واپس نہ کی جائے گی جس سے وہ امانتاً لی گئی ہو خواہ وہ اب کسی کے بھی (دیگر فرد) پاس/ زیر قبضہ ہو۔ جب کہ حافظ عطاء اللہ خود بھی واپس کرنے میں رضا مند ہے۔ لیکن اُلجھن یہ ہے کہ اگر وہ زمین حاجی محمد یوسف (متوفی) کے نام واپس کرے تو مذکورہ اراضی اُس کے ورثاء میں بروئے وراثت تقسیم ہو جائے گی۔ اگر سفیدی بی بی کو واپس کرتا ہے تو سفیدی بی بی کو اپس کا حق مل جاتا ہے مگر اس بات پر حاجی ملہڑ خاں کو اعتراض ہے وہ اس لیے کہ اُس کا موقف یہ ہے کہ وہ صرف مجھے (جس نے اُسے بروئے مختار عام دی تھی) دی جائے یا پھر حاجی محمد یوسف خاں کو۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو سفیدی بی بی اپنے حق سے مکمل طور پر محروم ہو جائے گی۔ یہ تو بالکل عیاں ہے کہ حاجی ملہڑ خاں کے وہ اختیارات اپنے ذاتی نہ تھے بلکہ حاجی محمد یوسف کے تھے۔ بظاہر تو حاجی ملہڑ خاں کو اب وہ زمین ہرگز واپس نہیں ہو سکتی کیونکہ اختیار دہندہ اب زندہ نہ ہے اور اختیار یا اختیار گرندہ کسی ایک کی وفات کی صورت میں مختار نامہ بالکل ختم/منسوخ متصور ہوتا ہے۔ جب کہ متوفی عدالت میں اپنے بیانات قلم بند کرا چکا ہے کہ نہ میں نے اپنی بیویوں کے خلاف کوئی مقدمہ کروایا ہے اور نہ ہی کسی کو مختار عام مقرر کیا ہے۔ میں نے تو اپنی بیوی سفیدی والی زمین صرف بطور امانت حافظ عطاء اللہ کو دی ہے۔ اس لیے علماء دین سے تشریح اس بات کی درکار ہے کہ اس سطح پر اب وہ زمین کس فردِ واحد کے نام واپس ہوگی؟

(۱) حاجی ملہڑ خاں (۲) حاجی محمد یوسف (۳) حاجن سفیدی بی بی

**نقطہ:3**۔کیاالیاس خاں کوٹریکٹر کی غرض سے ہبہ کی ہوئی زمین واپس حاجی یوسف خان کو واپس منتقل ہوگی جب کہ الیاس خاں نقد مبلغ-/150000 روپے لینے کے باوجود بھی اُس زمین پر ٹریکٹر نکلوا چکا تھا۔جب کہ اراضی جس پر ٹریکٹر نکلوایا گیا وہ اب تقریباً 10 لاکھ روپے بوجہ قرض زیر بار ہے۔

**حتمی فیصلہ:** مندرجہ بالا نقاط کے جواب کے بعد بروئے قانون وسنت حتمی فیصلے کے طور پر حاجی یوسف خان (متوفی) کا کل ترکہ کیا ہوگا؟ کیونکہ مذکورہ بالا ہبہ نامہ جات کو غلط ثابت کیے بغیر وہ وفات پا چکا ہے۔

## السائل

ماسٹر محمد انور ولد سبحان خاں موضع پیرووالہ
30-11-2014

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بشرطِ صدق سائلین، ثالثین صورت مسئولہ مذکورہ میں درج نقاط کی تشریح مطلوب ہے تو گزارش ہے کہ آپ کا پورا سوال تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ ہبہ، امانت اور خیانت۔ حاجی یوسف خاں مرحوم نے جو زمین اپنی دو بیویوں کے نام کی بطور (۱) ہبہ کے وہ ہبہ مابین زوجین ہے جس میں واہب کو رجوع کا حق نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

**اِذَا وَهَبَ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ لِصَاحِبِهٖ لَا يَرْجِعُ فِي الْهِبَةِ**

یعنی جب میاں بیوی نے ایک دوسرے کو کوئی ہبہ دیا تو رجوع کا اختیار نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ ایک دوسرے کو جب ہبہ کر دیں گے تو نہ خود واپس "مَوْهُوب شَیْء" کو لے سکتے ہیں نہ اِن کا کوئی وارث۔ اور اگر کسی غیر اجنبی کو کوئی ہبہ کر دے تو اس کو واپس واہب بھی لے سکتا ہے اور اُس کے وارثین بھی۔ دیکھیے فتاویٰ خیریہ ج ۲، صفحہ ۱۱۲ میں ہے کہ:

**اَجْمَعَ الْكُلُّ عَلٰى اِنَّ لِلْوَاهِبِ اسْتِرْدَادُهَا مِنَ الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَلَوْ كَانَ ذَا رَحِمٍ مَّحْرَمٍ مِّنَ الْوَاهِبِ وَ كَمَا يَكُوْنُ لِلْوَاهِبِ الرُّجُوْعُ فِيْهَا يَكُوْنُ لِوَارِثِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ**

یعنی اس پر سب کا اجماع ہے کہ واہب کو موہوب لہ سے واپس لینے کا حق ہے اگر چہ وہ واہب کا ذی رحم ومحرم ہو اور جس طرح واہب کو رجوع کا حق ہے ایسے ہی اس کی موت کے بعد اُس کے وارثوں کو حق حاصل ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۳، صفحہ ۲۷۷ پر تو یہاں تک ہے کہ

**رَجُلٌ وَّهَبَ لِرَجُلٍ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ الْوَاهِبُ اَسْقَطْتُ حَقِّيْ فِي الرُّجُوْعِ لَا يَسْقُطُ حَقُّهٗ**

یعنی ایک شخص دوسرے کو ہبہ کر کے کہے کہ میں نے اس سے رجوع کا حق ساقط کر دیا تو اس کا یہ حق ساقط نہ ہوگا۔ نتیجہ معلوم ہوا کہ ہبہ کرنے والا اپنے رجوع کے حق کو ساقط کر بھی دے تو شریعت ساقط نہیں کرتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب اس کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتا تو وارثوں کو دعویٰ کرنے اور واپس لینے سے کون مانع ہوسکتا ہے۔

(۲) امانت: کا حکم یہ ہے کہ امانت جس کی ہے ہر صورت امین کو وہ امانت اُسے دینی پڑے گی دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا** (النساء، آیت 58)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کو ادا کر دو۔ (البیان)

جب حکمِ قرآن سے پتہ چل گیا کہ امانت اہلِ امانت کو ادا کرو تو امانت کا لفظ بار بار سوال میں گردش کر رہا ہے حاجی یوسف خاں مرحوم کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سفیدی سے زمین امانتاً لی اور حافظ عطاء اللہ کو امانتاً دی اور حافظ عطاء اللہ بھی کہتا ہے کہ میرے پاس تو یہ زمین سفیدی والی امانتاً ہے۔ تو روزِ روشن کی طرح یہ بات شریعت کی رُو سے ثابت ہے کہ اب وہ زمین عطاء اللہ صاحب سے لے کر سفیدی بی بی کو دی جائے گی اصل مالک اس کی شرعاً وہی ہے۔ ملہڑ خاں کو وہ نہیں مل سکتی جس کی ایک وجہ تو سوال میں ہی موجود ہے حاجی یوسف خاں کے مرنے سے اس کا مختار نامہ بھی مر گیا جو اس کے پاس تھا۔

(۳) خیانت: امانت میں خیانت بہت بُری ہے بلکہ منافقت کی نشانی ہے بخاری شریف بیروت ج ۱، صفحہ ۱۶ پر ہے **"اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ"**

| بخاری شریف | جلد اوّل صفحہ ۱۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
|---|---|---|

یعنی جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے اور امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

تو سفیدی بی بی کی 16 ایکڑ زمین تھی تو امانت مگر ملہڑ خاں نے وہ آگے 60 لاکھ کی حافظ عطاء اللہ کو بیع بذریعہ رجسٹری کردی تو اس وجہ سے وہ خائن ثابت ہوتے ہیں لہٰذا اس زمین کے یہ شرعاً ہرگز مستحق نہیں۔ جب کہ حاجی یوسف خاں مرحوم کہہ چکے ہیں کہ میں نے تو اپنی بیوی سفیدی والی زمین صرف بطور امانت عطاء اللہ کو دی ہے لہٰذا اب وہ زمین سفیدی کو ملے گی۔ حاجی محمد یوسف خاں مرحوم کا ترکہ از روئے شرع شریف جیسا کہ سوال کے مندرجات سے معلوم ہوا ہے وہ یا تو وہ پانچ کنال زمین تھی جو ورثاء میں تقسیم ہو چکی ہے اور یا پھر ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور 150000 /- روپے نوے (90) کنال زمین جو حاجی یوسف خاں مرحوم نے ٹریکٹر نکلوانے کی غرض سے ہبہ کیا اور پھر زمین واپسی مانگی نقد ٹریکٹر لینے کے لیے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا تو وہ ہبہ تو کوئی الیاس خاں کو مالک بنانے کے لیے تو دیا ہی نہیں تھا وہ تو اپنے لیے ٹریکٹر نکلوانے کے لیے دیا تھا اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ حاجی یوسف خان نے زمین واپس مانگ لی اور روپیہ ڈیڑھ لاکھ دے دیا۔ مگر الیاس خاں زمین 90 کینال اور روپیہ ڈیڑھ لاکھ لے کر انکاری ہوگیا۔ الیاس خاں کا یہ حق بنتا ہے کہ حکم خُداوندی اور حکمِ حبیبِ خُدا کا پاس رکھے اور اپنی عاقبت خراب نہ کرے۔ حاجی یوسف خاں کے وارثوں کو جو اُن کا بنتا ہے واپس کردے۔ از خود واپس کرے تو بہتر ورنہ بذریعہ دعویٰ در عدالت سے بھی لینے کا ان کو حق حاصل ہے۔ جیسا کہ باحوالہ عرض کردیا گیا ہے۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

01-12-2014

# سوال

بحضور حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائے ونڈ لاہور، (پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاجِ شریف!

جناب عالی! مؤدبانہ عرض ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو غیر محرم کے ساتھ نازیبا حالت میں دیکھ کر اِن دونوں کو قتل کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا میں نے اس لیے اِن کو قتل کیا۔ جناب عالی! ہمارا پہاڑی اور جنگلی علاقہ ہے آئے دن ایسی واردات ہوتی رہتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب کہا جائے کہ یہ خُدا اور رسول کی نافرمانی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ حدیث میں ہے (کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غیر محرم کے ساتھ دیکھے تو اُسے خود ہی قتل کر دے۔)

جناب مفتی صاحب! ہماری اس بارے میں قرآن وحدیث کی رو سے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے مدلّل ومکمّل اور مفصّل یہ رہنمائی فرمائی جائے کہ درج بالا حدیث کہیں کسی مستند اور معتمد علیہ کتاب میں ہے؟ اور کیا غیرت کے نام پر ایسا قتل جائز ہے؟ اگر نہیں! تو اس سلسلہ میں جو شرعی حکم ہے اُس کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل ناچیز محمد عُمر مہتمم دارالعلوم محمدیہ اہل سنت والجماعت

چھٹی میل، پوسٹ جاہر کھیڑا ضلع الور، راجستھان، انڈیا

30-11-14

## الجواب و ھو الموفق للصواب

محترمی ومکرمی مولانا محمد عمر صاحب زید مجدکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱)۔ بشرطِ صدق حقائقِ مسئولہ صورتِ مذکورہ فی السوال از خود اس شخص کا اس طرح قتل کرنا ناجائز، حرام، گناہِ کبیرہ اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ورسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے۔

(۲)۔اس فعل کو غیرت کا نام دینا قطعاً غیرت نہیں بلکہ بے غیرتی ہے۔غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہو اور خُدا جل جلالہٗ و رسول ﷺ کو پسند ہو۔

(۳)۔ایسی حدیث (جس میں از خود بیوی کو قتل کرنے کا حکم ہو) کہیں کسی مستند و معتمد علیہ کتاب میں تو کجا بلکہ کہیں اس کا وجود ہی نہیں ہے۔یہ سراسر من گھڑت و اختراع اور حضور ﷺ کی ذات کی طرف کذب کو منسوب کرنا ہے جو شرعاً گستاخی ہے، گناہِ کبیرہ ہے اور اپنے آپ کو جہنمی بنانا ہے۔

دیکھئے بخاری شریف بیروت، جلد:۱ صفحہ:۳۷؛ اور مسلم شریف بیروت، جلد:۱، صفحہ:۳۲ پر ہے کہ

**مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ**

یعنی جو شخص قصداً مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

اور اگر دیدہ دانستہ ایسا کہتا ہے اور کرتا ہے تو اس پر کفر لازم آتا ہے۔ایسا شخص از سرِ نو کلمہ پڑھے اور علی الاعلان توبہ کرے کیونکہ جیسا گناہ ویسی توبہ۔

نوٹ:تو اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ ذہن میں رہے کہ

## اُمتِ محمدیہ کے مسائل کا حل ادلہ اربعہ کے ساتھ وابستہ ہے

اور ادلہ اربعہ یہ ہیں:

اوّل: کتاب اللہ　　دوم: سنت رسول اللہ　　سوم: اجماعِ اُمت　　چہارم: قیاس

پہلے جو مسئلہ بھی ہوگا اُسے قرآن سے حل کیا جائے گا، پھر حدیث پاک کے ذریعے سے، پھر اجماعِ اُمت کے ذریعے اور اس کے بعد قیاس کے ذریعے سے۔جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث اس پر دال ہے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے ہمارا فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری، جلد اول، صفحہ 194۔)

تو اول دلائل کتاب اللہ سے ملاحظہ ہوں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ**　　(النساء:۵۹)

ترجمہ: پھر اگر تم جھگڑا کرو کسی چیز میں تو اُسے لوٹا دو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور قیامت کے دن پر۔ (البیان)

نوٹ: اس سے ثابت ہوا کہ جو تنازعہ بھی ہو وہ قرآن اور حدیث سے حل کیا جائے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

**وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ:۴۷)**

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کرے اُس کے مطابق جو اللہ نے اُتارا تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ (البیان)

اور دوسری آیت میں یوں فرمایا

**وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ:۴۵)**

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کرے اللہ کے اُتارے ہوئے (حکم) کے مطابق تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (البیان)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

**وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:۴۴)**

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کرے اللہ کے نازل کیے ہوئے (حکم) کے مطابق تو وہی لوگ کافر ہیں۔ (البیان)

معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول برحق کے حکم کی حکم عدولی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے علاوہ کوئی فیصلہ اپنی طرف سے کرتا ہے تو قرآن کی رو سے وہ ظالم و نافرمان اور کافر قرار پاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

**فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ (پارہ:۵، النساء:۶۵)**

ترجمہ: تو (اے محبوب) آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم مانیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو اُن کے درمیان پیدا ہو پھر نہ پائیں وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی ہر اُس فیصلے

سے جو آپ نے کیا اور بخوشی دل سے مان لیں۔ (البیان)

اس کے تحت تفسیر روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۵، پر صاحبِ تفسیر روح المعانی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

**فَقَدْ رُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰہَ تَعَالٰی وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ صَامُوْا رَمَضَانَ وَ حَجُّوا الْبَیْتَ ثُمَّ قَالُوْا لِشَیْءٍ صَنَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَّا صَنَعَ خِلَافَ مَا صَنَعَ اَوْ وَجَدُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا لَکَانُوْا مُشْرِکِیْنَ**

آپ فرماتے ہیں کہ اگر قوم (لوگ) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان کے روزے بھی رکھیں اور بیت اللہ شریف کا حج کریں پھر وہ حضور پاک کی کسی بات کے بارے میں کہہ دیں کہ یہ بات حضور ﷺ نے کیسے کہہ دی اور یا اپنے دل میں حضور ﷺ کے ارشاد پر کوئی تنگی محسوس کریں تو وہ مشرک ہو جائیں گے (العیاذ باللہ)

ثابت ہوا کہ حضور پاک کا حکم ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو آپ ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔

باوجود یکہ یہ جو تمام ارکان اوپر دیے گئے ہیں وہ تمام مسلمانوں پر فرض ہیں لیکن نبی پاک کی محبت اور نبی پاک کا ارشاد سب سے اوپر ہے۔ یہاں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے۔

نیز فرمانِ خداوندی ہے کہ

**وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِہِمْ (پارہ:۲۲، الاحزاب:۳۶)**

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ اور کسی مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول ایک کام کا فیصلہ فرما دیں تو اُن کے لیے اپنے (اِس) کام میں کوئی اختیار ہو۔ (البیان)

معلوم ہوا کہ خُدا تعالیٰ اور اُس کے محبوب کے فیصلے کے علاوہ فیصلہ کرنے کا کسی مؤمن و مسلمان کو اختیار نہیں۔

**وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** (الحشر:۷)

ترجمہ: اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اُس سے رُک جاؤ۔ (البیان)

**وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ** (البقرہ:۴۲)

ترجمہ: اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔ (البیان)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا** (النساء:۹۳)

ترجمہ: اور جو کوئی قتل کرے کسی مسلمان کو قصداً تو اُس کا بدلہ دوزخ ہے وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا اور غضب ناک ہوگا اُس پر اللہ اور اُسے اپنی رحمت سے دُور کر دے گا اور تیار کر رکھا ہے اللہ نے اُس کے لیے بڑا عذاب۔ (البیان)

اس آیت کے حکم سے مذکورہ مسئلہ کا حل واضح ہے کہ ایک مسلمان کو قتل کرنے کا انجام آپ نے دیکھا کہ ایک تو وہ دوزخی، دوسرا اللہ پاک کا اُس پر غضب ہوگا تیسرا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی دور یعنی ملعون ہوگا چوتھا اُس کا بڑے عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔

## آگے ملاحظہ ہوں دلائل سنت رسول اللہ ﷺ (احادیث) سے

حدیث پاک میں آتا ہے

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ**

اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَجِدُ مَعَ امْرَأَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا۔

| مسلم شریف | جلد ا صفحہ ۴۹۱ | مطبع اصح المطابع کراچی |
|---|---|---|

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ انصاری (انصار کے رئیس) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے (زنا کرتے ہوئے) کیا اُس کو مار ڈالے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

اب جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قتل نہیں کرسکتا تو یہ کون سی حدیث لائیں گے کہ جس میں بیوی کے قتل کرنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہو۔ تو ثابت ہوا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کذب باندھنا ہے جو جرمِ عظیم ہے۔ نیز صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ایسی حالت میں قتل نہیں کرسکتا ہے یہ قتل کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

پھر صحابی نے عرض کیا کہ کیا میں ایسی حالت میں گواہوں کو لاؤں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نَعَمْ) ہاں۔ دیکھئے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنْ وَجَدْتُّ مَعَ اِمْرَأَتِیْ رَجُلًا اُمْھِلُہٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ قَالَ نَعَمْ (مسلم، جلد ا صفحہ ۴۹۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو کیا اس کو مہلت دوں چار گواہ لانے تک۔ آپ نے فرمایا: ہاں گواہ لا۔

قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی اِمْرَأَتِہٖ رَجُلًا یَنْطَلِقُ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَۃَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ الْبَیِّنَۃَ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَھْرِكَ۔

ترجمہ: صحابی نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے اوپر غیر مرد کو دیکھ کر گواہ

تلاش کرنے کے لیے جائے تو حضور پاک ﷺ نے (پھر بھی یہی) فرمایا ہاں! گواہ لا۔ ورنہ تیری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۱، صفحہ ۳۶۷ | مطبع اصح المطابع کراچی |

اسی کے مطابق حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا فرمان وفتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مؤطاء امام مالک صفحہ ۳۰۸ پر ہے:

**مالك عن يحيىٰ بن سعيد عن سعيد بن المسيب اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ اَوْ قَتَلَهَا فَاَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةِ ابْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ الْقَضَآءَ فِيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ يُسْئَالُ لَهٗ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ اِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِاَرْضِىْ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّىْ بِهٖ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى كَتَبَ اِلَىَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اَسْئَلُكَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَبُوْالْحَسَنِ اِنْ لَمْ يَاْتِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهٖ**

| | | |
|---|---|---|
| مؤطا امام مالک | ص ۳۰۸، | مطبع مجتبائی دہلی |
| فتح الباری شرح بخاری | جلد ۱۲، صفحہ ۱۴۶ | مطبع البہیۃ المصریہ |
| نصب الرایہ | جلد ۳، صفحہ ۳۰۶ | مطبع دار المأمون |

یعنی امام مالک یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ شام والوں میں سے ایک آدمی نے کسی شخص کو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اُس شخص کو یا عورت کو قتل کر دیا۔ تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو اس مسئلہ کے فیصلہ میں مشکل پیش آئی آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت علی بن ابی طالب سے پوچھ کر بتائیں تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علی بن ابی طالب سے

اس مسئلے کے متعلق پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ چیز ہمارے ہاں تو ہے نہیں۔ اس لیے میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اِس کے متعلق مجھے بتائیں اصل ماجرا کیا ہے؟ تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان نے لکھا ہے کہ میں آپ سے یہ مسئلہ پوچھ کر انھیں بتاؤں۔ حضرت علی نے فرمایا میں ابوالحسن ہوں یہ قاتل چار گواہ نہ لائے تو موت کے لیے تیار رہے۔ اسی پر

اس کے تحت امام شافعی فرماتے ہیں "وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَلَا نَعْلَمُ الْعَلِيَّ مُخَالِفًا فِيْ ذَالِكَ"

| | | |
|---|---|---|
| فتح الباری | ج ۱۲، صفحہ ۱۴۶ | مطبع البہیۃ المصریہ |

یعنی ہمارا یہی مسلک ہے اور آج تک ہمارے علم میں نہیں آیا کہ کسی نے اس سلسلہ میں حضرت علی کی مخالفت کی ہو۔

معلوم ہوا کہ جو اس صورت مذکورہ میں اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو بغیر گواہوں کے جواز خود ایسا فیصلہ کرے گا وہ خود قتل کیا جائے گا۔

اب دیکھئے ان صحیحین کی احادیث سے ثابت ہوا کہ اصل اس مسئلہ کا حکم یہ ہے جو حضور ﷺ فرما رہے ہیں نہ کہ وہ جو سوال میں حدیث کا لفظ دیا گیا ہے جو کہیں نہیں ہے۔ تو یہ صراحتاً حضور ﷺ کی ذات کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہے جو بہت بڑا جرم ہے۔

اس حدیث سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور ﷺ کی ذات کی طرف جو جھوٹ کو منسوب کرے وہ جہنمی ہے۔ (العیاذ باللہ) **اب ثابت ہوا کہ وہ حدیث کہیں نہیں ہے جس میں قتل کا حکم ہو۔ اور ہم نے صحیحین کی حدیثیں پیش کی ہیں جو اس مسئلے کے اصل حکم کو واضح کر رہی ہیں۔** اور ہم نے باقاعدہ وہ حدیثیں پیش کی ہیں جو صحیحین میں ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حدیث بیان کرتے ہوئے بہت محتاط رہنا چاہیے کیونکہ حدیث کے ثبوت کے لیے سند کا ہونا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ سمجھنی ضروری ہے کہ جہاں حدیث کا لفظ بولا جائے گا تو اُس کے لیے اُس کی سند کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر سند نہ ہوئی تو پھر جس کا جو دل چاہے گا وہ اپنی طرف سے ہی حدیث کا لفظ استعمال کرتا پھرے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

**اِذَا كَتَبْتُمُ الْحَدِيْثَ فَاكْتُبُوْهُ بِاِسْنَادِهٖ فَاِنْ يَّكُ حَقًّا كُنْتُمْ شُرَكَآءُ فِي الْاَجْرِ وَاِنْ يَّكُ بَاطِلًا كَانَ وِزْرُهٗ عَلَيْهِ**

| | | |
|---|---|---|
| کنزل العمال | جلد:۱۰،صفحہ:۹۷ | دار الکتب العلمیہ ، بیروت،لبنان |

ترجمہ: جب تم حدیث لکھو تو سند کے ساتھ لکھو اگر حق ہوئی تو اُس کے اجر وثواب میں تمہیں بھی حصہ مل جائے گا اور اگر باطل ہوئی تو اُس کا وبال جھوٹے پر ہی ہوگا۔

اور دیکھئے مسلم شریف بیروت، جلد:۱،صفحہ:۳۶، پر ہے کہ حضرت عبدان بن عثمان کہتے ہیں کہ

**سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ۔**

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو سنا آپ فرماتے تھے کہ اسناد اُمورِ دین میں سے ہے اگر (حدیث کے ثبوت کے لیے) سند ضروری نہ ہوتی تو پھر جس کا جو جی چاہتا کہتا پھرتا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک کسی حدیث کا ثبوت نہ ہو اُس کی سند نہ ہو تو اُسے حدیث کہہ کر بیان کرنا ٹھیک نہیں جیسا کہ کوثر النبی صفحہ ۱۰۷ پر ہے کہ

**نِسْبَةُ الْحَدِيْثِ اِلَى الشَّارِعِ بِلَا تَحْقِيْقِهٖ ذَنْبٌ وَلَوْكَانَ صَحِيْحًا فِيْ نَفْسِهٖ كَمَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ فَوَافَقَ وَجْهًا صَحِيْحًا**

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بغیر تحقیق کے حدیث کی نسبت کرنا اگرچہ فی نفسہ صحیح ہو گناہ عظیم ہے۔ جیسے کہ کوئی قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کردے اور وہ صحیح ہو تب بھی گناہ عظیم ہے۔

اس لیے سند کا ہونا ضروری ہے اور بغیر سند کے کذب لازم آئے گا۔ اور ایسے شخص کی کبھی بھی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہوگی۔

نیز دیکھئے کوثر النبی صفحہ ۹۵ تا ۹۶ پر ہے

**فَمَنْ كَذَبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ مَرَّةً رُدَّتْ رِوَايَتُهٗ اَبَدًا۔**

ترجمہ: جس نے نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کیا چاہو ایک مرتبہ ہی ہو اُس کی کوئی بھی روایت کبھی بھی قابل قبول نہیں۔

**ثابت ہوا کہ حدیث کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے۔ ہاں محدثین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر بخاری شریف اور مسلم شریف کی طرف منسوب کر کے حدیث بیان کی جائے مثلاً کہا جائے رواہ البخاری یا رواہ المسلم تو سندِ حدیث کے لیے یہی کافی ہے۔** کیونکہ اِن محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں احادیث کے مع اسناد ضابطے بنا دیے ہیں۔

پھر یہ تصنیفات جہان میں شہرت پذیر ہوئیں اور متواتر چلتی رہیں اور اُن میں زیادت ونقصان واقع ہونے سے امن ہوا اب ان احادیث کو اسناد کے ساتھ روایت کرنا ہمارے لیے ضروری نہ رہا بلکہ ہمارے لیے یہی کہنا کافی ہے کہ

**رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَوْ مُسْلِمٌ وَ نَحْوُ ذَالِكَ لِاَنَّا اِذَا نَسَبْنَا الْحَدِيْثَ اِلٰى هٰؤُلَآءِ فَكَاَنَّمَا اتَّصَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ**

ترجمہ: اسے بخاری یا مسلم وغیرہ نے روایت کیا کیونکہ جب ہم نے اِن کی طرف منسوب کر دیا تو گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک متصل کر دیا ہے۔ (کوثر النبی صفحہ ۴)

اور کوثر النبی صفحہ ۸ پر ہے

**اَجْمَعَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى اَنَّ اَصَحَّ الْكُتُبِ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ صَحِيْحَا الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ۔**

ترجمہ: محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم تمام کتابوں میں صحیح ترین ہیں۔

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حدیث کے متعلق ہے کہ:

**اِذَا جَآءَ الْحَدِیْثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَعَلٰی الرَّأْسِ وَالْعَیْنِ۔**

| | | |
|---|---|---|
| جامع الصغیر | صفحہ:۱۸ | مطبع مصطفائی |

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے (کسی بھی حکم میں) حدیث ہمارے سامنے آئے گی تو ہمارے سر آنکھوں پر۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

**اِذَا جَآءَ الْحَدِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَمْ نَذْھَبْ عَنْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ وَ اَخَذْنَا بِہٖ۔**

| | | |
|---|---|---|
| جامع الصغیر | صفحہ:۱۸ | مطبع مصطفائی |

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کی حدیث ہمیں مل گئی تو ہم اُس کو لیں گے اور حدیث کے علاوہ کسی دوسری چیز کو اختیار نہیں کریں گے۔

**حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سختی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں کو بھی پابند کرتے جس کا اندازہ مندرجہ ذیل دلائل سے ہوگا**

(۱) جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: "لَانَتْرُکُ کِتَابَ رَبِّنَا وَلَا سُنَّۃَ نَبِیِّنَا" یعنی ہم اپنے رب کی کتاب (قرآن) اور اپنے نبی کی سنت (حدیث) کو کبھی ترک نہیں کریں گے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتح القدیر | جلد ۴ ص ۲۱۳ | داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |
| نورالانوار | ص ۱۸۱ | مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور |

(۲) اسی طرح آپ نے ایک تفصیلی خط حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا جس میں ان کو متنبہ کیا اور فرمایا

**وَ ھَدَیْتُ فِیْہِ لِرُشْدِکَ اَنْ تُرَاجِعَ الْحَقَّ فَاِنَّ الْحَقَّ قَدِیْمٌ وَمُرَاجَعَۃُ الْحَقِّ**

**خَيْرٌ مِّنَ التَّمَادِيِّ فِي الْبَاطِلِ اَلْفَهْمَ اَلْفَهْمَ فِيْمَا يَخْتَلِجُ فِيْ صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ يَبْلُغْكَ فِي الْكِتَابِ اَوِ السُّنَّةِ**

ترجمہ: اور میں آپ کی راہنمائی کے لیے ہدایت کرتا ہوں کہ حق کی جانب رجوع رکھیے کیونکہ حق ہی دائمی ہے اور حق کی جانب رجوع کرنا باطل میں منہمک رہنے سے بہتر ہے۔ اور جو چیز کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ ﷺ میں سے تم تک نہیں پہنچی جس کی وجہ سے تمہارے سینہ میں کھٹکا ہے۔ تو اُسے بار بار سمجھیے۔ (دار قطنی جلد ۴، صفحہ ۲۰۶ مطبع دار المحاسن قاہرہ)

یہاں بھی آپ کی طرف سے پہلے مسئلہ کو قرآن پاک اور پھر حدیث مصطفیٰ ﷺ میں تلاش کرنے کی تاکید ہے۔

(۳) اور اسی طرح آپ نے حضرت شریح کو لکھا کہ تمام باتوں کو چھوڑ کر آپ کتاب اللہ (قرآن) اور پھر سنت رسول اللہ (حدیث مصطفیٰ) ﷺ سے فیصلہ فرمائیں۔ یعنی اوّلیت قرآن و حدیث کو ہونی چاہیے اِن کو اوّلیت دیں۔ دیکھیے کوثر النبی ص ۲۱

اس بات کو سمجھنے کے بعد کہ ہر مسئلے کا حل ادلہ اربعہ میں تلاش کیا جائے گا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ تو اب ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم جو غیرت کے نام پر اپنی بیوی کو قتل کر دے، آپ نے قرآن پاک سے ملاحظہ فرمایا۔

آگے سنت رسول اللہ ﷺ سے اسی مسئلہ سے متعلق دلائل ملاحظہ ہوں:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

**لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ**

(بخاری شریف، بَابُ مَنْ رَّأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۰۱۲ مطبع اصح المطابع کراچی)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: اگر میں کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار

دوں گا اور اس کو تلوار کی دھار سے ماروں گا نہ کہ تلوار کی چوڑائی سے۔ نبی ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تم کو سعد کی غیرت پر تعجب ہوتا ہے! ضرور میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں (جو چار گواہ لانے کو کہہ رہا ہوں) اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ **کوئی شخص اپنی بیوی کو غیرت کے نام پر قتل نہیں کر سکتا**۔ اور کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس میں قتل کا حکم ہے جیسا کہ ہم پیچھے تفصیلاً بیان کر آئے ہیں اور قرآن وحدیث کی رو سے مسئلے کو واضح کر آئے ہیں۔ پھر اس معاملہ میں کسی حدیث کا بلا ثبوت نام لیا جائے تو اس کا ٹکراؤ اور تعارض قرآن وحدیث سے آتا ہے اس تعارض کو کس طرح دور کیا جائے گا اور اگر دور نہ کیا جائے تو کیا یہ قول قرآن وحدیث کے مقابلہ میں قابل قبول ہوگا؟ اگر نہیں **فھو المراد** اگر ہوگا تو نص قطعی کا انکار جو صریح کفر ہے اور کفر سے بچنا ضروری۔

**تو ایسے قتل ناجائز کے مرتکب ہونے والوں کا یہ کہنا کہ کسی اہل علم سے ہم نے سنا ہے یہ صراحتاً گمراہی ہے اور تمام الجھنیں اور دشواریاں اور قسم قسم کے حیلے بہانے کذب بیانیاں کرنی پڑیں محض اس لیے کہ ایک غیر حدیث کو حدیث کا درجہ دیا گیا۔** شریعتِ مصطفوی میں تحریف کا نیا دروازہ کھولا گیا۔ العیاذ باللہ۔ اور اپنی کم علمی وکم فہمی کا مظاہرہ لوگوں کو اور کر دکھایا اور ایسا کیوں ہوا فقط اس لیے کہ اردو کی کتابوں پر اکتفا اور تکیہ کرنے کی وجہ سے اگر اکابر علماء کرام کی طرح پہلے ہی قرآن پاک اور صحاح ستہ کی طرف رجوع ہو جاتا تو اتنی بڑی فحش غلطی سرزد نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

جناب حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب۔ سلام مسنون!

ایک امام نماز میں آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً سجدہ نہیں کرتا بارہا ایسا ہوا جب مقتدیوں نے پوچھا کہ آپ نے سجدۂ تلاوت کیوں نہیں کیا؟ تو وہ امام کہتا ہے کہ میں خود نماز کے رکوع میں سجدہ کر لیتا ہوں کیا اُس کا ایسا کہنا اور ایسا کرنا صحیح ہے؟ اور کیا یہ نماز کا سجدہ تلاوت جو کہ واجب ہے یہ صرف امام پر واجب ہے یا مقتدیوں پر بھی اتنا ہی واجب ہے؟ اور اس سجدۂ تلاوت کی نیت امام و مقتدی دونوں پر واجب ہے یا صرف امام پر؟

اور کیا رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا بہتر ہے یا اُس طریقے سے جو معروف یعنی فوراً زمین پر امام و مقتدی سر بسجود ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، بہتر ہے؟۔ بینوا توجروا۔

السائل — حافظ محمد سعید (ساؤتھ افریقہ)

## الجواب و هو الموفق للصواب

نماز میں جب آیتِ سجدہ تلاوت کی جائے تو فوراً سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر اس میں دو تین آیتوں کی تاخیر بھی کر دی گئی تو یہ قضا شمار ہوگا اور تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ "علی المذهب المختار" اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا ہو وہ نماز میں ہی ادا ہوگا۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

"وَكُلُّ سَجْدَةٍ وَجَبَتْ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَسْجُدْهَا فِيْهَا لَمْ تُقْضَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ لِاَنَّهَا صَلٰوتِيَّةٌ وَلَهَا مَزِيَّةُ الصَّلٰوةِ فَلَا تُتَاَدّٰى بِالنَّاقِصِ"

| ہدایہ اولیں | جلد:۱، صفحہ:۱۴۷ | مطبع یوسفی |
|---|---|---|

یعنی ہر وہ سجدہ جو نماز میں واجب ہوا، لیکن نمازی اُسے نماز میں ادا نہ کرے تو نماز سے باہر اس کی قضا نہ کی جائے اس لیے کہ یہ نماز کا سجدہ ہے اور اسے نماز کی خصوصیت حاصل ہے لہٰذا ناقص طور پر ادا نہ کیا جائے۔ اس کے بعد بجز توبہ و استغفار کے معافی کی کوئی صورت نہیں۔

دیکھئے: **"وَصِفَتُهَا الْوُجُوْبُ عَلَى الْفَوْرِ فِي الصَّلٰوةِ"**

| | | |
|---|---|---|
| مراقی الفلاح شرح نور الایضاح | صفحہ: ۱۸۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

یعنی نماز میں اس سجدہ کا فوراً ادا کرنا واجب ہے۔

اور الشیخ سید احمد طحطاوی صفحہ ۲۶۰ مطبع مصطفیٰ محمد مصر (تحت قولہ علی الفور) لکھتے ہیں

**اَیْ فَوْرِ التِّلَاوَةِ وَ ظَاهِرٌ اَنَّهٗ لَوْ اَخَّرَهَا اِلٰى رَكْعَةٍ ثَانِيَةٍ اَثِمَ۔**

| | | |
|---|---|---|
| طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح | صفحہ ۲۶۰ | مطبع مصطفیٰ محمد مصر |

یعنی سجدہ تلاوت کے فوراً بعد سجدہ کیا جائے اگر دوسری رکعت تک تاخیر کی گئی تو گناہگار ہوگا۔

اور علامہ کاسانی بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، باب سجود التلاوۃ میں فرماتے ہیں:

**اَمَّا وَقْتُ اَدَاءِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَوَقْتُهَا فَوْرًا الصَّلٰوةُ لِمَا مَرَّ اَنَّ وُجُوْبَهَا فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْفَوْرِ وَ هُوَ اَنْ لَّا تَطُوْلَ الْمُدَّةُ بَيْنَ التِّلَاوَةِ وَبَيْنَ السَّجْدَةِ فَاَمَّا اِذَا طَالَتْ فَقَدْ دَّخَلَتْ فِي الْقَضَآءِ وَ صَارَ اِثْمًا بِالتَّفْوِيْتِ عَنِ الْوَقْتِ**

یعنی اس سجدہ کے ادا کرنے کا وقت نماز میں فوراً ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا کہ نماز میں اس کا فوراً ادا کرنا واجب ہے۔ اور وہ یہ کہ تلاوت اور سجدہ کے درمیان کوئی دوری نہ ہو۔ اور اگر تلاوت آیتِ سجدہ اور سجدے کے درمیان دوری ہوگئی تو یہ قضا شمار ہوگا اور (فوراً سجدہ نہ کرنیوالا) اس کو اسکے وقت پر ادا نہ کرنے سے گناہگار ہوگا۔

اب امام کا یہ کہنا کہ میں خود ہی سجدہ کر لیتا ہوں یہ ناجائز ہے اور امام اپنے مقتدیوں کا بوجھ بھی اپنے سر لے رہا ہے جس کا اُس کو خدا کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا ہوگا۔ ایسا امام اپنی اور مقتدیوں کی نماز ضائع کر رہا ہے اور یہ سجدۂ تلاوت امام پر بھی واجب ہے اور مقتدیوں پر بھی واجب ہے تو ایک آدمی اپنا واجب ادا کرے گا یا دوسروں کا بھی۔ اگر مقتدی اُس کے اس کہنے پر رضامند ہوں گے اور اُس کی بات مانیں گے تو وہ گناہگار ہوں گے اور تارکِ واجب قرار پائیں گے۔ جب کہ واجب کا تارک موجبِ عقاب وسزا ہے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" (الانعام: ۱۶۴) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اور نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا جو طریقہ معروف ہے کہ امام ومقتدی فوراً سجدے میں چلے جاتے ہیں وہ بہتر ہے۔ طریقہ وہی بہتر ہے جو نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تبع تابعین، بزرگانِ دین وسلف صالحین رحمہم اللہ سے چلا آرہا ہے نہ کہ یہ رکوع میں سجدہ کرنا۔ یہ تو فقہاء نے ایک شق رکھی ہے کہ اگر اُس معروف طریقے سے کبھی سجدہ نہ بھی کیا جائے تو امام اور مقتدی اس مسئلے سے مکمل واقف ہوں اور وہ بھی امام کے ساتھ اس سجدے کی نیت کریں تب درست ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔ پھر بھی اُس معروف سجدے کا مقابلہ یہ سجدہ نہیں کرسکتا۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ کی اس صورت کا تو بہت سے اہل علم کو بھی پتہ نہیں چہ جائے کہ عام مقتدیوں کو اس کا پتہ ہو کہ سجدہ اس طرح بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ امام کو ایسی حرکات سے گریز کرنا چاہیے اور کوئی غلطی ہوجائے تو اس میں کوئی عار نہیں فوراً علی الاعلان اپنی غلطی کا اعتراف کیا جائے اور مقتدیوں کو بتایا جائے کہ مجھ سے یہ خطا ہوگئی ہے اصل مسئلہ یوں ہے۔ روٹی کے چند ٹکڑوں کی خاطر دین کو بیچنا اور اپنے علمی ڈھونگ کو برقرار رکھنے کے لیے حق بات کہنے سے گریز کرنا، اپنے آپ کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ اور حق بات نہ کہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ

**"اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ"**

اور نیز اس سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا امام ومقتدی دونوں کے لیے ضروری ہے اور مقتدیوں نے نیت نہ کی تو اُن کا سجدہ جائز نہیں۔

## حوالہ جات:


| | | |
|---|---|---|
| در مختار و رد المحتار | جلد ۲، صفحہ: ۵۸۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اول، صفحہ: ۱۳۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بدائع الصنائع، باب سجود التلاوۃ | جلد: ۱ صفحہ: ۱۹۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ہدایہ شریف اوّلین | صفحہ: ۱۴۷ | مطبع یوسفی |
| مراقی الفلاح شرح نور الایضاح | صفحہ: ۱۸۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح | صفحہ: ۲۶۰ | مطبع مصطفیٰ محمد مصر |
| بہار شریعت | جلد ۴، صفحہ: ۶۴ | مطبع شیخ غلام علی لاہور |
| غایۃ الاوطار | جلد: ۱، صفحہ: ۳۹۸ | مطبع سعید ایچ کمپنی کراچی |
| فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمل ومدلل | جلد: ۴، صفحہ: ۴۲۲ | مطبع دار الاشاعت کراچی |
| فتاوٰی حقانی | جلد: ۳، صفحہ: ۳۴۵ | مطبع دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک |
| فتاویٰ رحیمیہ | جلد ۴، صفحہ: ۳۹۴ تا ۳۹۶ | مطبع دار الاشاعت کراچی |


**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

محترم قبلہ جناب علّامہ شیخ الحدیث، الحاج مولانا **محمد عبدالغفور الوری** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ مجدّدیہ فیاض العلوم رائے ونڈ لاہور۔

جناب عالی! گزارش ہے کہ مسمی محمد عمر خاں ولد مَل خاں قوم میَو ساکن جودھو دھیر اور اس کی بیوی مسماۃ مسرت بانو زوجہ محمد عمر خاں، دونوں میاں بیوی میں آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ غصے میں تلخ کلامی اتنی بڑھی کہ عمر خاں نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو چپ ہو جا! ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس بات کو سُن کو اس کی بیوی نے کہا کہ تو مجھے کیا طلاق دے گا جا میں تجھے طلاق دیتی ہوں اور یہ الفاظ اس نے کئی بار دُہرائے۔ اس کے بعد ان کے جوان بیٹے نے اپنے باپ کو کہا کہ ابا اَب تو بھی امی کو طلاق دے دے ورنہ میں تمہیں مار دوں گا تا کہ یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ اس کے بعد عمر خاں نے بھی غصے میں اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ یہ سن کر ان کے بیٹے نے اپنے باپ کو زور سے دھکا دیا اور اسے گھر سے باہر نکال دیا اور کہا کہ اگر اب تو نے دوبارہ کہا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ گھر میں موجود اس کی بیٹیاں رونے لگ گئیں اور وہ باہر نکل گیا۔

حضورِ والا! گزارش ہے کہ اس کا بیٹا خالد عمر جو کہ جوان اور عاقل و بالغ ہے؛ کا کہنا ہے کہ اس کے باپ نے لفظ طلاق ایک دفعہ کہا ہے۔ اور اس کی چار بیٹیاں جو کہ بالغہ ہیں وہ بھی حلفاً یہ کہتی ہیں کہ لفظ طلاق ایک مرتبہ ہی ادا کیا گیا ہے۔ عمر خاں بھی حلفاً کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ طلاق دی ہے۔ اور اس کی بیوی جس کو کہ طلاق دی گئی وہ بھی کہتی ہے کہ میں نے طلاق کا لفظ صرف ایک دفعہ ہی سنا ہے۔

جبکہ ان کے اردگرد کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے لفظ طلاق کے الفاظ متعدد بار سنے جو کہ وہاں موجود بھی نہیں تھے۔

جب ان لوگوں سے تصدیق کے لیے پوچھا گیا تو کسی نے کہا میں اپنے گھر میں اندر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو میں نے لفظ طلاق متعدد بار سنا۔

کئی عورتوں سے پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ ہم نے تو طلاق کے الفاظ کئی بار سنے۔ ہم اپنے کام لگی ہوئی تھیں۔

حضور! گزارش ہے کہ عمر خاں اس کی بیوی جس کو کہ طلاق دی گئی اس کا جوان بیٹا اور اس کی چار جوان بیٹیاں یہ سب لوگ حلفاً لفظ طلاق کا ادا ہونا ایک دفعہ قرار دیتے ہیں جب کہ باہر کے لوگ لفظ طلاق کا ادا ہونا متعدد بار قرار دیتے ہیں۔

جناب شیخ الحدیث صاحب گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں دینِ اسلام کی روح کے مطابق اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں

ہم بے حد ممنون ہوں گے۔

تصدیق کنندگان کی فہرست درج ذیل ہے:

تصدیق کنندگان: ماسٹر محمد بشیر، آس محمد، خوشی محمد، محمد الیاس

لیاقت علی، عبدالغفور، عبدالمجید

**السائل** محمد عمر خاں ولد مَل خاں

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرط صدقِ سائل وتصدیق کنندگان صورتِ مذکورہ میں اُس آدمی کو اپنی بیوی سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ ابھی ایک طلاق واقع ہے اور ایک طلاق کے بعد رجوع ہوسکتا ہے۔

**قرآن پاک پارہ نمبر ۲، رکوع ۱۳، آیت نمبر ۲۲۹ میں ہے:**

**اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ**

یعنی طلاق (رجعی) دو بار ہے پھر (عدت میں) حُسن سلوک کے ساتھ روک لینا ہے یا (عدت پوری کرنے کے لیے) احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

معلوم ہوا کہ دو طلاق تک رجوع کیا جا سکتا ہے جب کہ یہاں صرف ایک ہی طلاق دی گئی ہے۔ لہٰذا یہ آدمی اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث مسلم شریف جلد اول صفحہ ۴۷۶ مطبع اصح المطابع کراچی

**عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَةً لَّهٗ وَهِيَ حَآئِضٌ تَطْلِيْقَةً وَّاحِدَةً فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَاجِعَهَا۔**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ اس طلاق سے رجوع کریں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب بھی کوئی اس سلسلہ میں سوال کرتا تو آپ فرماتے

**وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِاَحَدِهِمْ اَمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَاَتَكَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا اَوْ اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ۔**

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس سلسلہ میں پوچھا جاتا تو وہ فرماتے: جب تم نے اپنی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں (تو تم رجوع کر سکتے ہو) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہو گئی حتیٰ کہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

ثابت ہوا کہ ایک یا دو طلاقوں کے بعد رجوع کی گنجائش ہے تو سائل مذکور نے صرف ایک طلاق دی ہے جس کے بارے میں خود میاں بیوی اور اُن کے بچے حلفیہ بیان کر رہے ہیں اور تصدیق کنندگان بھی اسی بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ صرف ایک طلاق دی ہے۔ اب غیر متعلقہ افراد ہمسائے ہوں یا کوئی اور

وہ اس کے خلاف بیان دیں تو اُن کے بیان دینے کی کچھ حیثیت نہیں۔ جب کہ خاوند بیوی میں تعدادِ طلاق کے سلسلے میں اختلاف ہوجائے تو وہاں بیوی کی بات نہیں مانی جائے گی خاوند کی بات مانی جائے گی۔ چہ جائے کہ یہاں تو دونوں میاں بیوی اور اُن کے بچے وتصدیق کنندگان سب متفق ہیں کہ ایک طلاق دی ہے۔ لہٰذا سائل کو عدت کے اندر اندر اپنی بیوی سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کی عبارات سے ظاہر ہے۔

## مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۲، صفحہ ۷۹۰ | مطبع اصح المطابع، کراچی |
| مسلم شریف | جلد ۱، صفحہ ۴۷۶ | مطبع اصح المطابع کراچی |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۱۲، صفحہ ۴۴۷ | مطبع جامعہ نظامیہ، لاہور |
| فتاویٰ الوری | جلد ۱، صفحہ ۳۸۸ | مطبع فیاض العلوم، رائے ونڈ |
| فتاویٰ مظہری | جلد ۱، صفحہ ۱۸۱ | مطبع مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

## بخدمت جناب علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب

(مہتمم جامعہ فیاض العلوم منڈی رائے ونڈ لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ: گزارش ہے کہ میں آپ کی خدمت میں دینِ اسلام میں طلاق کے بارے میں کچھ شرعی مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرا اہلسنت والجماعت حنفی سے تعلق ہے۔

سوال (۱) کیا ایک شخص عورت کو تین طلاق زبانی اور تحریری دینے کے بعد (۹۰) یوم کے اندر رجوع کر سکتا ہے؟

سوال (۲) زبانی اور تحریری ۳ طلاقیں دینے کے بعد 90 دن کے اندر خاوند اور بیوی اگر جماع کریں یا جسمانی تعلق قائم کرلیں تو کیا تین طلاقیں ختم ہو جائیں گی یا یہ زِنا تصور ہوگا؟

مہربانی فرما کر اس پر فتویٰ جاری کر دیں۔ (جزاک اللہ)

السائل شوکت علی ولد رحمت علی محلہ مرتضیٰ آباد
رائیونڈ ریلوے اسٹیشن پلیٹ فارم نمبر ۳
0300-7103819

## الجواب و ھو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بشرطِ صدقِ سائل صورتِ مسئولہ کے سوال نمبر (۱) کا جواب یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں دینے کے بعد قطعاً رجوع نہیں کرسکتا کیونکہ اب وہ اس پر حرام ہو چکی ہے۔

سوال (۲) کا جواب یہ ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد جب وہ اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس پر حرام ہوگئی تو اس سے جماع کرنا یا جسمانی تعلق قائم کرنا کس طرح تین طلاقوں کو ختم کرے گا؟ اب ایسا کرنا زناءِ محض اور حرام فعل کا مرتکب ہونا ہے۔ یہ مختصر جواب تحریر کر دیا ہے اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو

ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری) کی جلد اول صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۷ کا مطالعہ کریں وہاں مفصل جواب موجود ہے۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

12-12-2015

## سوال

**بخدمت جناب علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب**

(مہتمم جامعہ فیاض العلوم منڈی رائے ونڈ لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ:

حضرت مودبانہ گزارش ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی رو سے مطلع کیا جائے کہ بھینس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

بعض لوگ سختی سے منع کرتے اور کہتے ہیں کہ بھینس کا ذکر کہیں کسی حدیث میں نہیں اور بعض جگہ تو قربانی کیلئے خریدے ہوئے بھینس اور کٹے واپس کروا دیئے گئے کہ انکی قربانی جائز نہیں

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

السائل: محمد وقار سینگل ایڈووکیٹ قصور

24-09-2015

## الجواب و هو الموفق للصواب

محترم جناب محمد وقار سینگل صاحب ایڈووکیٹ قصور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

صورت مسئولہ مذکورہ میں بھینس کی قربانی جائز ہے۔ناجائز نہیں ہے۔لیکن اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھیے کہ بھینس ہے کیا؟ بھینس کو عربی میں جاموس کہتے ہیں یہ جاموس کس جنس سے ہے تو ملاحظہ ہو حیات الحیوان (صفحہ ۲۱۴ ج ۱) مطبع دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے کہ

**وَهِيَ اَجْنَاسٌ فَمِنْهَا الْجَوَامِيْسُ وَهِيَ اَكْثَرُهَا اَلْبَانًا وَّ اَعْظَمُهَا اَجْسَامًا قَالَ الْجَاحِظُ اَلْجَوَامِيْسُ ضَأْنُ الْبَقَرِ وَهٰذَا يَقْتَضِيْ اَنَّهَا اَطْيَبُ وَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرَّابِ حَتّٰى اِنَّهَا تَكُوْنُ مُقَدَّمَةً عَلَيْهَا فِي الْاُضْحِيَّةِ كَمَا يُقَدَّمُ الضَّأْنُ فِيْهَا عَلَى الْمَعْزِ۔**

ترجمہ: گائے کی چند اقسام ہیں جن میں سے ایک قسم جاموس (بھینس) کہلاتی ہے جو سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے اور اس کا جسم فربہ ہوتا ہے امام جاحظ نے کہا ہے کہ بھینس گائے کی قسموں کی گویا بھیڑ ہوتی ہے۔اسلئے اس قسم کی بھینس کا گوشت عربی نسل کی گائے سے زیادہ بہتر اور لذت والا ہوتا ہے یہاں تک کہ اِسے قربانی میں مقدم رکھا جاتا ہے۔جس طرح کہ بھیڑ اور دنبہ کو بکری پر مقدم رکھا جاتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| البنایہ شرح الہدایہ | ج ۱۲ صفحہ ۴۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوْسُ، لِاَنَّهٗ مِنْ جِنْسِهٖ كَمَا فِي الزَّكٰوةِ فَاِنَّهٗ يُؤْخَذُ مِنْ نِّصَابِ الْجَامُوْسِ مَا يُؤْخَذُ مِنْ نِّصَابِ الْبَقَرِ۔**

ترجمہ: اور بھینس گائے میں داخل ہے کیونکہ یہ گائے کی ہی جنس سے ہے جیسا کہ زکوٰۃ میں جو نصاب گائے کا ہے وہی بھینس کا ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے۔

**وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾** (ھود:۶۹)

دیکھئے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اور ''بیشک ہمارے فرشتے (بشری صورت میں) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے انہوں نے کہا (اے ابراہیم آپ پر) سلام ہو (ابراہیم نے) فرمایا (تم پر بھی) سلام تو (ابراہیم) نے کچھ دیر نہ کی کہ وہ بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے''۔

اور سورت نمبر (۵۱) آیت نمبر (۲۶۷) میں یوں ہے کہ۔

**فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾** (الذریات:۲۶)

پھر چپکے سے (ابراہیم) اپنے گھر والوں کی طرف گئے تو (بھنا ہوا) ایک فربہ بچھڑا لے آئے۔

**نتیجہ** قرآن پاک کی رو سے ثابت ہوا کہ گائے، بیل، بچھیا، بچھڑے کا گوشت کھانا شرعاً نہ فقط جائز ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کا اور خدا کے محبوب کا پسندیدہ بھی ہے۔ جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں ضیافتِ ابراہمی کے سلسلہ میں کیا۔ کیونکہ حتی الامکان مہمان کو اچھا کھانا کھلایا جاتا ہے جس سے خدا بھی راضی اور خدا کا محبوب بھی راضی۔

اور یہ بات واضح ہے کہ اگر جانور فربہ اور موٹا تازہ ہوگا تو اُسکا گوشت بھی لذیذ ہوگا اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کے سامنے موٹے تازہ بچھڑے کا بُھنا ہوا گوشت رکھا نیز جنسِ گائے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق کچھ خوبی رکھی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے مقتول کے قاتل کی تلاش کرنے کیلئے آپکی قوم کو گائے ذبح کرنے اور اُسکے گوشت کا ٹکڑا مردے کو مارنے کا حکم دیا۔ اور جب گائے کے گوشت کا ٹکڑا مارا تو مردہ زندہ ہوا اور اس نے قاتل بتایا کہ فلاں فلاں ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آخر گائے ہی خاص کیوں ذبح کی گئی دوسرا جانور بھی ذبح کیا جاسکتا تھا معلوم ہوا کہ گائے میں اللہ تعالیٰ کی

کچھ خصوصی حکمتیں اور اسرار ہیں۔اس پر قرآن شاہد ہے۔

۲۔آگے احادیث سے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی فرمائی دیکھئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

**۱۔اُتِیتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ اَزْوَاجِہٖ بِالْبَقَرِ**

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | ج ۳ صفحہ ۴۸۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے پوچھا یہ کیسا گوشت ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

**دیگر حوالہ جات:**

| | | |
|---|---|---|
| ۲۔مسلم شریف کتاب الحج | صفحہ ۲۲۳ ج ۲، حدیث ۱۲۱۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت ولبنان |
| ۳۔سنن ابوداؤد شریف | صفحہ ۱۸ ج ۲، حدیث ۱۷۸۲۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت ولبنان |
| ۴۔سنن ابن ماجہ کتاب المناسک | صفحہ ۴۴۸ ج ۳، حدیث ۲۹۶۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت ولبنان |
| ۵۔سنن نسائی کتاب الطہارۃ | صفحہ ۵۰، حدیث ۲۸۹ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت ولبنان |
| ۶۔فتاویٰ رضویہ | ج ۲۰ صفحہ ۴۰۰ | رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری گیٹ لاہور |
| ۷۔اشعت اللمعات شرح مشکوٰۃ | ج ۱ صفحہ ۶۰۸ | مطبع منشی نول کشور لکھنؤ |
| ۸۔فتاوی رحیمیہ | جلد ۳، صفحہ ۱۸۱، جلد ۶ صفحہ ۱۶۵ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ | مطبع دار الاشاعت کراچی |

| | | |
|---|---|---|
| ۹۔فتاویٰ حقانی | جلد۶ صفحہ ۴۸۹، جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ | مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک |
| ۱۰۔مالابدمنہ | صفحہ ۱۳۷ | مطبع رحمانیہ لاہور |
| ۱۱۔بدائع الصنائع | ج۵ صفحہ ۷۰ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت ولبنان |
| ۱۲۔ردالمحتار | ج۹ صفحہ ۴۶۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ۱۳۔فتاویٰ عالمگیری | ج۵ صفحہ ۲۹۷ | دارلمعرفۃ للطباعت والنشر بیروت لبنان |
| ۱۴۔بحرالرّائق | ج۸ صفحہ ۱۷۷ | مطبع دارالکتب العربیہ الکبریٰ (مکہ مکرمہ) |
| ۱۵۔شرح فتح القدیر | ج۸ صفحہ ۴۳۵ | مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

25-09-2015

## سوال

مسافر حدِّ سفر طے کرنے کے بعد کسی جگہ جہاں وہ سفر کر کے گیا ہے پندرہ دن یا پندرہ دن سے زیادہ کی نیتِ اقامت کرلے تو وہ اُسی وقت سے پوری نماز پڑھنا شروع کرے گا؟ یا وہاں پندرہ دن قیام کر کے بعد میں پوری نماز پڑھنا شروع کرے گا؟

السائل: مولانا عبدالرسول الوری (پریسٹن یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں مسافر پندرہ دن کی نیتِ اقامت کرتے ہی مقیم کے حکم میں ہو جاتا ہے لہٰذا اسی وقت سے پوری نماز پڑھنا شروع کرے گا نہ کہ پندرہ دن قیام کر کے۔

دیکھئے حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

**قَالَا اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَ اَنْتَ مُسَافِرٌ وَّفِیْ نَفْسِكَ اَنْ تَقُوْمَ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا فَاَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا**

| | | |
|---|---|---|
| بحوالہ البنایہ شرح الہدایہ | جلد ۳ صفحہ ۱۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

فرماتے ہیں کہ جب تم کسی شہر میں اقامت اختیار کرو اور تمہارے دل میں یہ بات ہو کہ تم پندرہ دنوں تک قیام کرو گے تو نماز مکمل پڑھو۔

اور ہدایہ اولین جلد اول صفحہ ۱۴۹ میں ہے کہ

**وَلَا یَزَالُ عَلٰی حُكْمِ السَّفَرِ حَتّٰی یَنْوِیَ الْاِقَامَةَ فِیْ بَلْدَةٍ اَوْ قَرْیَةٍ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا اَوْ اَكْثَرَ**

یعنی اور مسافر برابر سفر کے حکم پر رہے گا جب تک کہ وہ کسی شہر یا کسی گاؤں میں پندرہ دن یا اُس سے زائد کی نیت نہ کرے۔

بنایہ جلد ۳ صفحہ ۱۸ پر ابن ابی شیبہ کی یہ روایت موجود ہے۔

**عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ سَرَحَ ظَهْرَهٗ وَصَلّٰی اَرْبَعًا۔**

یعنی حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہیں کسی جگہ پندرہ دن رہنے کا ارادہ ہوتا تو اپنی سواری کو چرنے کے لیے چھوڑ دیتے اور چار رکعت پڑھتے۔ (ملاحظہ ہوں حوالہ جات اگلے صفحہ پر)

## (ملاحظہ ہوں حوالہ جات)

| | | |
|---|---|---|
| مصنف ابن ابی شیبہ | جلد ۳، صفحہ ۴۷، | مکتبہ رحمانیہ، لاہور |
| امام طحاوی بحوالہ البنایہ علی الہدایہ | جلد ۳ صفحہ ۱۸، | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اول صفحہ ۱۵۷ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مبسوطِ سرخسی | جلد اول صفحہ ۴۰۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بدائع الصنائع | جلد اول صفحہ ۴۹۷۔۹۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ہدایہ اولین | جلد اول صفحہ ۱۴۹ | مطبع یوسفی لکھنو |
| ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درمختار علی ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بحرالرائق | جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتح القدیر | جلد ۲ صفحہ ۹۔۱۰ | مطبع داراحیاء التراث بیروت لبنان |
| بنایہ شرح ہدایہ | جلد ۳ صفحہ ۱۷ تا ۱۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| نورالہدایہ | جلد اول صفحہ ۱۳۲ | مطبع مجیدی کانپور |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۸ صفحہ ۲۵۸ | مطبع رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، لاہور |
| بہارِ شریعت | جلد ۴ صفحہ ۶۷، ۷۲ | مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور |
| مجموعۃ الفتاویٰ | جلد اول صفحہ ۴۰۱ | مطبع شہزاد پبلشرز، انارکلی لاہور |

**هذا ما عندی واللّٰه اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

10-11-2015

# دُعَآءُ الْاِفْطَارِ

## قَبْلَ الْاِفْطَارِ سُنَّةٌ

روزہ افطار کی دعاء

روزہ افطار کرنے سے پہلے (پڑھنا) سنت ہے

# سوال

بخدمت جناب حضرت علامہ مولانا

## مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ مجددیہ فیاض العلوم منڈی رائے ونڈ، لاہور، پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: جناب عالی! مؤدبانہ گزارش ہے کہ ایک نیا مسئلہ سُنا ہے جس کی وجہ سے لوگ پریشانی میں مبتلا ہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگنا خلافِ سنت ہے۔ افطار میں سنت یہ ہے کہ پہلے آپ روزہ کھولیں اس کے بعد دعاء پڑھیں۔ روزہ کھولنے کی دعاء جسے لوگ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں یہ روزہ کھولنے کی دعاء نہیں ہے اس پر لکھنا چاہیے کہ روزہ کھولنے کے بعد کی دعاء۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت کریمہ یہی تھی کہ پہلے آپ افطار فرماتے تھے اس کے بعد وہ دعاء پڑھتے تھے۔ لہٰذا روزہ کھولنے کی دعاء جسے آپ کہتے ہیں اسے افطار کر لینے کے بعد پڑھیں گے۔ پہلے پڑھنا خلافِ سنت طریقہ ہے۔ لوگ غفلت اور عرفِ عام میں پھیلی ہوئی ایک بہت بڑی غلطی کی وجہ سے اس سنت کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

جناب عالی اس مسئلے کے پیش نظر ہمارے یہ چند سوالات ہیں

نمبر (۱) یہ کہ روزہ افطار کرنے کی دعاء قبل افطار پڑھنا سنت طریقہ ہے یا خلافِ سنت طریقہ ہے؟

نمبر (۲) یہ کہ جو دعاء افطار مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے جسے روزے دار قبل افطار پڑھتے ہیں اس کو عرفِ عام میں پھیلی ہوئی بہت بڑی غلطی کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

نمبر (۳) یہ کہ اس دعاء افطار کے قبل افطار پڑھنے کو غفلت کی وجہ قرار دینا جائز ہے یا ناجائز؟

نمبر (۴) یہ کہ مسلمانوں کے تمام چینل جس دعاء کو روزہ کھولنے کی دعاء لکھ دیتے ہیں یا کتابوں میں لکھتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

نمبر (۵) جناب بحوالہ حدیث مدلل بتایا جائے کہ روزہ جلدی افطار کرنے میں جلدی سے مراد کتنی جلدی ہے؟

نمبر(٦): یہ کہ جولوگ صحیح وقتِ افطار ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کرنے میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں حتی کہ دعاءِ افطار بھی نہیں پڑھتے بحوالہ فرمائیں کہ ایسوں کے بارے میں حدیث میں کیا حکم ہے؟

جناب عالی! آپ اِن سوالات کے جوابات کا قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں تسلی بخش اور مدلل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

السائل ≡ خادمِ اہل سنت قاری خادم حسین چشتی

خادمِ نگینہ مسجد جامع، اولڈھم، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

محترم جناب قاری خادم حسین چشتی صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

## الجواب (۱)

روزہ افطار کرنے کی دعاء قبل افطار پڑھنا سنت ہے خلافِ سنت نہیں، اس کو خلافِ سنت کہنا ناجائز ہے۔ کیونکہ روزہ افطار کرنے سے پہلے کئی دعاؤں کا پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔

## اب کتاب اللہ سے دعاء کے جواز کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ** (سورۂ مؤمن ۴۰:۶۰)

مجھ سے دعاء کرو میں (ضرور) قبول کروں گا۔ (البیان)

یہاں اللہ تعالیٰ خود دعاء کا حکم دے رہا ہے۔ یعنی اُدْعُوْنِیْ کہ مجھ سے مانگو تو یہ اُدْعُوْا اَمر ہے، حکم خدا ہے اور مطلق ہے۔ یعنی مجھ سے مانگو دعاء کرو جب دل چاہے روزہ افطار سے قبل ہو یا بعد افطار، ہر آن ہر وقت مانگو میں ضرور قبول کروں گا۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

**أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ** (البقرہ:۱۸۶)

میں دعاء کرنے والے کی دعاء کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعاء کرے۔ (البیان)

اِس ارشادِ خداوندی سے بھی ثابت ہوا کہ دعاء کے لیے کوئی قید نہیں کہ کب مانگی جائے اور کب نہ مانگی جائے۔ مطلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی میرے بندے مجھ سے دعاء مانگیں میں اُن کی دعاء کو قبول کروں گا۔ اب یہاں کوئی قید نہیں یہ مطلق ہے اور مطلق کا قاعدہ ہے کہ

**اَلْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى إِطْلَاقِهٖ**

مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی قید سے مقید نہ ہو۔ تو یہاں کوئی قید نہیں کہ کب دعاء مانگے اور کب نہ مانگے۔ کون سی دعاء مانگے اور کون سی نہ مانگے۔ ہر جائز دعاء مانگی جاسکتی ہے۔ روزہ افطار کرنے سے پہلے مانگی جائے یا بعد میں مانگی جائے۔ جس نے افطار سے پہلے دعاء مانگنے کو خلافِ سنت کہا تو اس کا ایسا کہنا ارشادِ خداوندی کے خلاف ہے جو سراسر ناجائز ہے۔ تو قرآن پاک کے ان ارشادات سے ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگ کر روزہ افطار کرنا سنت ہے خلافِ سنت نہیں ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تفصیلاً احادیثِ رسول اللہ ﷺ سے ہم ثابت کریں گے۔

## تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل تفاسیر مع حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

| | | |
|---|---|---|
| تفسیر کبیر، | جلد ۲۷، صفحہ ۷۰، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| تفسیر مظہری، | جلد ۸، صفحہ ۲۱۲، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| تفسیر طبری، | جلد ۲۴، صفحہ ۹۱، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| تفسیر قرطبی، | جلد ۱۵، صفحہ ۲۱۰، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| تفسیر ابن کثیر، | جلد ۴، صفحہ ۱۱۰، | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| حاشیہ صاوی علی الجلالین، | جلد ۵ صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵، | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| تفسیر روح البیان، | جلد اول، صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۲، | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| اشرف التفاسیر، | جلد ۲، صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۸، | مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات |

## روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگ کر روزہ افطار کرنے کا ثبوت وسنت ہونا ملاحظہ ہو دلائلِ احادیث کی روشنی میں

اب ملاحظہ ہوں وہ احادیث جن میں خود نبی کریم ﷺ کا دعاء افطار پڑھ کر روزہ افطار کرنا ثابت ہے جو اجلہ صحابۂ کرام اور تابعین سے مروی ہیں۔ جن سے ان شاء اللہ روزِ روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہو جائے گا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء کا پڑھنا خود نبی پاک ﷺ کا عمل پاک اور آپ کی سنت ہے۔

**حدیث نمبر (۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ**

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب روزہ کھولتے تھے تو (یہ) دعاء پڑھتے: الٰہی! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

ملاحظہ ہوں حوالہ جات:

| | | |
|---|---|---|
| مواہب اللدنیہ، | جلد ۳ صفحہ ۲۸۵، | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| شرح زرقانی علی المواھب | جلد ۱۱، صفحہ ۲۴۰، | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مشکوٰۃ، | صفحہ: ۱۷۵ | مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۴ھ |
| مرآۃ شرح مشکوٰۃ، | جلد ۳ صفحہ ۱۵۶، | مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان |

| | | |
|---|---|---|
| التعلیق المُغنی علی الدار قطنی، | جلد ۲ صفحہ ۱۸۶، | مطبع دار المحاسن قاہرہ |
| زاد المعاد | جلد ۱ صفحہ ۱۶۵، | مطبوعہ مطبعة المیمنیة (مصر) |

## حدیث نمبر (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا صَامَ ثُمَّ اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب روزہ رکھتے اور پھر افطار کرتے تو (اس وقت) کہتے (دعاء) کرتے: اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق پر افطار کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| مصنف ابن ابی شیبہ | جلد ۲ صفحہ ۵۱۱، | مطبع طیب اکادمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان |

## حدیث نمبر (۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے بسم اللہ (اللہ کے نام سے) اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق پر افطار کیا۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ حدیث: ۴۸۹۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| المعجم الاوسط | جلد ۵ صفحہ ۳۴۴، حدیث: ۷۵۴۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| المعجم الصغیر | جلد ۲، صفحہ ۵۱، ۵۲ | طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ

**حدیث نمبر (۴) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ ط اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔**

ترجمہ: نبی کریم ﷺ جس وقت روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے اللہ کے نام سے اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| نیل الاوطار | جلد ۴ صفحہ ۲۴۷، حدیث نمبر ۱۶۶۶ | مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |

**حدیث نمبر (۵) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا مانگتے: اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا پس تو میری طرف سے اسے قبول فرمالے بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد ۳ صفحہ ۲۷۹، حدیث ۴۸۹۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| المعجم الکبیر | جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۳، حدیث ۱۲۷۲۰ | مطبع دار احیاء التراث، بیروت لبنان |

نتیجہ: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ افطار کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعاء پڑھ کر افطار کرتے تھے تو آپ کی سنت کریمہ تو دعاءِ افطار کا پہلے پڑھنا ہے نہ کہ بعد میں پڑھنا۔ تو اس کو خلافِ سنت طریقہ کہنا ناجائز ہے جب کہ اس حدیث میں بسم اللہ سے روزہ افطار کرنے کی دعاء کی ابتداء ہو رہی ہے اور بسم اللہ ہمیشہ پہلے پڑھی جاتی ہے نہ کہ بعد میں۔

**حدیث نمبر (۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِيَ فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ**

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھ کر (کھائے) اگر وہ شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ پڑھ لیا کرے۔

**نتیجہ** اس حدیث سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کا پتہ چل رہا ہے کہ جب بھی کوئی چیز کھاؤ تو اُس کے اوّل میں بسم اللہ شریف ضرور پڑھو۔ ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء پڑھنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یہ نبی پاک کا حکم ہے۔

**ملاحظہ ہوں حوالہ جات:**

| | | |
|---|---|---|
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۶ حدیث نمبر ۲۶۴۸۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کنز العمال | جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۴ حدیث نمبر ۴۰۷۲۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۵۵۴ حدیث نمبر ۳۷۶۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابن ماجہ | جلد ۴ صفحہ ۹، حدیث نمبر ۳۲۶۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ترمذی | صفحہ ۴۳۶ حدیث نمبر ۱۸۵۸ | مطبع دار السلام الریاض |
| بیہقی | جلد ۷، صفحہ ۴۵۱، حدیث نمبر ۱۴۶۰۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| مسند الفردوس | جلد ۱ صفحہ ۲۹۳، حدیث نمبر ۱۱۵۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

**حدیث نمبر (۷) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّصُوْمُ وَ**

يَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ اَنْتَ اِلٰهِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ط اِغْفِرْلِیَ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ اِلَّا الْعَظِيْمُ ط اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمُوْهَا عَقِبَكُمْ فَاِنَّهَا كَلِمَةٌ يُّحِبُّهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَيُصْلِحُ بِهَا اَمْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بھی روزہ رکھے گا اور روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھے گا:

اے عظمت والے اے عظمت والے تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میرے عظیم گناہوں کو معاف فرما اور عظیم گناہوں کو عظمت والا ہی معاف کرتا ہے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ (وہ اس دن تھا) جس دن اس کی ماں نے اُس کو جنم دیا تھا۔ اور رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ دعاء بعد میں آنے والوں کو بھی سکھلاؤ، کیونکہ بلا شک وشبہ یہ دعائیہ کلمات ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں اور اس سے دنیا و آخرت کے (تمام) معاملات درست ہوتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد: ۸، صفحہ: ۲۸۰، حدیث: ۲۴۳۹۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابن عساکر | جلد ۵۴، صفحہ: ۲۳۸، حدیث: ۱۱۴۷۹ | مطبع دار الفکر للطباعت بیروت |

حدیث مذکور سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) اوّل تو یہ کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ موقوف یا مقطوع نہیں۔

(۲) یہ حدیث قولی ہے فعلی یا تقریری نہیں۔ اور اہل علم جانتے ہیں کہ قولی حدیث کو فعلی یا تقریری پر ترجیح ہوتی ہے۔

(۳) یہ کہ اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہٗ ہیں جن کے شب و روز خدمتِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گزرتے تھے۔

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر مسلمان اُمتی روزہ دار کو روزہ افطار کرنے سے قبل دعاء مانگنے کی ترغیب دی ہے اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

(۵) پھر دعاء بھی بتادی گئی ہے کہ یہ دعاء یوں پڑھے۔

(۶) اگر روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگنا خلافِ سنت ہوتا تو نبی پاک ﷺ روزے دار کو روزہ افطار کرنے سے پہلے اس دعاء کے پڑھنے کی ترغیب کیوں دیتے۔

(۷) آپ ﷺ نے یہ بھی فرمادیا کہ اس دعاء کو روزہ کھولنے سے پہلے پڑھنے والا اپنے گناہوں سے بالکل ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ اُس کی ماں نے اُسے آج ہی جنم دیا ہے۔

(۸) یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے تمام اُمتیوں کو حکم فرمادیا کہ اپنے بعد کے آنے والوں کو بھی یہ (قبل افطار) دعاء سکھلاؤ۔ اگر دعاء قبل افطار پڑھنا خلافِ سنت طریقہ ہوتا تو نبی پاک ﷺ یہ حکم اپنے اُمتیوں کو کیوں فرماتے۔

(۹) یہ کہ اس دعاء میں جو کلماتِ دعائیہ ہیں اُن کی وجہ سے یہ دعاء اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب کو پسند ہے۔

(۱۰) اس دعاء کو قبل افطار پڑھنے والے کے دنیا و عقبیٰ کے تمام اُمور سنور جاتے ہیں۔

(۱۱) اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ قبل افطار دعاء کرنا ہی سنت ہے خلافِ سنت نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ عَلِّمُوْهَا (اسے اپنے بعد میں آنے والوں کو سکھاؤ) تو یہ عَلِّمُوْا اَمر ہے یعنی حکم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ جب یہ امرِ مصطفیٰ ﷺ ہے تو قبل افطار دعاء مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور آپ ﷺ کا حکم ہوا۔ خلافِ سنت نہیں جو اسے خلافِ سنت کہے وہ گویا حضور پاک ﷺ کے فرمان کا انکار کرکے مجرم ہے، اُسے تائب ہونا چاہیے۔

## نیز ملاحظہ ہو فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ

## جو دعاء روزے دار افطار سے پہلے کرے گا وہ کبھی ردّ نہیں ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**(۸) اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَّا تُرَدُّ**

یعنی بلاشبہ روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعاء کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد ۲ صفحہ ۳۶۴ حدیث: ۱۷۵۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| زاد المعاد | جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ | مطبوعہ مطبعۃ المیمنیۃ (بمصر) |
| الترغیب والترھیب | جلد ۲ صفحہ ۸۹ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

**(۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَّا تُرَدُّ۔**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاشبہ روزے دار کے لیے افطار کے وقت کی دعاء ردّ نہیں کی جاتی۔

**(۱۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَلَاثَۃٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُھُمْ اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ۔۔۔ اَلْحَدِیْث**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعاء ردّ نہیں کی جاتی: روزہ دار کی افطار کے وقت اور عادل حکمران کی اور مظلوم کی۔

| | | |
|---|---|---|
| الترغیب والترہیب | جلد ۲ صفحہ ۸۹ | مطبع داراحیاء التراث العربی |

**(۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یَرُدَّ لَهُمْ دَعْوَةَ الصَّائِمِ حَتّٰی یُفْطِرَ، وَالْمَظْلُوْمُ حَتّٰی یَنْتَصِرَ وَالْمُسَافِرُ حَتّٰی یَرْجِعَ**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کے لیے اللہ (کے ذمۂ کرم) پر ہے کہ اُن کی دعاء ردّ نہیں کرتا۔ روزے دار تا آنکہ روزہ کھول لے، مظلوم حتیٰ کہ اُس کی مدد ہو جائے اور مسافر یہاں تک کہ لوٹ آئے۔

**نتیجہ:** ان احادیث سے یہ پتہ بھی چلا کہ روزہ دار کی دعاء قبل افطار ہوگی تو روزے دار کی دعاء کا یہ مقام ہوگا جو ان تمام احادیث میں مذکور ہے۔ اگر روزہ افطار کرنے کے بعد دعاء کی گئی تو روزہ کھولنے کے بعد روزہ دار، روزہ دار کہاں رہا؟

**نتیجہ:** ان احادیث میں روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء کے سنت ہونے کا واضح ثبوت ہے اور سنت مصطفیٰ ﷺ یہی ہے کہ روزہ افطار سے قبل دعاء ردّ نہیں ہوتی تو بتاؤ قبل افطار دعاء خلافِ سنت کیسے ہوسکتی ہے؟ یہ تو عین تعمیل و تکمیل سنت ہے نہ کہ خلافِ سنت۔ ان احادیث سے مفصل طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ دعاء افطار قبل افطار سنت ہے۔

**نتیجہ:** حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی ان مروی احادیث سے ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعاء کبھی ردّ نہیں ہوتی اور روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء کرنا ہی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے نہ کہ خلافِ سنت۔

نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ

## سنت یہ ہے کہ افطار کے وقت یہ دعا کرے

**(۱۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ**

ترجمہ: اے اللہ بے شک میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطاء کردہ رزق سے افطار کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| نعمۃ الباری | جلد ۴، صفحہ ۳۵۹ | مطبع فرید بک سٹال لاہور |

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ کا تعارف

### بزبان اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الشیوخ علماء الہند، عارف باللہ، عاشقِ رسول اللہ، برکۃ المصطفیٰ فی ھذہ الدیار، سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ القوی۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۴۹۴

### اب ملاحظہ ہو اس ہستی یعنی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت (یہ دعاء) پڑھتے:

**(۱۳) اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ**

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا تو اِسے میری طرف سے قبول فرمالے۔

### اور فرماتے ہیں کہ افطاری کے وقت دعاء پڑھنا مستحب ہے

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مدارج النبوۃ اصل فارسی | جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ | مطبع مکتبۂ نوریہ رضویہ، سکھر پاکستان |
| اشعۃ اللمعات فارسی | جلد ۲ صفحہ ۸۴ | مطبع منشی نولکشور لکھنؤ |

تو اس سے ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگنا سنت ہے۔ جو اس کو خلافِ سنت کہے تو اُسے سوچنا چاہیے کہ وہ خود کہیں سراسر گمراہی میں تو نہیں ہے؟

**(۱۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُھْرَۃَ وَ یُقَالُ فِیْہِ مُعَاذُ اَبُوْزُھْرَۃَ قَالَ (بَلَغَنِیْ اَنَّ**

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ) مِنْ صَوْمِہٖ (قَالَ) عِنْدَ فِطْرِہٖ (اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)

| | | |
|---|---|---|
| شرح زرقانی علی المواھب | جلد ۱۱، صفحہ ۲۴۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

یعنی حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار کرتے (یعنی اپنا روزہ کھولتے) تو (روزہ کھولتے وقت) کہتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

نیل الاوطار، جلد ۴، صفحہ ۲۴۸، مطبع مکتبہ مصطفٰے البابی الحلبی، میں ہے کہ

وَحَدِیْثُ مُعَاذِ بْنِ زُھْرَۃَ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ یُشْرَعُ لِلصَّائِمِ اَنْ یَّدْعُوَ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ بِمَا اشْتَمَلَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّعَآءِ

اور معاذ بن زہرہ کی حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ روزے دار کو اپنا روزہ افطار کرتے وقت ایسے کلمات کے ساتھ دعاء کرنا مشروع ہے جو دعاء پر مشتمل ہوں۔

**نتیجہ** روزے دار کا روزہ افطار کرتے وقت جب یہ دعاء پڑھنا مشروع ہے تو سنت ہے اگر غیر مشروع ہوتا تو تب خلاف سنت ہوتا۔ تو بلا دلیل اسے خلافِ سنت کہنا ناجائز ہے۔

(۱۵) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

حضرت معاذ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب روزہ افطار فرماتے

تھے تو کہتے یعنی دعاء مانگتے: اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| شرح السنۃ | جلد ۳ صفحہ ۴۷۳، حدیث نمبر ۱۷۳۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ

**(۱۶) وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَفْطَرَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ۔**

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب روزہ افطار کرتے تھے تو کہتے اے اللہ میں تیری اُس رحمت کے صدقے میں تجھ سے اپنی مغفرت چاہتا ہوں جو ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، | صفحہ ۲۶۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**نتیجہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی افطار سے پہلے یہ دعاء مانگ کر روزہ افطار کرتے تھے اور یہ دعاء افطار سے قبل مانگنا سنت ہے۔

## روزہ افطار سے پہلے دعاء پڑھنے کا ثبوت اور سنت ہونا ملاحظہ ہو دلائلِ فقہیہ سے

(۱) ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیر

**یہ وہ فتاویٰ ہے جسے (اپنے وقت کے مجدد) شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر** نے علمائے دہلی کے علاوہ اپنی پوری سلطنت کے دیگر علاقوں سے ایسے علماء کو جمع کیا جنھیں علم فقہ میں کامل دستگاہ تھی۔ پھر انھیں حکم دیا کہ مختلف کتابوں کی مدد سے **ایسی مستند اور جامع کتاب** تیار کریں جس میں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ **تمام فقہی مسائل جمع کیے جائیں تا کہ قاضی اور مفتی نیز دیگر تمام مسلمان علم فقہ کی بہت سے کتابیں جمع کرنے اور ان کی ورق گردانی سے بے نیاز ہو جائیں۔**

## آٹھ سال کی مدت میں فتاویٰ کی ایک ضخیم کتاب تیار کی جسے شہنشاہ کے نام پر

## فتاویٰ عالمگیر کہا گیا

### "فتاویٰ عالمگیر" ایسی ضخیم کتاب اغلاط اور نقائص سے بڑی حد تک پاک ہے

| | | |
|---|---|---|
| اسلامی انسائیکلو پیڈیا، | جلد دوم صفحہ:۱۲۴۱، | الفیصل ناشران، اردو بازار لاہور |

اس فتاویٰ عالمگیر میں ہے:

**وَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ عَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ؕ وَصَوْمَ غَدٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ**

ترجمہ: اور روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے: اِلٰہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی اوپر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا اور کل رمضان کے روزے کی نیت کی پس میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔

**نوٹ: فتاویٰ عالمگیر کو تصنیف ہوئے تقریباً 358 سال گزر گئے اور پوری سلطنت کے علماء نے اس کو جمع کیا**

---

تو اس میں وہ روزہ افطار کی دعاء کو قبل افطار سنت قرار دے رہے ہیں۔ آج اگر کوئی اس قبل افطار دعاء کے پڑھنے کو سنت طریقہ کے خلاف کہے تو اس کا یہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

رسالہ رکن دین، کتاب الصیام، مصنفہ محقق ابن محقق، رئیس الفقہاء، پیر طریقت حامیٔ شریعت، مفتی اعظم ہند و پاک **الشاہ مفتی محمد محمود الوری** قدس سرہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما، جلد سوم کے صفحہ ۷۲ پر فرماتے ہیں کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء پڑھنا سنت ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلداول، صفحہ ۲۲۰ | دارالکتب العلمیہ ، بیروت لبنان |
| عین الہدایہ | جلداول صفحہ ۹۳۵ | مطبع منشی نول کشور سن طباعت ماہِ ستمبر ۱۸۹۶ء |
| حاشیہ طحطاوی | صفحہ ۳۷۳ | مطبع مصطفیٰ محمد، مصر |
| دستور العلماء | جلد ۲، صفحہ ۱۸۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| رکن الدین | حصہ سوم، صفحہ ۷۲ | مطبع رکن الاسلام، حیدرآباد |
| فتاویٰ برہنہ | جلد ۲ صفحہ ۱۴ | مطبوعہ مطبع نامی منشی نولکشور |

## اب ملاحظہ ہوں وہ عنوانات ابواب جو محدثین کرام نے کتبِ احادیث میں قائم کیے کہ دعاء مانگنا روزہ افطار سے قبل سنت ہے

| نمبر شمار | نام کتاب | جلد/صفحہ | دعاء قبل افطار |
|---|---|---|---|
| 1 | کنز العمال | ۸/۲۸۰ حدیث ۲۴۳۹۵ | اَدَبُ الْاِفْطَارِ مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّصُوْمُ وَيَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ |
| 2 | ابوداؤد | ۲/۱۷۴ | بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْاِفْطَارِ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ |
| 3 | بیہقی شریف | ۴/۴۰۳ حدیث نمبر ۸۱۳۴ | بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَفْطَرَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ |
| 4 | مجمع الزوائد | ۳/۲۷۹ حدیث ۴۸۹۳ | بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَفْطَرَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ |
| 5 | کشف الغمہ عربی | ۱/۲۰۲ | كَانَ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا اَفْطَرَ |
| 6 | فتوحات جہانگیری ترجمہ سنن دارقطنی | ۵/۴۲۶ حدیث ۲۲۴۸ | كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ |
| 7 | کشف الغمہ مترجم | ۱/۴۴۵ | رسول اکرم ﷺ افطاری کرتے وقت یہ پڑھا کرتے |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 8 | مواھب اللّدنیہ | ۳/۲۸۵ | اَلْفَصْلُ السَّابِعُ، فِیْ مَاکَانَ یَقُوْلُہٗ ﷺ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ |
| 9 | شرح زرقانی علی مواھب اللّدنیہ | ۱۱/۲۴۰ | اَلْفَصْلُ السَّابِعُ، فِیْ مَاکَانَ یَقُوْلُہٗ ﷺ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ مِنْ صَوْمِہٖ قَالَ عِنْدَ فِطْرِہٖ |
| 10 | زادالمعاد | ۱/۱۶۵ | کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ فِطْرِہٖ |
| 11 | مدارج النبوۃ فارسی | ۱/۴۲۹ | در وقتِ افطار فرمودے و دعاء نزدِ افطار مستحب است |
| 12 | مشکوٰۃ شریف | ۱۷۵ | اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ |
| 13 | اشعۃ اللمعات | ۲/۸۴ | اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ |
| 14 | مرآۃ شرح مشکوٰۃ | ۳/۱۵۶ | افطار کے وقت یہ دعا مانگنا سنت ہے |
| 15 | نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری | ۴/۳۵۹ | اور سنت یہ ہے کہ افطار کے وقت یہ دعاء پڑھے |
| 16 | فتاویٰ عالمگیری | ۱/۲۰۰ | وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ |
| 17 | عین الہدایہ | ۱/۹۳۵ | دُعَائے افطار |
| 18 | فتاویٰ برہنہ | ۲/۱۴ | وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ |
| 19 | حاشیہ طحطاوی | ۳۷۳ | وَمِنَ السُّنَّۃِ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَنْ یَّقُوْلَ |
| 20 | دستور العلماء | ۲/۱۸۳ | وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدِ الْاِفْطَارِ |

**نتیجہ** ان کتبِ احادیث اور فتاویٰ جات کے عنواناتِ ابواب سے ثابت ہوا کہ مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ (کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ یَقُوْلُ بَعْدَ الْاِفْطَارِ اَوْقَالَ بَعْدَ الْاِفْطَارِ) سب محدثین وفقہاء نے اپنے اپنے قائم کردہ عنوانات کے تحت یہی کہا کہ (عِنْدَ الْاِفْطَارِ،

حِیْنَ الْاِفْطَارِ، حَتّٰی الْاِفْطَار ) یا (مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ )وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرتے وقت افطار سے پہلے دعاء مانگنا نبی پاک ﷺ کی سنت اور نبی پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔

**ھذا ما عندی و اللّٰہ اعلم و احکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۲)

یہ کہ جو دعاء افطار مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے جسے روزے دار قبل افطار پڑھ کر روزہ افطار کرتے ہیں اس کو عرفِ عام میں پھیلی ہوئی بہت بڑی غلطی کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

مسلمانوں میں جو دعاء قبل افطارِ روزہ پڑھنی مشہور و معروف ہے اس کو عرفِ عام میں پھیلی ہوئی بہت بڑی غلطی کہنا ناجائز ہے۔ جیسا کہ ہم سوالِ اوّل میں تفصیلاً قرآن و حدیث اور فقہ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام کے عمل سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود یہ دعاء پڑھ کر روزہ افطار کرتے تھے اور صحابۂ کرام سے لے کر آج تک مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔ کیونکہ اہل اسلام جس چیز کو اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

تو مسلمان جو روزہ افطار کرنے سے پہلے دعاء مانگتے ہیں وہ قرآن و حدیث کے حکم کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا اِن کے اس قبل افطار دعاء مانگنے کو عرفِ عام کی بہت بڑی غلطی کہنا سراسر ناجائز اور حرام ہے۔

## مسلمانوں کی پسند و ناپسند چیز ہی خدا کی پسند و ناپسند ہے

دیکھئے حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں

**فَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاَوْهُ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّئٌ**

ترجمہ: کہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جس چیز کو مسلمان بُرا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی بُری ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جدھر عرف لے جائے اُسی طرف جانا واجب ہے"۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاوٰی رضویہ | جلد ۱۲، صفحہ ۲۳۱ | مطبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور |

اعلیٰ حضرت تو عرف عام کے تسلیم کرنے اور اس کے اعتبار کو واجب قرار دے رہے ہیں

**اب جو عرفِ عام کو بہت بڑی غلطی کہے تو اس کا یہ کہنا ناجائز اور گمراہی ہے**

نیز دیکھئے فتاویٰ خیریہ، جلد دوم، صفحہ ۱۱۱ پر ہے

**وَالْاَصْلُ فِيْهِ اَنَّ الْمَعْرُوْفَ عُرْفًا كَالْمَشْرُوْطِ شَرْعًا**

یعنی اس کا قاعدہ یہ ہے کہ عرف میں مشہور معاملہ شرعاً مشروط کی طرح ہے۔

اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ

**فَسَايِرُوا الْعُرْفَ كَيْفَمَا سَارَ**

عُرف کے ساتھ چلو جدھر عُرف لے جائے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاوٰی رضویہ | جلد ۱۲، صفحہ ۲۳۲ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |

# ان دلائل سے ثابت یہ ہوا کہ عرف شریعت میں معتبر ہے اور شرعی دلائل میں سے ایک عظیم دلیل ہے۔

جو عرف عام کو بہت بڑی غلطی کہے تو اس کا یہ کہنا سراسر قرآن وسنت کے خلاف اور ناجائز ہے۔ ثابت ہوا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے روزے کی دعاء مانگنا سنت ہے اور جو اس کو سنت نہ مانے وہ اس سنت کے ثواب سے محروم ہے نہ کہ دعاء مانگنے والے۔

اور فتاویٰ ملک العلماء میں ہے

"اَلْعُرْفُ اَیْضًا حُجَّۃٌ بِالنَّصِّ" یعنی عرف بھی نص کے اعتبار سے حجت ہے۔ اور جب عرف عام ہو جائے تو یہ قائم مقام اجماع کے ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ ملک العلماء | صفحہ ۴۴۱ | مطبع مٹیا محل جامع مسجد دہلی |

اور فتاویٰ شامی جلد ۷ صفحہ ۴۲۵ پر ہے کہ

**"وَالْاَحْکَامُ تُبْتَنٰی عَلَی الْعُرْفِ فَیُعْتَبَرُ فِیْ کُلِّ اِقْلِیْمٍ وَفِیْ کُلِّ عَصْرٍ عُرْفُ اَھْلِہٖ"**

یعنی احکام کی بنیاد عرف پر ہوتی ہے تو اس لئے ہر ولایت، ہر ملک اور ہر زمانے میں وہاں کے رہنے والوں کے عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۷ صفحہ ۴۲۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**نتیجہ** عرف کو بہت بڑی غلطی کہنا یہ تو احکام کو بُرا کہنا ہے اور جسے اتنا بھی علم نہ ہو تو وہ کیسے کسی مسئلے کے جائز اور ناجائز ہونے میں امتیاز کر سکتا ہے۔ فقہاء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ

**مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اَھْلَ زَمَانِہٖ فَھُوَ جَاھِلٌ**

اور جو اپنے اہلِ زمانہ کو بھی نہ جان سکے تو وہ جاہل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| عقود رسم المفتی بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل | جلد اوّل، صفحہ ۷۵ | مطبع دارالاشاعت کراچی |

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۳)

یہ کہ اس دعاء افطار کے قبل افطار پڑھنے کو غفلت کی وجہ قرار دینا جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

اس دعاء افطار کو قبل افطار پڑھنے کو غفلت کی وجہ قرار دینا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس دعاء کے پڑھنے والوں کا ثواب اور درجہ اور مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ہم پیچھے سوال نمبر اول میں تفصیلاً ذکر چکے ہیں۔ یہ دعاء کرنے والے غافل نہیں! غافل تو وہ ہیں جو اس دعاء کے قبل افطار پڑھنے سے محروم ہیں۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۴)

یہ کہ مسلمانوں کے ہاں تمام چینل جس دعاء کو روزہ کھولنے کی دعاء لکھ دیتے ہیں یا کتابوں میں لکھتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

### الجواب و ھو الموفق للصواب

یہ بالکل صحیح ہے غلط نہیں۔ جیسا کہ ہم اس دعاء کے روزہ کھولنے سے پہلے پڑھنے کے ثبوت اور سنت ہونے پر سوال اوّل میں بذریعہ احادیث دلائل دے چکے ہیں اس میں ملاحظہ کرلیں۔ کہ یہ دعاء روزہ کھولنے سے قبل کی ہے بعد کی نہیں ہے۔ اور جو اسے روزہ کھولنے کی دعاء لکھتے ہیں وہ صحیح لکھتے ہیں۔ اس بارے میں ہم عرف عام کے سوال کے جواب میں بھی بیان کر چکے ہیں۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال (۵)

جناب بحوالہ حدیث مدلل بتایا جائے کہ روزہ جلدی افطار کرنے میں جلدی سے مراد کتنی جلدی ہے؟

### الجواب و ھو الموفق للصواب

روزہ افطار کرنے میں جلدی سے مراد یہ ہے کہ تارے روشن نہ ہونے پائیں یہ مطلب نہیں کہ دعاء افطار

بھی نہ پڑھی جائے۔

دیکھیے مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان میں ہے کہ

**عَنْ اَبِیْ دَرْدَآءِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَنْ تَزَالَ اُمَّتِیْ عَلٰی سُنَّتِیْ مَالَمْ یَنْتَظِرُوْا بِفِطْرِهِمْ طُلُوْعَ النَّجْمِ**

حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اُمت میری سنت پر قائم رہے گی جب تک اپنا (روزہ) افطار کرنے میں تارے چمکنے کی انتظار نہ کرے گی۔

المستدرک للحاکم، جلد اول صفحہ ۵۹۹، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

**قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلٰی سُنَّتِیْ مَالَمْ تَنْتَظِرْ بِفِطْرِهَا النُّجُوْمَ**

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میری سنت پر قائم رہے گی جب تک کہ افطار کرنے میں تاروں کے چمکنے کی انتظار نہ کرے گی۔

نتیجہ: تو پتہ چلا کہ اس جلدی سے مراد یہ ہے کہ تاروں کے چمکنے سے پہلے پہلے افطار کر لے۔ یہ نہیں کہ دعاء افطار بھی نہ پڑھے۔

**ملاحظہ ہوں حوالہ جات:**

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد ۳ صفحہ ۲۷۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| کنز العمال | جلد ۸ صفحہ ۲۳۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| ابن خزیمہ | جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ حدیث نمبر ۲۰۶۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| المستدرک للحاکم | جلد اول صفحہ ۵۹۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری | جلد ۱۱، صفحہ ۶۶ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| فتح الباری شرح صحیح بخاری | جلد ۴ صفحہ ۱۶۱ | مطبع بہیّۃ المصریۃ |
| فیوض الباری شرح صحیح بخاری | جلد ۸ صفحہ ۶۰۔۶۱ | مطبع حزب الاحناف، لاہور |
| تفہیم البخاری شرح بخاری | جلد ۳ صفحہ ۲۴۶، | مطبع جامعہ رضویہ فیصل آباد |
| نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری | جلد ۴ صفحہ ۴۷۰ | مطبع فرید بک سٹال اردو بازار لاہور |
| مراقی الفلاح شرح نور الایضاح | صفحہ ۲۵۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کشف الغمہ (عربی) | جلد اول صفحہ ۲۰۱ | مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح | صفحہ ۳۷۳ | مطبع مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ بمصر |
| فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ عالمگیری | جلد اول صفحہ ۲۰۴ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |

**نتیجہ** ان کُتُب کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ جو روزے میں جلدی کرتے ہیں اور دعاء مانگنے کو بھی گوارا نہیں کرتے انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی سے مراد یہ ہے کہ تاروں کے روشن ہونے تک تاخیر نہ کی جائے۔ یہ مراد نہیں کہ پانچ دس منٹ جو احتیاط علم میقات کے ماہر علماء کرام نے رکھے ہیں اُن کا بھی لحاظ نہ رکھا جائے۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال (٦)

یہ کہ جولوگ صحیح وقتِ افطار ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کرنے میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں حتی کہ دعاءِ افطار بھی نہیں پڑھتے بحوالہ فرمائیں کہ ایسوں کے بارے میں حدیث میں کیا حکم ہے؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

ایسی جلد بازی کرنا جس میں سورج کے غروب ہونے کا پورا یقین نہ ہو، غلط ہے۔ اور ایسی جلد بازی کرنے والوں کی سزا حدیث پاک میں موجود ہے۔

دیکھئے الترغیب والترہیب، جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، حدیث نمبر ۲، میں ہے

## روزہ افطار کرنے میں جلد بازی کی سزا

(۲۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبُعَیَّ فَاَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَّعْرًا فَقَالَا اِصْعَدْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ فَقَالَا اِنَّا سَنُسَهِّلُهٗ لَكَ فَصَعِدْتُّ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ فِیْ سَوَآءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَةٍ قُلْتُ مَا هٰذِهِ الْاَصْوَاتُ قَالُوْا هٰذَا عُوَآءُ اَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ اُنْطُلِقَ بِیْ فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُّعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِهِمْ مُشَقَّقَةً اَشْدَاقُهُمْ تَسِیْلُ اَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ قَالَا الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ، الحدیث۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ حَبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْهِمَا۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ چڑھیئے میں نے کہا مجھ کو طاقت نہیں۔ انھوں نے کہا ہم آسان کر دیں گے میں چڑھا بیچ میں پہنچا تو سخت آوازیں سماعت میں آئیں۔ میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ کہا جہنمیوں کی آواز ہے پھر مجھے آگے لے جایا گیا ایک قوم کو دیکھا وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اُن کی باچھیں چیری جارہی ہیں کہ جن سے خون بہتا ہے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| الترغیب والترہیب، | جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، حدیث نمبر ۲ | داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |

حضور پاک ﷺ کے اس فرمان سے پتہ چلا کہ روزہ میں اتنی جلد بازی بھی نہ چاہیے کہ دعاء بھی نہ مانگے۔ اب وہ سوچیں جو کہتے ہیں کہ پہلے روزہ افطار کرو اور پھر دعاء مانگو۔

**نوٹ:** روزہ افطار میں جلد بازی کرنے والوں کی اس سزا و عذاب کی وجہ سے ہی ماہرینِ علمِ ہیئت نے احتیاط سے کام لیا ہے۔ دیکھئے اعلیٰحضرت مولانا **الشاہ احمد رضا خان بریلوی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

**"میرے نقشوں میں بریلی کی سی سحری و افطار میں پانچ پانچ منٹ کی احتیاط ہوتی ہے۔"**

| | | |
|---|---|---|
| فتاوٰی رضویہ | جلد ۱۰ صفحہ ۵۶۸، | مطبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور |

اور مولانا **احمد رضا خان بریلوی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

**"مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری علماءِ زمانہ میں علمِ توقیت سے تنہا آگاہ ہیں"۔**

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ ملک العلماء | صفحہ ۱۶ | مطبع مٹیا محل جامع مسجد دہلی |

اور مفتی اعظم ہند **الشاہ مفتی محمد مظہر اللہ** رحمۃ اللہ علیہ شاہی امام مسجد جامع فتح پوری دہلی، اپنے فتاویٰ مظہری جلد اول صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں

"میری نظر میں آج ہند میں اس **علم میقات** کے فن میں مولانا محمد ظفر الدین صاحب بہاری دامت برکاتہم

کا ثانی کوئی نہیں ہے۔"

یہ مولانا ظفر الدین بہاری اپنے، رسالہ بدر الاسلام لِمِیْقَاتِ کُلِّ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ مُسَمّٰی بَنَامِ تَارِیخی مُؤَذِّنُ الْاَوْقَاتِ مطبوعہ مطبع تعلیمی پرٹنگ پریس لاہور، کے صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں کہ

"چونکہ معدودہ چند حضرات کے سوا عام طور پر لوگ گھڑی کی صحت کا التزام نہیں کرتے۔ دو چار منٹ کی کمی یا بیشی کا کچھ بھی خیال ہی نہیں کرتے۔ اس لیے جملہ اوقات میں پانچ منٹ کی احتیاط چاہیے ابتداء وقت ۵ منٹ بعد سمجھیں۔ اور ختم وقت ۵ منٹ قبل۔ یہ احتیاط **نمازوں** کے لیے ہے۔ اور **روزہ** کے لیے **دس منٹ قبل سحری ختم کر دیں اور اسی قدر دس (۱۰) منٹ بعد کو افطار کریں۔**"

اس سے ثابت ہوا کہ جب روزہ افطار کرنے میں یہ پانچ منٹ اور دس منٹ کی احتیاط ان اکابر علماء کرام کے نزدیک کرنی چاہیے تو روزہ افطار کرنے کی دُعاء مانگنے میں تو ایک منٹ بھی نہیں لگتا۔ جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ دعاء مانگنا احادیث میں ثابت بھی ہے۔

## ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری کے نزدیک روزہ افطار میں دس منٹ کی احتیاط

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری نے جو نقشہ میقات کا لاہور اور مضافاتِ لاہور کے لیے، **مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابو البرکات شاہ صاحب مہتمم و شیخ الحدیث حزب الاحناف، داتا گنج بخش لاہور**، کو بھیجا اس میں نمازوں کے لیے پانچ منٹ اور روزوں کے لیے **دس منٹ کی احتیاط** رکھی۔ اب وہ سوچیں جو کہتے ہیں کہ یہ دعاء روزہ افطار سے قبل نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ بعد میں پڑھنی چاہیے۔ اتنی جلد بازی کرنے سے ایک تو وہ سزا پیش نظر رہے جو حدیث میں ہے اور دوسرا یہ اجلہ، اکابر علماء کرام کے ارشادات بھی پیشِ نظر رہیں جن کو اپنا بزرگ بھی مانتے ہیں اور اپنا قائد بھی مانتے ہیں تو پھر چاہیے کہ اُن کے ارشادات کو بھی پیشِ نظر رکھیں اور وہ نقشہ بھی پیشِ نظر رہے جو لاہور اور مضافات لاہور کے لیے

ملک العلماء نے حضور سید ابوالبرکات شاہ صاحب ناظم حزب الاحناف لاہور رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا جو آج تک چل رہا ہے۔

ناچیز نے یہ چند سوالات کے جوابات جو پوری تحقیق کے ساتھ دلائل سے مزین کر کے پیش کئے ہیں۔ اگر ان میں کچھ خطا یا لغزش واقع ہوئی ہو تو وہ میری طرف سے ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر مجھ سے اللہ پاک نے اسلام کی خدمت کا یہ کام لیا ہے تو اللہ اسے قبول فرمائے اور اسے پڑھنے اور سننے والے اور اس کام میں جتنے بھی میرے مدد و معاونین ہیں سب کو اللہ تعالیٰ دارین کی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب عالی! بعض لوگ جو بلا وجہ ایسے سوالات کرتے ہیں جن کی ضرورت نہیں مثلاً حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں؟

ایسے سوالات کا کیا جواب دیا جائے اور سوال کرنے والوں کو ایسے سوالات کرنے مناسب ہیں یا نہیں؟

السائل ≡ مولانا صاحبزادہ خادم حسین شرقپوری (شاہدرہ)

## الجواب و هو الموفق للصواب

ایسے سوالات کرنے مناسب نہیں کیونکہ یہ مسئلہ تفضیل از قبیل عقائد ہے جن میں قطعی دلائل درکار۔ اور اس سلسلہ میں جو دلائل ہیں وہ تمام مفید ظنِ ہیں کہ اُن سے کوئی قطعی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا اس لیے بروقتِ بیان حفظِ ادب کے ساتھ احادیث میں وارد شدہ الفاظ پر اکتفا کیا جائے۔

قسطلانی شرح بخاری میں ہے

**وَالْكَلَامُ فِي التَّفْضِيلِ صَعْبٌ وَّ لَا يَنْبَغِي التَّكَلُّمُ اِلَّا بِمَا وَرَدَ وَالسُّكُوْتُ عَمَّا سِوَاهُ وَحِفْظُ الْاَدَبِ**

یعنی دربارہ تفضیل کلام دشوار ہے اور احادیث میں وارد شدہ باتوں کے سوا کوئی بات زبان پر لانا مناسب نہیں۔ ماسوا سے خاموشی اختیار کریں اور حفظِ ادب ملحوظ رکھیں۔

بلکہ افضل یہ ہے کہ مسئلہ تفضیل زیر بحث نہ آئے اور یہ سوال ہی نہ اُٹھایا جائے۔

دربارہ تفضیل وغیرہ فقہی حکم ملاحظہ ہو۔ دیکھئے ردالمحتار جلد ۱۰، صفحہ ۴۸۵ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَيَنْبَغِي اَنْ لَّا يَسْأَلُ الْاِنْسَانُ عَمَّا لَا حَاجَةَ اِلَيْهِ كَاَنْ يَّقُوْلَ كَيْفَ هَبَطَ**

جِبْرِیْلُ؟ وَ عَلٰی اَیِّ صُوْرَۃٍ رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ؟ وَحِیْنَ رَاٰہُ عَلٰی صُوْرَۃِ الْبَشَرِ ھَلْ بَقِیَ مَلَکًا اَمْ لَا؟ وَ اَیْنَ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ؟ وَ مَتٰی السَّاعَۃُ؟ وَ نُزُوْلُ عِیْسٰی؟ وَاِسْمَاعِیْلُ اَفْضَلُ اَمْ اِسْحَاقُ؟ وَ اَیُّھُمَا الذَّبِیْحُ؟ وَ فَاطِمَۃُ اَفْضَلُ مِنْ عَائِشَۃَ اَمْ لَا؟ وَ اَبَوَا النَّبِیِّ کَانَا عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ؟ وَ مَا دِیْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟ وَ مَنِ الْمَھْدِیُّ؟ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا لَا تَجِبُ مَعْرِفَتُہٗ وَلَمْ یَرِدِ التَّکْلِیْفُ بِہٖ۔

یعنی مناسب ہے کہ انسان بے ضرورت باتوں کا سوال نہ کرے جیسے یہ سوال کہ جبریل کیسے اُترے اور کس شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھا؟ اور جب بشری شکل میں دیکھا تو اس وقت وہ فرشتے رہے یا نہیں؟ اور جنت و دوزخ کہاں ہیں؟ اور قیامت کب ہوگی؟ اور عیسیٰ علیہ السلام کب اُتریں گے؟ اور حضرت اسماعیل افضل ہیں یا حضرت اسحاق علیہما السلام؟ دونوں میں ذبیح کون تھے؟ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں یا نہیں؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کس دین پر تھے؟ اور ابو طالب کا کیا دین تھا؟ اور مہدی کون ہیں؟ اِسی قسم کی اور باتیں جن کی معرفت ضروری نہیں اور نہ بندہ اِن کے ساتھ مُکلّف ہے۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

کیا فرماتے ہیں مفیان دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد اور مدرسہ کی جگہ کا مالک ایک ہی ہے اور مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور مسجد کی چھت مدرسے کی جگہ پر بڑھا کر بنائی جائے اور مفاد دونوں کا ہے مسجد کا بھی اور مدرسہ کا بھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جو خرچہ ہونا ہے وہ مسجد کا ہو یا مدرسہ کا؟

السائل: سید مظفر حسین شاہ جماعتی (علی پور شریف)

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدقِ مندرجات سوال صورت مذکورہ میں جب مدرسہ اور مسجد کی جگہ کا مالک شخص واحد ہی ہے تو اگر اپنی گرہ سے تعمیر مسجد پر پیسہ لگا رہا ہے۔ تو سیع چھت مسجد پر تو پیسہ مسجد کا لگایا جائے کیونکہ اگرچہ مدرسہ بھی اسی کی ملکیت ہے مگر ممکن ہے کہ مدرسہ کے پیسہ میں صدقات، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کا پیسہ اپنی طرف سے یا غیر کی طرف سے اس میں شامل کر دیا گیا ہو جو مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ نیز چھت مسجد کی رہے گی مدرسہ کی نہیں مفاد چاہو دونوں کا ہی ہو۔

**هذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

21-1-2016

# سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دینِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بینک میں اکاؤنٹ کھولنے کے لیے رقم کا لین دین کرنا کیسا ہے؟ اور بینک میں کرنٹ اور سیونگ اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے سیونگ اکاؤنٹ کھول کر پرافٹ نہ لیا جائے اور ایک لاکھ پر جو چھ سو روپے کاٹتے ہیں وہ نہ کاٹے جائیں ہمیں پوری رقم مل جائے پرافٹ سے وہ بینک اپنی رقم پوری کر لے کیا ایسا اکاؤنٹ شرعاً جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

السائل: حاجی نور محمد حیدری، رائیونڈ قصور

۷۸۶
---
۹۲

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدق سائل صورتِ مسئولہ میں یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ بینک میں جو شخص روپیہ جمع کرتا ہے وہ بینک پر دین ہوتا ہے اور بر بناءِ قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود وحرام ہے۔ حدیث میں ہے

**كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰو**

یعنی جو قرض کوئی نفع کھینچ کر لائے وہ سود ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۶ صفحہ ۹۹ | دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

اور "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ حَرَّمَ الرِّبَا" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سود کو۔ تو بینک سے رقم کے لین دین کرنے کا معاملہ تو خالی از قباحت نہیں۔ کیونکہ سیونگ اکاؤنٹ میں بینک نے پرافٹ دینا ہی دینا ہے آپ لیں یا نہ لیں۔ ان کا کوئی پیچھے قانون ہوگا۔ اور جو لاکھ پر چھ سو روپے کاٹتے ہیں یہ بھی ان کا پیچھے سے کوئی قانون یا حکم ہوگا۔ اور جو آپ نے کہا ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ کھول کر پرافٹ نہ لیا جائے اور جو لاکھ پر چھ سو روپے کاٹتے ہیں وہ نہ کاٹے جائیں ہمیں پوری رقم مل جائے۔ بینک اپنی

رقم پرافٹ سے پوری کرلے۔ ایسا اکاؤنٹ شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ پرافٹ بھی تو اسی رقم کا ہے جس کے پوری ملنے کے متعلق سوچا جارہا ہے۔ ہاں اگر اکاؤنٹ کھلواتے وقت وضاحت کردی جائے اور کلی طور پر پرافٹ لینے سے انکار کردیا جائے بینک کی طرف سے آپ کو آپ کی حسب منشاء ایسا اکاؤنٹ کھول دے تو پھر شرعاً قرآن وحدیث کی رو سے ایسا اکاؤنٹ جائز ہے ورنہ نہیں۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


21-1-2016

## سوال

زید نے سلمہ سے نکاح کیا تھوڑے عرصہ بعد سلمہ فوت ہوگئی اب زید سلمہ کی سوتیلی نانی یعنی سلمہ کے حقیقی نانا کی منکوحہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

السائل: موج خان سدھااوتاڑ

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

اس صورت میں زید اپنی زوجہ سابقہ سلمہ متوفیہ کے نانا کی منکوحہ بیوہ سے نکاح کرسکتا ہے جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ الآیۃ

اور حلال کی گئیں تمہارے لئے (وہ سب عورتیں) جو ان کے علاوہ ہیں (البیان)

وَلَيْسَ فِيْهِ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَحَارِمِ۔۔۔ الخ

اور اس صورت میں محرمات کے درمیان جمع کرنا لازم نہیں آتا۔

هذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب

محمد عبدالغفور الوری مہتمم

## سوال

حضرت! اگر امام صرف ٹوپی پہن کر جماعت کروادے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کوئی حرج تو نہیں؟

السائل حافظ مطلوب احمد رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

صرف ٹوپی پہن کر جماعت کروادی جائے تو نماز تو ہو جاتی ہے مگر عمامہ ٹوپی پر ہوتا تو ثواب زیادہ ہوتا بنسبت صرف ٹوپی کے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ

صَلٰوةُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِيْضَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً بِلَا عِمَامَةٍ

وَجُمُعَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ جُمُعَةً بِلَا عِمَامَةٍ۔

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ (ثواب میں) پچیس (۲۵) نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ (ثواب میں) ستر (۷۰) جمعہ بے عمامہ کے برابر ہے۔

| دیکھئے | مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | جلد ۸ صفحہ ۲۵۰ | مطبع امدادیہ ملتان |
|---|---|---|---|

هذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب

محمد عبدالغفور الوری مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلۂ عشر کے بارے میں کہ کل حاصل شدہ پیداوار پر عشر ہوگا؟ یا دیگر اخراجات نکال کر مثلاً نوکر، بیجائی اور کٹائی وغیرہ دینے کے بعد بقایا پر ہوگا؟ بینوا توجروا

السائل (مولوی) رحمت علی حویلی پڑھانہ والی

## الجواب و هو الموفق للصواب

مکمل پوری پیداوار پر عشر ہوگا۔ عشر نکال کر جو بچے اس میں سے نوکر وغیرہ کا خرچ دیا جائے گا۔

زمین کی پیداوار میں پیدا ہونے پر عشر لازم ہو جاتا ہے ہر جنس کا عشر آمد کے ساتھ ہی ادا کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (البقرہ ۲:۲۶۷)

اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو اور اُن چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیں۔ (البیان) نیز ارشاد ہوا

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام:۱۴۱)

اور ادا کرو اُس کا حق جب وہ کٹے۔ (البیان)

خرید و فروخت، انجن، تیل، بیج، نوکر وغیرہ کسی قسم کا کوئی خرچ پیداوار سے ہرگز شمار نہ کیا جائے، نصف عشر یعنی بیسواں حصہ اسی خرچ کے لحاظ سے ہے ورنہ عشر یعنی دسواں حصہ ہوتا، انہی آیتوں سے خرچ کا لحاظ نہ کرنا ثابت ہے اور مذہب مہذب کی مستند کتابوں میں مصرح ہے دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اوّل صفحہ ۱۸۷ میں ہے

وَلَا تُحْسَبُ اُجْرَةُ الْعُمَّالِ وَ نَفَقَةُ الْبَقَرِ وَ كَرَى الْاَنْهَارِ وَاُجْرَةُ الْحَافِظِ وَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَيَجِبُ

## اِخْرَاجُ الْوَاجِبِ مِنْ جَمِيْعِ مَا اَخْرَجَتْهُ الْاَرْضُ عُشْرًا اَوْ نِصْفًا

اور کام کرنے والوں کی اُجرت اور بیلوں کا خرچ اور نہر کھودنے کا صَرف اور محافظ کی تنخواہ اور سوا اس کے اور خرچ محسوب نہ ہوں گے اور جس قدر پیداوار حاصل ہوئی ہے اُس سب میں سے عشر یا نصفِ عشر واجب ہوگا۔

دیکھئے:

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اوّل صفحہ ۱۸۷ | مطبع دار المعرفۃ، بیروت لبنان |
| درمختار | جلد ۳ صفحہ ۲۶۹۔۲۷۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ شانِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہوئے تقریر میں اگر کوئی عالمِ دین "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کے بیان کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو ازلی، ابدی کہہ دے تو کیا ایسا کہنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

السائل

مولانا امانت علی اشرفی ٹھینگ موڑ

بذریعہ مولانا محبوب سرور الوری سعیدی

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں ایسا کہنا ناجائز تو ہرگز نہیں تاہم تقریر میں احتیاط ملحوظِ خاطر رہے وہ بھی لفظِ ازلؔ، ابدؔ کے اعتبار سے ہے ورنہ "وَرَفَعْنَاكَ لَكَ ذِكْرَكَ" یعنی اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (البیان)

ان کلماتِ طیبات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی رفعت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی وابدی ہے تو اللہ تعالیٰ کا کلامِ نفسی بھی ازلی ہے تو جب ازلی ذات اپنے ازلی کلام میں ارشاد فرمائے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لیے بلند کر دیا ہے۔ تو اس صورت میں آپ کے ذکر کو ازلی، ابدی کہہ دیا جائے تو ناجائز کیوں؟

جبکہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ خداوندی ہے

(۱) "اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ" (شفاء شریف صفحہ ۶۰)

(۲) "جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ" (شفاء شریف صفحہ ۶۱)

(۳) جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِيْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِيَ (شفاء شریف صفحہ ۶۱)

| | | |
|---|---|---|
| شفاء شریف | صفحہ ۶۰، ۶۱ | دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

اور حدیث قدسی میں ہی ملاحظہ ہو خطابِ خداوندی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو فرماتا ہے:

(۵) اَیْ مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ خَلَقْتُهٗ لِاَجْلِكَ

یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہوں اور تُو ہے اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے وہ سب میں نے آپ کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں عرض کیا:

"اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذَالِكَ تَرَكْتُهٗ لِاَجْلِكَ"

یعنی (اے میرے رب) تُو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے میں نے اُسے تیری ذات کے لیے ترک کر دیا۔

| | | |
|---|---|---|
| تفسیر روح البیان | جلد ۹ صفحہ ۲۲۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

(۶) اور بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۰۷، امام بخاری فرماتے ہیں سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۶ کے تحت، صلوٰۃ اللہ کے معنی سے متعلق حضرت ابو العالیہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العالیہ نے کہا

**اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ قَالَ اَبُو الْعَالِیَۃ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَآءُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَۃِ**

یعنی اللہ کا آپ پر صلوٰۃ پڑھنے کا معنی ہے کہ فرشتوں کے سامنے آپ کی حمد وثناء بیان کرنا۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۲ صفحہ ۷۰۷ | مطبع اصح المطابع کراچی |

اس حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کی ثناء بیان کرنا یہ ثابت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جاری رہتا ہے۔

پھر بخاری شریف کی یہ حدیث بھی واضح کر رہی ہے کہ حضور ﷺ کی شان وراء الوراء ہے، بہت ارفع و اعلیٰ ہے، ہماری عقل کی وہاں رسائی نہیں۔ دیکھئے بخاری شریف میں حضور کا فرمان موجود ہے:

**(۶) مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَ الْحَقَّ**

یعنی جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق کو دیکھ لیا۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۴ صفحہ ۳۳۸، حدیث نمبر ۶۹۹۶ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

نیز حضور پاک ﷺ نے اپنے یار غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا جو آپ کے انتہائی راز دان تھے جن کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا

## "مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ"

یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا میں نے وہی کچھ اپنے یار ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| حضرات القدس شریف | جلد اول صفحہ ۱۸ | مطبع اللہ والوں کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور |
| کشف الخفاء | جلد ۲ صفحہ ۳۸۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| اسنیٰ المطالب | صفحہ ۲۴۸ حدیث نمبر ۱۲۶۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اس کے باوجود اپنے اس خاص راز دان یار کو فرماتے ہیں

## یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ

یعنی اے ابوبکر (صدیق) مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا حقیقت میں تو میرے رب کے سوا مجھے کسی نے جانا/پہچانا ہی نہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| مطالع المسرّات | صفحہ ۱۲۹ | مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور |

جب حضور پاک کا یہ مقام ہے تو آپ کے ذکر کو ازلی ابدی کہنا ناجائز کیسے ہوسکتا ہے! جب کہ دیکھئے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی شان میں فرماتے ہیں

کنزِ مکتومِ ازل میں دُرِّ مکنونِ خدا ہو

یعنی ازل کے پوشیدہ خزانے میں آپ خداوند تعالیٰ کے پوشیدہ موتی ہو۔

تو یہاں اعلیٰ حضرت آپ ﷺ کے وجود کو ازل میں ثابت کر رہے ہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لامکاں میں تن ہیں تم جانِ صفا ہو

| | | |
|---|---|---|
| حدائق بخشش | جلد ۲ صفحہ ۳۷ | مطبع نوری کتب خانہ لاہور |

اب یہاں دیکھ لیجئے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حدود سے پاک ہیں کیونکہ حد کا وجود مکاں کا متقاضی ہے اور مکاں لازماً جہت کا محتاج ہوگا اور جہت چھ ہیں، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے۔ تو یہ ہیں

شش جہت۔تو آپ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوقِ خدا جہت کے دائرے میں ہے مگر یا رسول اللہ آپ ان جہتوں سے پاک ہیں۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ پوری مخلوق میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی مکاں ہے لیکن آپ مکاں میں نہیں بلکہ لامکاں میں ہیں۔اور سب تن ہیں مگر آپ شفاف اور صاف سب کی جان ہیں۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا

؎ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اور حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۹۴، مطبع نظامی پریس، بدایون، پر فرماتے ہیں:

؎ اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حیِّ ابدی ان کو رضاؔ صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

یہاں پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جو مر جائے اور فنا ہو جائے اُس کی بیوی کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے اور اُس کی وراثت تقسیم ہوتی ہے مگر نبی پاک ﷺ فانی نہیں ہیں بلکہ یہ ابدی زندہ ہیں تو یہاں حضور ﷺ کی زندگی کو ابدی فرمایا ہے۔ اور حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۴۷ پر فرماتے ہیں

؎ جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

تو یہاں حضور کی ذات کے ذکر کا ابدی ہونا تو کجا بلکہ آپ نے تو جو مردہ دل تھے اُن کو عمرِ ابد عطا فرما دی۔

اور پھر لامکاں تک آپ ﷺ سے اُجالا ثابت کر رہے ہیں فرمایا

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی

؎ وہی لامکاں کے مکین ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

اس شعر میں آپ یہ بتا رہے ہیں کہ نبی کا مکاں ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس کی شان یہ ہے کہ "لَا یُحَدُّ وَ لَا یُتَصَوَّرُ تَعَالٰی عَنِ الْجِنْسِ وَ الْجِھَاتِ"

**نتیجہ** عرض ہے کہ قرآن وحدیث کے بعد مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے چند اشعار سے اس لیے استدلال کیا ہے کہ عام کسی کی بات نہیں اپنے وقت کے مجدد مائۃ حاضرہ اور جمیع علوم عقلیہ ونقلیہ میں یکتا اور پاسِ شریعت کے حامی اور حضور ﷺ کے بے مثال ثناء گو

چونکہ اکثر یہ کہاوت ہے کہ شاعر شعر کہنے میں شریعت کا پاس نہیں رکھ سکتا۔ تو حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں

جو کہے شعر و پاس شرع؟ دونوں میں حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

یہاں آپ جو یہ دعویٰ کیا ہے یہ ویسے ہی نہیں کیا بلکہ حدائق بخشش کے تینوں حصوں کے اشعار پڑھ کر دیکھ لیجیے۔ جتنے بھی اشعار ہیں وہ سب قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ اس لیے ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے استدلال کیا ہے اور اس لیے بھی کہ علماء اور عوام کو آگاہی حاصل ہو جائے کہ حضور ﷺ کی تعریف میں اگر کوئی مبالغہ آرائی کی بات نکل جائے تو وہ قابلِ گرفت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

**دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مِنْ كُلِّ عَظِیْمٍ وَّ مِنْ شَرَفٍ**

یعنی حضور ﷺ کی شان میں ہر بڑائی اور بزرگی میں جو تو چاہتا ہے کہہ مگر وہ مت کہہ جو نصاریٰ نے اپنے نبیوں کے بارے میں کہا۔ لہٰذا اگر ایک عالم دین نے دورانِ تقریر حضور ﷺ کے ذکر کو ازلی، ابدی کہہ دیا تو کوئی ناجائز نہیں لیکن ہمیشہ دورانِ تقریر ادبِ خدا اور ادبِ مصطفیٰ پیشِ نظر رہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

01-01-2016

## سوال (۱)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی خالہ کو شہوت کے طور پر ہاتھ وغیرہ لگا دیئے تو اس خالہ کی لڑکی کے ساتھ شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

السائل — مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

**الجواب و هو الموفق للصواب**

یہ شخص اپنی خالہ کی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرسکتا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۲)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی! مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی لڑکی کے گلے ملا اور شہوت سے چومی چاٹی مگر زنا نہیں کیا۔ اب وہ شخص اس لڑکی کو اپنے لڑکے کے لیے لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

السائل — مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

الجواب و هو الموفق للصواب

یہ شخص اُس لڑکی کو اپنے بیٹے کے لیے نہیں لے سکتا۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۳)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب مفتی صاحب! مسئلہ درپیش یہ ہے کہ باپ نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے ہاتھ لگایا یا چوما تو کیا وہ عورت بیٹے پر حرام ہوجائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا

السائل مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورت میں یہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہوجائے گی۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۴)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب مفتی صاحب! مسئلہ درپیش یہ ہے کہ باپ بیٹے کی بیوی سے زنا کرلیتا ہے تو کیا وہ عورت بیٹے پر حرام ہوجائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا

السائل — مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

**الجواب و هو الموفق للصواب**

وہ عورت بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال (۵)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب قبلہ مفتی صاحب! باپ نے اور شادی کر لی اور بیٹے نے اس باپ کی بیوی کو چھیڑا یا زیادتی کی تو اس صورت میں وہ باپ پر حرام ہو گی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

السائل — مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

**الجواب و هو الموفق للصواب**

ہاں اس صورت میں وہ عورت باپ پر حرام ہو جائے گی۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال (٦)

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب قبلہ مفتی صاحب! باپ نے دوسری شادی کر لی اور اس کی بیوی کہتی ہے میں تیرے بیٹے کے ساتھ رہوں گی تیرے ساتھ نہیں جبکہ باپ نے اس بیوی سے صحبت بھی کر رکھی ہو پھر باپ نے اس کو چھوڑ دیا تو بیٹا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

السائل: مولانا اظہار الحق (آکسفورڈ یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کسی صورت میں بیٹا اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو یہ حرام ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی ومحترمی علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب عالی! کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام شرع دینِ متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے والد صاحب کا سایہ ہم پر موجود ہے۔ والد صاحب نے آج سے تقریباً بیس سال قبل اپنے چھ بیٹوں کو رہائش کے لیے پونے چار چار مرلے کے خالی پلاٹ تقسیم کردیئے۔ بیٹوں نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق لاگت خرچ کر کے مکانات تعمیر کر لیے۔

مفتی صاحب! متعلقہ جگہ والد صاحب کے نام ہے۔ کیا بیٹے اپنی جگہ دوسرے سگے بھائی کو فروخت کر سکتے ہیں؟ جبکہ والد صاحب قانونی شرعی وارث ہیں کیا یہ جگہ اُن کی اجازت کے بغیر فروخت کر سکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائلان: عبدالرشید ولد حاجی محمد رفیق
عبدالرحیم ولد حاجی محمد رفیق

## بِاسمِہٖ تَعَالیٰ الجواب و ھو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بشرطِ صدقِ سائلان صورتِ مسئولہ میں از روئے شریعت جو بیٹا بھی چاہے وہ اپنے سگے بھائی کو اپنے حصہ کی جگہ فروخت کرسکتا ہے۔ شرعاً اس امر میں کوئی ممانعت نہیں۔ چھ بیٹے اپنے اپنے حصہ کے مکمل مالک و مختار ہیں اب جب عرصہ بیس سال کا گزر گیا اور بیٹوں نے اپنے مکان بھی تعمیر کر لیے اب والد کو یا کسی اور کو اس کے فروخت کرنے میں قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ ہاں قانونی طور پر انتقال جگہ دوسرے بھائی کے نام

تب ہوگا جب والد صاحب ان کے نام چڑھوا دیں گے۔ بصورتِ دیگر جب یہ جگہ ان کو وراثت میں ملے گی۔ اب باپ کو بیس سال گزر گئے اپنے بیٹوں کو جگہ تقسیم کر کے دیئے اور بیٹے اپنے پاس سے حسبِ طاقت اپنی اپنی جگہ پر مکان تعمیر کر چکے، باپ نے جگہ دے کر کسی سے واپسی لینے کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ جب کوئی چیز کسی کو دے دی جائے اور وہ اُس دی ہوئی چیز پر قابض ہو جائے تو دینے والے کا حق واپس لینے کا ختم ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اَکَلَ حَتّٰی اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِہٖ فَاَکَلَہٗ"

یعنی اُس شخص کی مثال جو اپنے عطیہ کو واپس لے لے کتے جیسی ہے جو پیٹ بھر کے کھاتا ہے اور پھر قے کر دیتا ہے پھر اُس قے کو چاٹ لیتا ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۲ حدیث نمبر ۴۶۱۵۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابن ماجہ | جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ حدیث نمبر ۲۳۸۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۲ | رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| فتاویٰ رحیمیہ | جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ | دار الاشاعت کراچی |

بہر حال ایک بھائی دوسرے کو اپنی جگہ فروخت کر سکتا ہے۔ کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب جمعہ کے خطبہ کے دوران ذکرِ خلفاء راشدین، عَمین مکرمَین اور اہلِ بیت اطہار کرنا مستحسن جو کہا جاتا ہے یہ کس کتاب میں ہے بحوالہ ارشاد فرمائیں۔

السائل — حافظ محمود احمد (قادیونڈ تصور)

## الجواب و هو الموفق للصواب

جمعہ کے خطبہ ثانیہ کے دوران ذکر خلفاء راشدین اور عمین مکرمین و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کرنا بلاشبہ مستحسن ہے۔

دیکھئے

فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۴۷ مطبع دار المعرفت بیروت لبنان میں ہے کہ

**وَ يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ الخ وَ ذِكْرُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ وَالْعَمَّيْنِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ مُسْتَحْسَنٌ وَّ بِذٰلِكَ جَرَى التَّوَارُثُ**

یعنی اور چاہیے کہ دوسرا خطبہ اس طرح شروع ہو **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ** الخ۔ اور خلفاء راشدین اور رسول اللہ ﷺ کے دونوں چاچوں کا ذکر مستحسن ہے۔ اسی طرح برابر معمول چلا آرہا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۴۷ | مطبع دار المعرفت بیروت لبنان |
| درمختار بر حاشیہ ردالمحتار | جلد ۳ صفحہ ۲۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ردالمحتار | جلد ۳ صفحہ ۲۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی | مکتوب نمبر (۱۵) جلد ۲ صفحہ ۴۱ | مطبع پریس روز بازار امرتسر |
| بحر الرائق شرح کنز الدقائق | جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ | مطبع البابی الحلبی مصر |
| مراقی الفلاح شرح نور الایضاح | صفحہ ۱۹۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۸ صفحہ ۴۶۵۔۴۶۶ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

# محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت!

عرض ہے کہ بعض لوگ اوجھڑی کھانے کو حرام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایسے ہی سنا ہے کہ حلال جانور کی اوجھڑی کھانا حرام ہے۔ آپ دلائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ اوجھڑی کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟ بینوا توجروا۔ السائل ناچیز ریاض الحسن فریدی امام وخطیب شیخم تھہ ضلع قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبی ومخلصی علامہ مولانا ریاض الحسن فریدی صاحب صورتِ مسئولہ میں اوجھڑی کھانا قطعاً حرام نہیں بلکہ

حلال ہے۔فقہاء نے جانور کی سات چیزوں کوحرام قرار دیا ہے اُن سات چیزوں میں اوجھڑی شامل نہیں ہےاوروہ سات چیزیں یہ ہیں

(۱) اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ (۲) وَالذَّكَرُ (۳) وَالْاُنْثَيَانِ (۴) وَالْقُبُلُ

(۵) وَالْغُدَّةُ (۶) وَالْمَثَانَةُ (۷) وَالْمَرَارَةُ

یعنی (اوّل) دمِ مسفوح خون جو تیزی کے ساتھ رگوں سے آئے۔(دوم) ذکر یعنی نرکا خایہ۔(سوم) دونوں خصیہ۔(چہارم) قبل یعنی مادہ کی پیشاب گاہ۔(پنجم) غدّہ یعنی گلٹی،رسولی۔(ششم) مثانہ۔ ہفتم مرارہ یعنی پتّا۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلد ۵ صفحہ ۲۹۰ | مطبع دارالمعرفت بیروت لبنان |

اب یہاں کہیں ان میں اوجھڑی کا ذکر نہیں لہٰذا اسے حلال کہا جائے گا جو اسے مکروہ تحریمی یا حرام قرار دیتے ہیں وہ دلیل پیش کریں۔

**ملاحظہ ہوں مزید حوالہ جات:**

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلد ۵ صفحہ ۲۹۰ | مطبع دارالمعرفت بیروت لبنان |
| ردالمحتار | جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ ہندیہ اُردو | جلد ۸ صفحہ ۴۴۱ | مطبع نولکشور لکھنؤ |
| مفتاح الدقائق شرح کنزالدقائق | جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ | مطبع رحمانیہ لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

محترمی استاذی المکرم علامہ محمد عبدالغفور الوری شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت مؤدبانہ عرض ہے کہ کسی نے سوال کیا ہے کہ

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاول کھائے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر کھائے ہیں تو کس طرح کھائے ہیں؟

(۳) اور کھانے میں حضور ﷺ کی سنت کس طرح کھانا ہے؟

السائل — سید فضل الرحمٰن عرف عادل

آستانہ عالیہ نذیریہ محلہ کجل پورہ بہاولپور

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزِ محترم صاحبزادہ سید فضل الرحمٰن صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) صورتِ مسئولہ سے متعلق معلوم ہو فرمانِ خداوندی سورۂ کہف نمبر ۱۸ آیت نمبر ۱۹

**"فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا"**

اس فرمانِ خداوند تعالیٰ کا معنی یہ ہے: (تو وہ غور سے دیکھے کہ کونسا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے۔) (البیان)

تفسیر قرطبی مترجم، جلد ۵، صفحہ ۸۱۰، مطبع ضیاء القرآن میں ہے کہ "اَزْکٰی طَعَامًا" یعنی جس میں برکت زیادہ ہو۔

کہا گیا ہے کہ اصحابِ کہف نے اپنے جس ساتھی کو کھانا لینے کے لیے بھیجا اُسے حکم دیا کہ کھانا اتنی مقدار میں خریدے جس سے یہ خیال کیا جائے کہ یہ دو تین آدمیوں کا کھانا ہے۔ پھر جب اُسے پکایا جائے تو وہ جماعت کو کافی ہو جائے اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ کھانا **چاول** تھے۔

اور نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر میں ہے

**وَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی (فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَا اَزْکٰی طَعَامًا) اِنَّہُ الْاَرُزُّ**

اور کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق جس میں ہے (تو وہ غور سے دیکھے کہ کونسا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے) کہ بلاشبہ وہ کھانا **چاول** ہیں۔

اور نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، پر ہی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نبوی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

**کُلُّ شَیْءٍ اٰخِرُ جَتْہُ الْاَرْضُ فِیْہِ دَاءٌ وَّ شِفَآءٌ اِلَّا الْاَرُزَّ فَاِنَّہٗ شِفَآءٌ لَا دَآءَ فِیْہِ**

یعنی جو چیز بھی زمین میں پیدا ہوتی ہے اس میں بیماری بھی ہوتی ہے اور شفاء بھی مگر **چاولوں** میں شفاء ہی شفاء ہوتی ہے بیماری نہیں۔

اور مواھب اللدنیہ جلد اوّل صفحہ ۳۱۳ المطبعۃ الشرقیۃ السید حسین آفندی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے کہ

**سَیِّدُ طَعَامِ الدُّنْیَا اَللَّحْمُ ثُمَّ الْاَرُزُّ**

یعنی دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر **چاول**۔

اور حضرت عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷ میں فرماتے ہیں کہ (کتاب البرکت) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان مرقوم ہے کہ

**کُلُوا الْاَرُزَّ فَاِنَّہٗ بَرَکَۃٌ**

یعنی چاول کھایا کرو کیونکہ بلاشبہ چاول باعثِ برکت ہیں۔

**نتیجہ** ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کی بارگاہ میں چاول کی بہت زیادہ مقبولیت ہے۔ اوّل تو یہ پاکیزہ کھانا ہے۔ دوم برکت والا ہے۔ سوم یہ خالص شفاء ہی شفاء ہے۔ چہارم یہ بیماری سے پاک ہے۔ پنجم یہ گوشت کی طرح دنیا کے کھانوں کا سردار ہے۔ ششم اس کے کھانے کا حکم خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اتنی خوبیوں والے کھانے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھایا ہے یا نہیں؟

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مدارج النبوت مترجم کے صفحہ ۷۶۷ پر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بکری کے گوشت کو تناول فرمایا اور گائے کے گوشت کو خصوصی طور سے تناول فرمانا معلوم نہیں ہوا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ ظاہر ہے کہ اسے آپ نے بھی تناول فرمایا ہوگا (واللہ اعلم)

تو گزارش ہے کہ جب چاول کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنی خوبیاں ارشاد فرمائیں ہیں اور کھانے کا حکم بھی فرمایا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے آپ نے تناول بھی فرمایا ہوگا (واللہ اعلم)

**(۲)** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ تین انگلیوں سے یعنی انگوٹھا، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

مدارج النبوۃ (مترجم) شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۷۷۴۔

اور کبھی حضور ﷺ نے پانچوں انگلیوں سے بھی کھایا ہے جیسا کہ مواہب اللدنیہ جلد اوّل صفحہ ۳۱۸ پر ہے اور دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جائے گی کہ اکثر آپ تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور کبھی پانچوں سے بھی جواز کے لیے تناول فرماتے۔

| | | |
|---|---|---|
| نزہۃ المجالس | جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ | مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| مواہب اللدنیہ | جلد اوّل صفحہ ۳۱۳ | المطبعۃ الشرقیۃ السید حسین آفندی |
| مدارج النبوۃ (مترجم) | جلد اول صفحہ ۷۷۴ | مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی |

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کھانا کھانے میں یہ ہے کہ

(۱) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا۔

(۲) کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک پاؤں دایاں کھڑے کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

(۳) کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔

(۴) جب کھانے لگے تو تین انگلیوں سے: انگوٹھا اور شہادت کی انگلی اور وسطیٰ انگلی سے اور کبھی پانچوں انگلیوں سے کھائے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۲ صفحہ ۴، ۱۱، ۱۳ | مطبعۃ العثمانیۃ المصریہ |
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۵۵۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کیمیائے سعادت | صفحہ ۱۰۳ | النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور |
| سیرت النبی شبلی نعمانی | جلد ۶ صفحہ ۳۸۲ | دارالاشاعت کراچی |
| مدارج النبوۃ (فارسی) | جلد اوّل صفحہ ۴۶۲ | مطبع نوریہ رضویہ سکھر |
| شمائل ترمذی | صفحہ ۱۹۹ | ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی |
| مدارج النبوۃ (مترجم) | جلد اوّل صفحہ ۷۷۴ | مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

بخدمت جناب علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی! شریعت میں کسی چیز کے رہن رکھنے کا ثبوت ہے تو قرآن وحدیث کی رو سے بادلائل پیش کیا جائے۔

السائل: نعیم احمد پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب بے شک اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ" (البقرۃ۲:۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (البیان)

تو اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ کسی چیز کے گروی رکھنے کا ثبوت قرآن میں موجود ہے۔

نیز حدیث پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

"اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِشْتَرٰی طَعَامًا مِّنْ رَّجُلٍ یَّهُوْدِیٍّ اِلٰی اَجَلٍ وَّ رَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِیْدٍ"

یعنی نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کے پاس اپنی لوہے کی زرہ گروی رکھ کر اُس سے اُدھار غلہ خریدا۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اوّل صفحہ ۲۷۷، حدیث نمبر ۲۰۶۸ | مطبع اصح المطابع کراچی |

اس سے بھی ثابت ہوا کہ رہن جائز ہے۔ اور گروی رکھنے کو عربی میں رہن کہتے ہیں جیسا کہ امام برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۳ھ) رہن کا لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں کہ

"حَبْسُ شَیْءٍ بِاَیِّ سَبَبٍ كَانَ"

یعنی چیز کو روک لینا سبب خواہ کچھ بھی ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| ہدایہ آخیرین | جلد ۴ صفحہ ۵۱۳ | مطبع ایوسفی لمحمد یوسف الانصاری الکھنوی |

اور اصطلاحِ شریعت میں رہن (گروی رکھنا) یہ ہے کہ کسی کے مال کو اپنے پاس اس لیے روک لینا تا کہ اُس کے ذریعے اپنے حق کو وصول کر سکے۔ گویا رہن کا مقصد یہ ہے کہ قرض لینے والا جب قرض دہندہ کے پاس اپنا مال گروی رکھ دے گا تو اُسے یقین ہوگا کہ مجھے قرض واپس مل جائے گا اور رقم ضائع نہیں ہوگی۔

تو اب یہ سمجھنا ضروری ہے کہ قرض کے بدلے اپنی کوئی چیز گروی رکھنے والے کو "رَاھِنْ" اور جس کے پاس سامان گروی رکھا جائے اُسے "مُرْتَھِنْ" کہتے ہیں جبکہ گروی رکھی گئی چیز کو "مَرْھُوْن" اور کبھی "رِھْن" بھی کہہ دیتے ہیں۔

تو مطلق رہن کے جائز ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت ہوا۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

جناب عالی! گروی زمین یا دکان یا مکان سے نفع اٹھانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن وحدیث کی رُو سے مدلل بیان فرما کر رہنمائی فرمائی جائے۔

السائل (مولوی) فضل دین ہانڈو گجر لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ مذکورہ میں اس قسم کی چیزوں کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ بر بنائے قرض ان سے کسی قسم کا نفع اٹھانا مطلقاً سود اور حرام ہے۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

**"کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰو"**

یعنی جو قرض کوئی نفع کھینچ لائے وہ سود ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۶ صفحہ ۹۹ حدیث ۱۵۵۱۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتح القدیر | جلد ۶ صفحہ ۳۵۶ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت |
| رد المحتار | جلد ۱۰ صفحہ ۸۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۲۴۶ | مطبع مجتبائی دہلی |
| روح البیان | جلد اوّل صفحہ ۴۴۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۲۵ صفحہ ۲۲۳ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| احسن الہدایہ | جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۳ | مطبع رحمانیہ لاہور |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

ایک شخص کے بیٹے کو اِس کی بیوی کی عدمِ موجودگی میں اس شخص کی سگی ماں نے اپنا دودھ پلا دیا جب کہ اس شخص کا معصوم چھوٹا بھائی بھی اِس کی ماں کا دودھ پیتا تھا۔

اب رشتہ دار چاہتے ہیں کہ اِس شخص کے بیٹے کی شادی اِس شخص کی بہن کی بیٹی سے کر دی جائے جب کہ اس کا بیٹا اس کی بہن کا رضاعی بھائی ہو گیا اور اس کی بھانجی کا رضاعی ماموں ہو گیا تو کیا شرعاً اس کے بیٹے کی شادی اس کی بہن کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

السائل — حافظ محمد شاہد

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدقِ سائل صورتِ مسئولہ میں جس بچے کو اُس کی دادی نے اپنا دودھ پلا دیا تو وہ بچہ اپنی دادی کا رضاعی بیٹا اور اپنے باپ اور پھوپھی کا رضاعی بھائی بن گیا۔ اب اس لڑکے کی شادی اپنی رضاعی بہن کی بیٹی سے نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس لڑکے کی رضاعی بھانجی بن گئی اور رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو رشتہ نسب سے حرام ہو جاتا ہے وہی رشتہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

**"يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ"**

یعنی رضاعت سے بھی وہ رشتہ حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہو جاتا ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ حدیث نمبر ۱۴۴۵۔۱۴۴۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درمختار علی حاشیہ رد المحتار | جلد ۴ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

"وَلَا حَلَّ بَيْنَ الرَّضِيْعَةِ وَّوَلَدِ مُرْضِعَتِهَا اَيِ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهَا وَ وُلْدِ وُلْدِهَا"

یعنی دودھ پینے والے بچے اور دودھ پلانے والی کی اولاد کی اولاد کا آپس میں نکاح حلال نہیں (بلکہ حرام ہے)۔

| | | |
|---|---|---|
| درمختار علی حاشیہ ردالمحتار | جلد ۴ صفحہ ۴۱۰ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

بخدمت جناب حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ بہت سے لوگ یزید بن معاویہ کی دشمنی کی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اچھا نہیں جانتے اور اُن کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کے لیے زیبا نہیں دیتی۔ تو ہمیں مدلل طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور

صحابہ کرام کے نزدیک اُن کا کیا مقام اور مرتبہ ہے؟ اور جو اُن کی گستاخی کرے اُس کی کیا سزا ہے؟

السائل — مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی (ریڈنگ، یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، خدمتِ نبوی ﷺ میں رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی، حبرِ اُمت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو فقہاء امت میں شمار کرتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا "اَصَابَ اَنَّهٗ فَقِيْهٌ" انھوں نے درست فرمایا وہ تو خود فقیہ ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ" ان کو (حضرت معاویہ کو ان کی حالت پر) چھوڑ دو اس لیے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۱۱۳ | مطبع مجتبائی دہلی |

یعنی حضور ﷺ سے خصوصی طور پر فیض حاصل کیا ہے۔

صحبتِ نبوی میں آپ نے ارشاداتِ رسول ﷺ کا کافی ذخیرہ محفوظ کیا۔ کتبِ احادیث میں ۱۶۳۔ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ جن میں چار متفق علیہ یعنی بخاری ومسلم دونوں میں ہیں اور چار صرف بخاری میں ہیں اور پانچ صرف مسلم میں ہیں باقی دوسری کتب احادیث میں ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| تہذیب الاسماء نووی | صفحہ ۱۳۳ | بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ |

اسلام لانے کے بعد غزوۂ حنین میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ کتابتِ وحی کی خدمت بھی

انجام دی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر درخواست کی

**مُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ**

معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنالیں آپ ﷺ نے منظور فرمالیا۔

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ | مطبع اصح المطابع کراچی |

کتابتِ وحی کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خصوصی خدمت بھی انجام دیتے تھے حتی کہ جعرانہ میں آپ کے بال مبارک بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کاٹے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

**"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ اَعَلِمْتَ اَنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ"**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک قینچی سے مروہ کے پاس میں نے کاٹے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد ۱ صفحہ ۴۰۸ | مطبع اصح المطابع کراچی |

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی منقبت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کے لیے خصوصی دعاء فرمائی

**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ**

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعہ (لوگوں کو) ہدایت دے۔

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۸۶۹ حدیث نمبر ۳۸۴۲ | مطبع دارالسلام الریاض |

ابوادریس خولانی کہتے ہیں:

**"لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ**

عَزَلَ عُمَيْرًا وَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوْا مُعَاوِيَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِبِهٖ"

یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو حمص سے معزول کر کے حضرت معاویہ کو گورنر بنا دیا (تو لوگ کہنے لگے عمر نے عمیر کو معزول کر دیا اور معاویہ کو گورنر بنا دیا) اس وقت حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم معاویہ کا ذکرِ خیر کے سوا نہ کرو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے "اَللّٰهُمَّ اهْدِبِهٖ" اے اللہ معاویہ کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت فرما۔

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۸۶۹ حدیث نمبر ۳۸۴۳ | مطبع دار السلام الریاض |

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دُعا دی اور فرمایا

"اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ"

اے اللہ! معاویہ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذابِ جہنم سے بچا۔

| | | |
|---|---|---|
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۷ صفحہ ۱۳۷ حدیث نمبر ۱۷۶۱۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ حدیث نمبر ۱۵۹۱۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المعجم الکبیر | جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۹ حدیث نمبر ۱۰۶۵ | دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

"اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَّهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ"

اے اللہ! معاویہ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کے لیے ٹھکانا بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا لے۔

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد ۹ صفحہ ۴۴۰، حدیث نمبر ۱۵۹۱۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| المعجم الکبیر | جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۹ | مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |
|---|---|---|

نبی کریم ﷺ نے آپ کی امارت وخلافت کی اپنی حیات میں ہی پیشین گوئی فرمادی تھی اوراس کے لیے دعاء بھی فرمائی تھی، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے نیز حضرت معاویہ خود بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی کریم ﷺ کے واسطے وضو کا پانی لے گیا، آپ نے پانی سے وضو فرمایا اور وضو کرنے کے بعد میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"اے معاویہ اگر تمہارے سپرد امارت کی جائے (اور تمہیں امیر بنادیا جائے) تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کرنا۔"

| الاصابہ | جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ | داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |
|---|---|---|

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دربار نبوی میں کیا مرتبہ حاصل تھا؟ اور آپ ان سے کتنی محبت فرماتے تھے۔

نیز ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور حضرت معاویہ کو اپنے پیچھے بٹھایا تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا:

اے معاویہ تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا پیٹ (اور سینہ) آپ کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سن کر آپ نے دعاء دی: "اَللّٰھُمَّ امْلَاْہُ عِلْمًا" اے اللہ اس کو علم سے بھر دے۔

تاریخ الاسلام (ذہبی) جلد ۲ صفحہ ۳۱۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے صلح فرمائی اور آپ

کو اس وقت کی وسیع مملکت کا خلیفہ تسلیم کر لیا اس طرح پوری امت آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۹۔۲۰ سال آپ کی خلافت میں رہے اور آپ نے ان کی طرف سے سالانہ وظیفہ قبول فرمایا۔ سیّدا شباب اہل الجنۃ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا آپ کی خلافت کو قبول کرنا اور آپ کی خلافت میں رہنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافتِ حقہ ہونے کی زبردست شہادت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا

**اَیُّمَا اَفْضَلُ مُعَاوِیَۃُ اَوْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَغُبَارُ الَّذِیْ دَخَلَ اَنْفَ فَرَسِ مُعَاوِیَۃَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ خَیْرٌ مِّنْ مِّائَۃٍ وَّاحِدٍ مِثْلَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ**

یعنی حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز میں کون افضل ہیں؟ آپ نے جواب دیا قسم بخدا! وہ غبار جو حضور اکرم ﷺ کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بدرجہا افضل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ حدیثیہ | صفحہ ۳۰۵ | مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |

ایک شخص نے معافی بن عمران سے کہا کہ (عدل و انصاف میں) عمر بن عبدالعزیز کو حضرت معاویہ سے کیا نسبت ہے؟ تو ان کو غصہ آ گیا اور کہا کہ اصحاب نبی ﷺ پر کوئی دوسرا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو آپ کے صحابی ہیں اور صہر (سالے) بھی ہیں اور کاتب بھی ہیں اور وحیٔ الٰہی پر آپ کے امین بھی ہیں

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض جلد ۴ صفحہ ۵۲۵، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں فرماتے ہیں

**"وَمَنْ یَّکُوْنُ یَطْعَنُ فِیْ مُعَاوِیَۃَ فَذَاکَ کَلْبٌ مِّنْ کِلَابِ الْھَاوِیَۃ"**

جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتا ہو وہ ہاویہ (جہنم) کے کتوں میں کا ایک کتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| احکامِ شریعت | حصہ اول صفحہ ۵۵ | مطبع بریلی شریف |

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ ہی حضور ﷺ کو پیارے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا امتیاز اپنے صحابہ کے متعلق فرمایا:

**"اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ"**

میرے (تمام) صحابہ تاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء (پیروی) کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۵۵۴ | مطبع مجتبائی دہلی |

**اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ أَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ، وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰهَ، وَمَنْ آذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ أَنْ یَّأْخُذَهُ**

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۸۷۲ حدیث نمبر ۳۸۶۲ | مطبع دار السلام الریاض |

میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، جس نے اُن سے محبت کی اُس نے میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی، اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا، اور جس نے اُن کو تکلیف پہنچائی تو بلاشبہ اُس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اُس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُس کی (سخت) گرفت فرمائے گا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا جانے گا یا اُن کے بارے میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرے گا وہ اپنی عاقبت خراب کرے گا اور وہ خدا و رسول کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسبِ مراتب اپنے پیاروں بالخصوص صحابہ کرام کی گستاخی سے بچائے اور اُن کی محبت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ آمین۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا جانے گا یا اُن کے بارے میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرے گا وہ اپنی عاقبت خراب کرے گا اور وہ خدا و رسول کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسبِ مراتب اپنے پیاروں بالخصوص صحابہ کرام کی گستاخی سے بچائے اور اُن کی محبت سے ہمارے قلوب کو منور فرمائے۔ آمین۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

بخدمت جناب شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب عالی! نمبر (۱) گزارش ہے کہ میری بیوی مجھے چھوڑ کر دوسرے شخص سے نکاح کر بیٹھی اور میرا چھوٹا سا معصوم بچہ تھا جو مجھے نہیں دیا اُسے اپنے ساتھ لے گئی تو کیا شرعاً اُس کا میرے بچے کو لے جانا جائز ہے

یا ناجائز؟ نمبر(۲) اُس عورت نے میرے بچے کی ولدیت کو بھی تبدیل کر دیا بجائے میرے اُس کا باپ اپنا موجودہ خاوند بنا دیا ہے اور لکھوا دیا ہے۔ تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ نمبر(۳) اب وہ لڑکا 20 سال کا ہو گیا ہے اور اُسے پتہ تک نہیں کہ میں اُس کا باپ ہوں کیونکہ وہ تو باپ اُسی کو سمجھ رہا ہے جو اُس کی ماں نے لکھوا دیا ہے۔ اب 20 سال کے بعد وہ عورت کہتی ہے کہ اپنی جائیداد میں سے اس کا حصہ دے جبکہ میرے بیٹے ہونے کا اُس عورت نے کہیں ثبوت ہی نہیں چھوڑا، اب اگر دوں تو کس ثبوت کی بناء پر دوں؟ اور اگر نہ دوں تو اس کا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں؟

السائل — حاجی اللہ دتہ (سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے) 03-02-2016

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نمبر(۱) بشرطِ صدقِ سائل وہ عورت جب دوسرا نکاح کر بیٹھی تو اب بچے کو اپنے پاس رکھنے یا لے جانے کی ہرگز شرعاً مستحق نہیں۔ اگر شادی نہ کرتی تو تقریباً نو(۹) سال تک بچہ کو رکھ سکتی تھی، مگر اب اس صورت میں نہیں رکھ سکتی۔

دیکھئے ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ حدیث نمبر ۲۲۷۶ میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے

**"اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَاءً وَّ ثَدْيِيْ سِقَاءً وَ حِجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَّ اِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَ اَرَادَ اَنْ يَّنْتَزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ"**

کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بچہ میرے شکم میں رہا اور ایک مدت تک میرے پستان سے میرا دودھ پیتا رہا اور میری آغوش میں تربیت پائی اُس کے باپ نے

مجھے طلاق دے دی ہے اب اس کا باپ مجھ سے وہ بچہ بھی چھین لینا چاہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ " اَنْتِ اَحَقُّ بِہٖ مَالَمْ تَنْکِحِیْ " جب تک تو شادی نہ کرے اس بچہ کی تربیت کا حق تجھ ہی کو ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب تک عورت طلاق ہو جانے کے بعد دوسرا عقد (معصوم بچہ کے) غیر محرم سے نہ کرے، بچے کی پرورش کی وہی زیادہ حق دار ہے۔ بچہ اُسی کو ملے گا اور اگر دوسری شادی کسی غیر محرم سے کر لی تو اب وہ بچہ کو اپنے پاس رکھنے کی حق دار و مجاز نہیں جیسا کہ اس ابوداؤد شریف کی حدیث سے معلوم ہوا

اور مزید دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد شریف | جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ حدیث نمبر ۲۲۷۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بیہقی شریف | جلد ۸ صفحہ ۷ حدیث نمبر ۱۵۷۶۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المستدرک | جلد ۲ صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶ حدیث نمبر ۲۸۳۰ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۳ صفحہ ۵۸۷ حدیث نمبر ۶۸۷۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلد ۴ صفحہ ۴۲۲ حدیث نمبر ۷۷۰۱ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

نیز ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ عالمگیر جلد اوّل صفحہ ۵۴۱ مطبع دارالمعرفت بیروت

**اَحَقُّ النَّاسِ بِحِضَانَةِ الصَّغِيْرِ حَالَ قِيَامِ النِّكَاحِ اَوْ بَعْدَ الْفُرْقَةِ الْاُمُّ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ مُرْتَدَّةً اَوْ فَاجِرَةً غَيْرَ مَأْمُوْنَةٍ اَوْ مُتَزَوِّجَةً بِغَيْرِ مَحْرَمٍ**

یعنی چھوٹے بچہ کی پرورش کے واسطے سب سے زیادہ مستحق اُس کی ماں ہے لیکن اگر اُس کی ماں مرتدہ، یا فاجرہ غیر مأمونہ یا بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر بیٹھی تو ہرگز پرورش کی مستحق نہیں۔

درمختار برحاشیہ ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۵۳۔۲۵۵ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**اَلْحِضَانَةُ تَثْبُتُ لِلْاُمِّ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ فَاجِرَةً اَوْ مُتَزَوِّجَةً بِغَيْرِ مَحْرَمِ الصَّغِيْرِ**

یعنی بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے مگر یہ کہ وہ فاجرہ ہو یا بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے۔

نتیجہ: اِن احادیث اور فقہی دلائل سے ثابت ہوا کہ شرعاً اس عورت کو اس بچہ کی (حضانۃ) پرورش کا حق نہیں لہٰذا اُس کا بچے کو لے جانا سراسر ناجائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اوّل صفحہ ۵۴۱ | مطبع دارالمعرفت بیروت |
| درمختار برحاشیہ ردالمحتار | جلد ۵ صفحہ ۲۵۳۔۲۵۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

نمبر(۲) یہ فعل حرام و ناجائز ہے کیونکہ اِس میں اصل باپ کو چھوڑ کر غیر باپ کی طرف منسوب ہونا یا کرنا لازم آتا ہے جس کے متعلق قرآن مجید و حدیث شریف میں وعیدِ شدید آئی ہے۔ دیکھئے

سورۃ الاحزاب ۳۳:۵ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

**اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ**

ان (منہ بولے بیٹوں) کو اِن کے باپ ہی کا بیٹا کہہ کر بُلایا کرو یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی انصاف کی بات ہے پھر اگر ان کے باپ تمہیں معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں جو بلا قصد تم نے کہی ہاں وہ (بُری بات ضرور گناہ ہے) جس کا قصد کیا تمہارے دلوں نے۔ (البیان)

اور بخاری شریف جلد ۴ صفحہ ۲۷۳ حدیث نمبر ۶۷۶۶ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے

**عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَيَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ**

یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ اُس کو علم تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اِس پر جنت حرام ہے۔

## ملاحظہ ہوں دیگر حوالہ جات

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۴ صفحہ ۲۷۳ حدیث نمبر ۶۷۶۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسلم شریف | جلد اوّل صفحہ ۸۳ حدیث ۶۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابوداؤد | جلد ۳ صفحہ ۳۳۵ حدیث نمبر ۵۱۱۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابن ماجہ | جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ حدیث نمبر ۲۶۱۰ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المعجم الاوسط | جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ حدیث نمبر ۳۶۸۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**نتیجہ** ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اُس بچے کی ولدیت کو تبدیل کرنا حرام اور ناجائز ہے بلکہ اپنے آپ کو جہنمی بنانا ہے۔ چونکہ بچہ معصوم ہے اُسے کچھ پتہ نہیں اب جو بھی اس کی ولدیت کو تبدیل کرے گا تو یہ قرآن وحدیث کا حکم اُس پر لاگو ہوگا لہٰذا ایسا کرنا قرآن وحدیث کی رو سے حرام اور ناجائز ہے۔

**نمبر (۳)** اِس سوال کا حل حدیث میں موجود ہے دیکھئے کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹ میں ہے

**اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ**

یعنی اپنے دل سے فتویٰ لیجئے اگرچہ مفتی حضرات آپ کو فتویٰ دے چکے ہوں۔

کیونکہ انسان کا ضمیر جو حقیقتِ حال کو جانتا ہے وہ دوسرا تو نہیں جانتا۔ مفتی نے تو صرف آپ کے لکھے ہوئے یا بتائے ہوئے الفاظ کو دیکھ کر یا سن کر فتویٰ دینا ہے۔ اب بقول آپ کے

(۱) آپ کی بیوی آپ کو چھوڑ گئی۔ (۲) کسی سے نکاح بھی کرلیا۔ (۳) آپ کے بچے کو بھی لے گئی۔

(۴) آپ کو بچہ دیا بھی نہیں (۵) پھر بھی آپ سے جائیداد کا مطالبہ کرتی ہے تو آپ کے اور اس عورت کے درمیان کوئی ایسا معاملہ ہوگا جسے فریقین ہی جانتے ہوں گے لہٰذا اس کے لیے اپنے دل سے فتویٰ لیں کہ آپ پر گناہ ہوگا یا نہیں؟

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اس سلسلہ میں ذرا وضاحت فرمادیں کہ وہ کون سا غزوہ تھا جس میں حضور پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ نے روزہ افطار کرلیا تھا؟ تو کیا حضور ﷺ نے بھی افطار کرلیا تھا یا صرف صحابہ کرام نے افطار کیا تھا؟

السائل ناچیز شیر محمد (کنگن پور)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبی ومخلصی، عزیزم شیر محمد صاحب! وہ غزوہ فتح مکہ تھا جو رمضان میں ہوا جس کے لیے ۲۰۔ رمضان کو حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے چلے اور دس ہزار صحابہ آپ کے ہمراہ تھے۔ اور یہ تقریباً آٹھ ہجری کا واقعہ ہے اس میں حضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور صحابہ کرام بھی روزے سے تھے۔ لیکن جب آپ مقام

کدید پر پہنچے جو عسفان اور قدید کے درمیان پانی کا چشمہ ہے تو آپ نے روزہ کھول لیا اور صحابہ نے بھی روزہ کھول لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ کھولا بھی ہے۔ سو جو چاہے سفر میں روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔ جب کہ حدیث پاک میں بھی یہ موجود ہے کہ

**لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ**

یعنی سفر میں روزہ رکھنا نیک کاموں میں سے نہیں ہے۔

ملاحظہ ہوں حوالہ جات:

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اوّل صفحہ ۴۷۹۔۴۸۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسلم شریف | جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ حدیث نمبر ۱۱۱۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابوداؤد شریف | جلد ۲ صفحہ ۱۸۶ حدیث نمبر ۲۴۰۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| نسائی شریف | صفحہ ۳۸۵ حدیث نمبر ۲۲۹۷ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت |
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۶ صفحہ ۱۸۰ حدیث ۱۵۱۷۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلد ۳ صفحہ ۲۸۶ حدیث ۴۹۲۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

قبلۂ معظم و کعبۂ مکرم والدِ گرامی قدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت یہ حدیث "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ" کس کس کتاب میں ہے بحوالہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام مع الاحترام

السائل قاری احمد سعید الوری (خطیب سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے)

## الجواب و ھو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزم، قاری احمد سعید الوری! (سلمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث

**اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ**

میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم اُن میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

ملاحظہ فرمایئے بمع حوالہ جات یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

| | | |
|---|---|---|
| مشکوۃ شریف | صفحہ ۵۵۴ | مطبع مجتبائی دہلی |
| میزان الکبریٰ | جلد اول، صفحہ ۳۰ | دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| مرقاۃ | جلد ۱۱، صفحہ ۲۸۰ | مکتبہ امدادیہ، ملتان |
| اشعۃ اللمعات | جلد ۴، صفحہ ۶۳۳ | مطبع منشی نول کشور لکھنو |
| مظاہر حق | جلد ۴، صفحہ ۸۵ | مطبع منشی نول کشور لکھنو |
| کشف الخفاء | جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ | دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| جمع الفوائد | جلد ۴ صفحہ ۴۹۶، حدیث نمبر ۸۵۵۴ | |
| کنوز الحقائق | جلد ۱، صفحہ ۳۰ | المکتبۃ الاسلامیہ لائلپور پاکستان |
| مرأۃ شرح مشکوٰۃ | جلد ۸، صفحہ ۳۴۵ | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| مرقاۃ المفاتیح | جلد ۱۱، صفحہ ۳۳۴ | مکتبہ رحمانیہ، لاہور |
| تفسیر مظہری | جلد ۵ صفحہ ۴۲ | مطبع ندوۃ المصنفین، دہلی |
| تفسیر عزیزی فارسی | صفحہ ۱۱۱، پارہ ۲۹ | مطبع افغانی دار الکتب، لال کنواں، دہلی |
| سبع سنابل فارسی | صفحہ ۱۷ تا ۱۸ | مکتبہ قادریہ لاہور |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۵، صفحہ ۴۹۱ | رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، لاہور |
| فتاوٰی رحیمیہ | جلد ۴، صفحہ ۲۹ | مطبع دار الاشاعت کراچی |
| حیاۃ الصحابہ | صفحہ ۱۴ | دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ اگر کوئی شخص نماز میں سجدہ کی حالت میں اپنے پاؤں کی انگلیاں زمین پر نہ لگاتا ہو صرف انگوٹھا ہی رکھتا ہو تو اُس شخص کا یہ فعل کیسا ہے؟ سجدہ ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

السائل فرید احمد (جودھودھیر)

## الجواب و هو الموفق للصواب

سجدہ میں صرف پاؤں کا انگوٹھا زمین پر رکھا رہنے سے نماز تو ہو جائے گی مگر صرف انگوٹھا رکھنے پر اکتفاء کرنا اور دوسری انگلیوں کو اٹھائے رکھنا خلافِ سنت ہے اسی لیے مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں قدموں کی انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو۔

درِمختار علی ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ میں ہے

"وَضْعُ اِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا شَرْطٌ"

دونوں پاؤں کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کا رکھنا زمین پر شرط ہے۔

ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ میں ہے

"لَوْلَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِّنَ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُوْدُ"

اگر دونوں قدم ہی زمین پر نہ لگے تو سجدہ ہی نہیں ہوگا۔

دیکھئے حوالہ جات

| | | |
|---|---|---|
| درِمختار علی حاشیہ ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| غایۃ الاوطار | جلد اول صفحہ ۲۵۵ | سعید کمپنی کراچی |

| | | |
|---|---|---|
| بہارِ شریعت | حصہ ۳ صفحہ ۵۸ | شیخ غلام اینڈ سنز لاہور |
| رسالہ رکن دین | کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۸۸ | اقبال پرنٹنگ دہلی |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

زید نے اپنی حیات میں اپنی جائیداد وغیرہ اپنی اولاد پر تقسیم کر کے تحریر کر دی اور ہر ایک اپنے حصہ پر قابض ہو گیا۔ زید کی حیات ہی میں اس کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا اب اس کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟۔ بینوا توجروا

السائل محمد طیب خانیوال

## الجواب و هو الموفق للصواب

اگر مرحوم کی نہ اولاد ہے نہ ماں تو اُس کا تمام ترکہ اُس کے والد کو ملے گا فقط۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

زید کا انتقال ہوا اس نے کچھ جائیداد چھوڑی جس کے ورثاء یہ لوگ ہیں۔ چار لڑکیاں ایک لڑکا ایک زوجہ۔ لڑکیوں کو زید نے اپنی زندگی میں ایک ایک مکان اور دس دس ہزار روپے نقد دے دیے تھے۔ صورت مذکورہ میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائل ماسٹر محمد عمران رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

زندگی میں جو جائیداد کسی کو دے کر اس کا غیر مشترک قبضہ کرا دیا ہے وہ تو اس ہی کا ہے بشرطیکہ مشترک نہ ہو اور اگر مشترک ہے تو وہ ترکہ میں داخل ہوگا پھر ترکہ اڑتالیس سہام پر تقسیم ہوگا جس میں سے چھ سہام بیوی کو ملیں گے اور چودہ سہام لڑکے کو اور سات سات سہام ہر ایک لڑکی کو ملیں گے۔ فقط

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

زُبیدہ فوت ہوئی اس نے ورثاء میں خاوند، باپ چار حقیقی بھائی، دادا اور دادی چھوڑے متوفیہ کا مہر زیور چڑھاوا اور جہیز وغیرہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائل: بشیر احمد عرف جگمال

## الجواب و هو الموفق للصواب

مسئلہ ۲

| زوج | اب | اخوہ | اب الاب | ام الاب |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۱ | محروم | محروم | محروم |

بعد تقدیم مایقدم علی الارث ترکہ متوفیہ کا (جس میں مہر وغیرہ داخل ہے) نصف اس کا خاوند لے گا اور نصف باپ باقی لوگ محروم ہیں۔ فقط

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

آج کل کے مغربی طرز کے پیشاب خانے اور بیت الخلاء بنائے جارہے ہیں۔ جن کی نوعیت کچھ اس قسم کی ہے کہ جن میں آدمی کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے اور یہی حال بیت الخلاء کا ہے اس کی شکل و صورت بھی کرسیوں پر بیٹھنے کی ہے کہ آدمی اس پر بیٹھے اور رفع حاجت کرے اور پھر اس صورت میں جسم

اور کپڑوں پر چھینٹے پڑنے کا بھی احتمال ہے تو ایسے پیشاب خانے بنانا جائز ہیں یا نہیں؟

**السائل** (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہمارے لیے ایسے پیشاب خانے بنانے جائز نہیں جن میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑے حدیث پاک میں ہے دیکھئے کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۵۴، حدیث نمبر ۲۶۴۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے کہ

**"نَهٰى اَنْ يَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا"**

آدمی کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے۔

اور ترمذی شریف صفحہ ۴ حدیث ۱۲، مطبع دار السلام الریاض پر ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو مجھے دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا" اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔ اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

اور بیت الخلاء جن میں کرسیوں کی طرح بیٹھنا پڑے اس میں چھینٹوں کے پڑنے کا بہت زیادہ احتمال ہے، وہ بھی ناجائز ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ

**اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ**

یعنی پیشاب سے بچو کیونکہ عام قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۴ حدیث ۱۲ | مطبع دار السلام الریاض |
| کنز العمال | جلد ۹ صفحہ ۱۵۲، حدیث نمبر ۲۶۳۷۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

شہروں میں اب اکثر لوگ استنجاء کے لیے کاغذ استعمال کرتے ہیں تو کیا کاغذ سے استنجاء کرنا درست ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

کاغذ ایک نہایت قابل قدر چیز ہے جو علوم وفنون کے امین اور خود اسلام اور اس کی تعلیمات کے لیے بلند پایا محافظ ہے اس کی اس عظمت اور اہمیت کا تقاضا ہے کہ ایسے معمولی اور کم تر کاموں کے لیے اس کا استعمال نہ ہو اور اس کو نجاستوں میں ملوث ہونے سے بچایا جائے اسی لیے فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی جلد اول صفحہ ۵۵۲ میں ہے

**لِصِقَالَتِهٖ وَ تَقَوُّمِهٖ وَلَهٗ اِحْتِرَامٌ اَيْضًا لِكَوْنِهٖ آلَةً لِّكِتَابَةِ الْعِلْمِ**

اس لیے کہ وہ چکنا ہوتا ہے (جس سے نجاست کے پھیل جانے کا اندیشہ ہے) اور قیمتی ہوتا ہے نیز علم کی تحریر کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے قابل احترام بھی ہے اس کی تائید اُن فقہاء کے اقوال سے بھی ہوتی ہے جو مطلق کاغذ کے اس مقصد کے لیے استعمال کو مکروہ نہیں کہتے بلکہ ایسے کاغذ کے استعمال سے منع کرتے ہیں جس میں حدیث سے متعلق کچھ لکھا ہوا ہو مشہور فقہی ابن قُدامہ کا بیان ہے:

**وَلَا يَجُوْزُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِمَالَهٗ حُرْمَةٌ كَشَيْءٍ كُتِبَ فِيْهِ فِقْهٌ اَوْ حَدِيْثٌ**

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد اول صفحہ ۵۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المغنی | جلد اول صفحہ ۱۸۰ | مطبع دار الفکر بیروت |

کہ قابل احترام چیزوں مثلاً ایسی چیز کہ جس میں فقہ اور حدیث کی عبارتیں درج ہوں، سے استنجاء کرنا جائز نہیں۔

اور فتاویٰ شامی میں ہے کہ

**وَمِنَ الْاَشْیَآءِ الْمُحَرَّمَۃِ مَا کُتِبَ عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ کَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْہِ**

یعنی حرام اشیاء استنجاء میں سے ایسی چیزیں بھی ہیں جن پر حدیث اور فقہ جیسی علم کی باتیں لکھی ہوں۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد اول صفحہ ۵۵۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

(ناخن پالش)

ناخن جسم کے ان حصوں میں سے ہیں جنھیں وُضوء کرتے وقت دھونا ضروری ہے اور وضوء کرتے ہوئے ایسی چیز جو اعضاء پر پانی کے پہنچنے کو مانع ہو ایسی چیز کا وضوء کے اعضاء پر لگانا درست ہے یا نہیں؟

السائل — محمد اسرائیل جودھو

## الجواب و ھو الموفق للصواب

ناخن پالش اگر ایسی ہے جس کی وجہ سے پانی ناخن تک نہیں پہنچتا تو ایسی پالش ہرگز درست نہیں کیونکہ وضوء کرتے وقت اعضاءِ وضوء پر پانی کا پہنچنا ضروری ہے اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضوء نہیں ہوگا۔ اگر اس قسم کی ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو اُس کا کھُرچنا ضروری ہے تاکہ ناخن تک پانی

پہنچ جائے۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلداول صفحہ ۴ مطبع دارالمعرفۃ بیروت لبنان میں ہے کہ

**اَوْلَزَقَ بِاَصْلِ ظُفْرِہٖ طِیْنٌ یَابِسٌ اَوْ رَطْبٌ لَمْ یَجُزْ**

یعنی اگر اس کے ناخن کی جڑ سے خشک یا مرطوب (تر) مٹی چمٹی ہوئی ہو (اور اوپر سے پانی گزار دیا جائے) تو وضوء جائز نہیں ۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلداول صفحہ ۴ | مطبع دارالمعرفۃ بیروت لبنان |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

مصنوعی دانت لگے ہوں تو اس صورت میں وضوء اور غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ یا ان کو اتارنا ہی پڑے گا؟ بینوا و توجروا۔

السائل: قاری خادم حسین، نگینہ مسجد اولڈھم یو۔کے

## الجواب و ھو الموفق للصواب

مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ایک مستقل طور پر لگائے جاتے ہیں جو اتارے نہیں جاتے۔ دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ جب چاہے اتار لے اور جب چاہے لگا لے۔
پہلی صورت میں مصنوعی دانت اصل دانت کی حیثیت رکھتے ہیں تو اِن کا وہی حکم ہے جو اصلی دانتوں کا

ہے۔وُضوء میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا اور غسل میں فرض۔
دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک (زائد چیز) کی ہوگی یعنی غسل اسی وقت درست ہوگا جب اس کو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچایا جائے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

مصنوعی اعضاء کی صورت میں وضوء اور غسل کا کیا حکم ہے؟

السائل ایک مقتدی

## الجواب و هو الموفق للصواب

مصنوعی اعضاء کی صورت بھی مصنوعی دانتوں کی طرح ہی ہے۔یعنی اگر اس کی بناوٹ اِس طرح کی ہو کہ جراحی کے بغیر اُس کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اُن کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی غسل میں اُس پر پانی پہنچانا واجب ہوگا۔
اسی طرح اعضاءِ وضوء میں اگر ہو تو وضوء میں بھی دھونا واجب ہوگا۔
اور اگر ایسی قسم سے ہے کہ اُسے آسانی سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے تو اُسے علیحدہ کر کے غسل اور وضوء میں جسم

کے اصل حصہ پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔

اِس کی نظیر چھٹّی انگلی ہے کہ اس کو بھی اعضاء وضوء میں مانا گیا ہے۔

دیکھئے المغنی جلد اوّل صفحہ ۱۳۸، مطبع دار الفکر بیروت میں ہے:

**وَاِنْ خُلِقَ لَهٗ اِصْبَعٌ زَائِدٌ اَوْ يَدٌ زَائِدَةٌ فِيْ مَحَلِّ الْفَرْضِ وَجَبَ غَسْلُهَا مَعَ الْاَصْلِيَّةِ**

یعنی اگر کسی کی پیدائشی طور پر زائد انگلی ہو یا محل فرض میں زائد ہاتھ ہو تو اصل عضوء کے ساتھ زائد عضو کو بھی دھونا واجب ہوگا۔ اور اسی طرح محل فرض کے علاوہ کسی حصہ کا چمڑا فرض حصہ تک لٹک جائے تو اس کا دھونا بھی فرض ہو جائے گا جیسا کہ المغنی جلد اول صفحہ ۱۳۹، مطبع دار الفکر بیروت میں ہے کہ

**وَاِنْ تَعَلَّقَتْ جِلْدَةٌ مِنْ غَيْرِ مَحَلِّ الْفَرْضِ حَتّٰى تَدَلَّتْ مِنْ مَّحَلِّ الْفَرْضِ وَجَبَ غَسْلُهَا**

| | | |
|---|---|---|
| المغنی | جلد اوّل صفحہ ۱۳۸ | مطبع دار الفکر بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

## (انگوٹھی، نتھ اور بالیاں تنگ ہوں تو وضوء اور غسل کے وقت حکم)

انگوٹھی، نتھ اور بالیاں اگر اتنی تنگ ہوں کہ پانی ان کی وجہ سے جسم تک نہ پہنچ سکتا ہو تو وضوء اور غسل کرتے وقت ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ ان کو اتارا جائے گا یا اپنے حال پر رہنے دیا جائے گا؟ بینوا توجروا۔

السائل (مولانا) جمعے خان بھچوکی

## الجواب و هو الموفق للصواب

اگر یہ اشیاء مذکورہ فی السوال تنگ ہوں تو ان کو حرکت دے کر اصل جسم تک پانی پہنچانا دونوں چیزوں کے دوران ضروری ہے اور اگر حرکت دینے سے بھی جسم تک نہ پہنچے تو ان کو اتار کر پانی جسم تک پہنچایا جائے اور ڈھیلی ہوں کہ آسانی سے پانی جسم تک پہنچ جائے تو پھر اتارنے کی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ بحر الرائق جلد اول صفحہ ۴۷، مطبع دار الکتب العربیہ میں ہے:

**وَجَبَ تَحْرِيْكُ الْقُرْطِ وَ الْخَاتِمِ الضِّيْقَيْنِ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ قُرْطٌ فَدَخَلَ الْمَآءُ الثَّقْبَ عِنْدَ مَرُوْرِهٖ اَجْزَأَهٗ كَالسُّرَّةِ وَ اِلَّا اَدْخَلَهٗ وَ لَا يَتَكَلَّفُ فِيْ اِدْخَالِ شَيْءٍ سِوَى الْمَآءِ مِنْ خَشَبٍ وَّ نَحْوِهٖ**

انگوٹھی اور بالی کو حرکت دینا ضروری ہے جبکہ تنگ ہوں اور اگر بالی نہ ہو اور پانی سراخ میں صرف گزارنے سے داخل ہو جائے تو کافی ہے مثل ناف کے ورنہ خصوصیت سے اس میں پانی داخل کرے

البتہ پانی کے علاوہ لکڑی وغیرہ داخل کرنے کی تکلیف نہ کرے۔

حوالہ ملاحظہ ہو

| | | |
|---|---|---|
| بحر الرائق | جلد اول صفحہ ۴۷ | مطبع دار الکتب العربیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

(پلاسٹر پر مسح)

ہاتھ پاؤں کے زخم پر اگر پلاسٹر لگا ہوا ہو تو وضوء اور غسل کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا وتوجروا

السائل غلام سرور اسلام آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

پلاسٹر کی حیثیت وہی ہے جو کسی زخم پر پٹی کی ہوتی ہے۔ جسے (جبیرہ) کہتے ہیں۔ وضوء اور غسل میں اِن پر مسح کر لینا کافی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو اُس پر پٹی باندھ لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پٹی پر ہی مسح کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۳۵۸، حدیث نمبر ۶۵۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے کہ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ انْکَسَرَتْ اِحْدٰی زَنْدَیَّ فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَی الْجَبَائِرِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

حوالہ ملاحظہ ہو

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد اول صفحہ ۳۵۸، حدیث نمبر ۶۵۷ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

(بھوک ہڑتال)

جناب عالی! گزارش ہے کہ انسان بسا اوقات اپنے آپ کو بھوکا رکھ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور احتجاج کرتا ہے اس صورت میں جان بھی کئی دفعہ چلی جاتی ہے اور اس کو (بھوک ہڑتال) کا نام دیا جاتا ہے کیا بھوک ہڑتال اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

السائل (مولانا) عبدالستار مہتمم جامعہ مجددیہ انوار القرآن تھہ روسہ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ طریقہ احتجاج اور اظہار ناراضگی (بھوک ہڑتال) کی صورت میں جس میں بسا اوقات جان بھی چلی

جاتی ہے شرعاً نا جائز ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ ۲:۱۹۵)

یعنی اور (اپنے ہاتھوں) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (البیان)

اور فتاویٰ عالمگیر میں ہے

اَمَّا الْاَكْلُ فَعَلٰى مَرَاتِبَ فَرْضٌ وَ هُوَ يَنْدَفِعُ بِهِ الْهَلَاكُ فَاِنْ تَرَكَ الْاَكْلَ وَ الشُّرْبَ حَتّٰى هَلَكَ فَقَدْ عَصٰى۔۔۔ وَ لَا يَجُوْزُ الرِّيَاضَةُ بِتَقْلِيْلِ الْاَكْلِ حَتّٰى يَضْعُفَ عَنْ اَدَآءِ الْفَرَائِضِ۔۔۔ وَلَوْ جَاعَ وَلَمْ يَاْكُلْ مَعَ قُدْرَتِهٖ حَتّٰى مَاتَ يَاْثَمُ۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد ۵ صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

یعنی کھانے کے چند درجات ہیں اتنا کھانا جس کے ذریعہ جان بچ سکے، فرض ہے لہٰذا اگر کوئی کھانا پینا چھوڑ دے یہاں تک کہ مرجائے تو وہ گنہگار ہوگا۔۔۔ کم کھانے کی ایسی ریاضت جائز نہیں ہے کہ فرائض کی ادائیگی سے عاجز ہوجائے۔۔۔ اگر بھوک لگے اور قدرت کے باوجود نہ کھائے یہاں تک کہ مرجائے تو گنہگار ہوگا۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

## کمر سے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا جائے

آج کل علاج کی بعض صورتوں میں ریڑھ یا کمر میں ایسے انجکشن لگائے جاتے ہیں جس سے کمر کے نیچے کا حصہ بے حس ہو جاتا ہے تو یہ صورت بھی ناقضِ وضوء ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد انور بھمبہ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ریڑھ یا کمر میں انجکشن لگا کر جو کمر کے نیچے کا حصہ بے حس ہو جاتا ہے یہ صورت بھی ناقضِ وضوء ہے کیونکہ فقہاء کرام نے جنون، بے ہوشی اور غشی کو ناقضِ وضوء مانا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۲ میں ہے

اَلْاِغْمَاءُ يُنْقِضُ الْوُضُوْءَ قَلِيْلُهٗ وَكَثِيْرُهٗ وَكَذَا الْجُنُوْنُ وَالْغَشِيُّ وَالسُّكْرُ

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

یعنی بے ہوشی اور جنون اور غشی اور نشہ ناقض وضوء ہیں کیونکہ ان چیزوں سے انسان کی حس ختم ہو جاتی ہے اور اس صورت میں انسان کی اپنے اعضاء پر گرفت باقی نہیں رہتی اور اس وجہ سے وضو ٹوٹنے کا ادراک نہیں ہوتا لہٰذا یہ صورت ناقضِ وضوء کی ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

ریل، بس، ہوائی جہاز وغیرہ جن کی دیواریں عموماً لکڑی، لوہا اور پلاسٹک کی ہوتی ہیں ان پر تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟

السائل: حافظ محمد انور پنگالی لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ان مذکورہ اشیاء پر تیمم درست نہیں ہے۔

دیکھئے ہدایہ شریف جلد اوّل صفحہ ۵۱، مطبع مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان پر ہے

**وَيَجُوْزُ التَّيَمُّمُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ مُحَمَّدٍ بِكُلِّ مَاكَانَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَالْحَجَرِ وَالْجَصِّ وَالنَّوْرَةِ وَالْكُحْلِ وَالزِّرْنِيْخِ**

یعنی اور حضراتِ طرفین کے یہاں ہر اس چیز سے تیمم جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، سرمہ اور ہڑتال۔

**وَ كَذَا يَجُوْزُ بِالْغُبَارِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الصَّعِيْدِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ تُرَابٌ رَقِيْقٌ**

نیز حضرات طرفین کے یہاں مٹی پر قدرت کے باوجود غبار سے تیمم کرنا جائز ہے اس لیے کہ غبار پتلی مٹی ہے

| | | |
|---|---|---|
| ہدایہ شریف | جلد اوّل صفحہ ۵۱ | مطبع مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کی حیات میں اس کی چھوٹی بہن کے ساتھ بھی نکاح کیا، نکاح دوئم جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہوگی وہ کیسی ہوگی؟ اور زید کا متروکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں یا نہیں؟

السائل (مولانا) حافظ محمود احمد قادیونڈ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

زوجہ جب تک زوجیت یا عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (النساء:۴:۲۳)

یعنی (حرام ہے) یہ کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔

اس سے جو اولاد ہوگی شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولد الزنا نہیں۔ اسے ولد حرام بمعنی ولد الزنا کہنا جائز نہیں جب تک اس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی حلال تھی اس وقت کے جماع سے جو اولاد پہلی سے ہوئی ولد حلال ہے اور بعد کے جماع سے جو اولاد ہو وہ بھی شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولد الزنا نہیں۔ دونوں عورتوں کی سب اولادیں کہ زید سے ہوئیں زید کا ترکہ پائیں گی کہ نسب ثابت ہے، ہاں زوجہ ثانیہ ترکہ نہ پائے گی کہ نکاح فاسد ہے، دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں پہلی مطلقاً اور دوسری اس صورت میں کہ حقیقۃً اس سے جماع کیا ہو فقط خلوت کافی نہیں، پھر پہلی اپنا پورا مہر پائے گی اور دوسری مہر مثل۔ اور جو مہر بندھا تھا ان دونوں میں سے جو کم ہو وہ پائے گی۔ درمختار میں ہے:

۱۔ یَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ فِیْ نِكَاحٍ فَاسِدٍ وَّ هُوَ الَّذِیْ فَقَدَ شَرْطًا مِّنْ شَرَائِطِ

الصِّحَّةِ كَشُهُوْدٍ۔ ۲۔ وَمِثْلُهٗ تَزَوُّجُ الْاُخْتَيْنِ مَعًا وَّنِكَاحُ الْاُخْتِ فِيْ عِدَّةِ الْاُخْتِ ۳۔ بِالْوَطْءِ فِي الْقُبُلِ لَا بِغَيْرِهٖ كَالْخَلْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى الْمُسَمّٰى لِرِضَاهَا بِالْحَطِّ وَلَوْ كَانَ دُوْنَ الْمُسَمّٰى لَزِمَ مَهْرُ الْمِثْلِ

| | | |
|---|---|---|
| درمختار علیٰ حاشیہ ردالمحتار | جلد ۴ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

(۱) نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے۔ نکاح فاسد وہ ہے جس میں صحتِ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو جیسے گواہ نہ ہوں ۔

(۲) اور اسی طرح ہے دو بہنوں سے اکٹھا نکاح کرنا اور ایک بہن کی عدت میں دوسری سے نکاح کرنا۔

(۳) نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے اور صرف وطی سے واجب ہوتا ہے کسی اور چیز سے نہیں۔ مثلاً خلوت سے نہیں اور یہ مہر مثل، مقررہ سے زائد نہ ہوگا بسبب راضی ہوجانے عورت کے کمی مہر پر اور اگر مہر مثل کم ہو مہر مسمّی سے تو بھی مہر مثل ہی لازم آئے گا۔

ہدایہ باب نکاح الرقیق، جلد ۲ صفحہ ۳۲۰، مطبع یوسفی میں ہے

بَعْضُ الْمَقَاصِدِ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ حَاصِلٌ كَالنَّسَبِ وَوُجُوْبِ الْمَهْرِ وَالْعِدَّةِ

یعنی بعض مقاصد نکاحِ فاسد میں حاصل ہوجاتے ہیں جیسا کہ نسب، وجوبِ مہر اور عدت۔

درمختار، کتاب الفرائض، جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۷ تا ۴۹۸، مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے کہ

يَسْتَحِقُّ الْاِرْثَ بِنِكَاحٍ صَحِيْحٍ فَلَا تُوَارِثُ بِفَاسِدٍ وَّلَا بَاطِلٍ اِجْمَاعًا

وراثت کا استحقاق صحیح نکاح سے ہوتا ہے لہٰذا فاسد یا باطل نکاح سے وراثت کا استحقاق بالاجماع نہ ہوگا۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دی اور عمرو نے اس کے دوسرے دن یا اُسی دن ہندہ سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

السائل (مولانا) محمد عنایت اللہ، مدکے

### الجواب و هو الموفق للصواب

بیانِ سائل سے ظاہر ہوا کہ شوہر اوّل اس عورت سے خلوت کر چکا تھا کئی سال کے بعد طلاق دی اور عورت کو حمل نہ تھا پس یہ نکاح کہ قبل گزرنے عدت کے دوسرے شخص سے ہوا۔ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہوجائیں یہ نکاح حرام و ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ ۲:۲۲۸)

اور طلاق پانے والی عورتیں روکے رکھیں اپنی جانوں کو تین حیض (تک) (البیان)

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

### الکحل ملی ہوئی خوشبو کا حکم

آج کل جو سینٹ استعمال کئے جاتے ہیں ان میں عام طور پر الکحل کی آمیزش ہوتی ہے اور الکحل بنیادی طور پر ایک نشہ آور شے ہے، نشہ آور سیال چیزیں حرام بھی ہیں اور ناپاک بھی، تو خوشبو کے لیے اس کا

استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

السائل — سید محمد امین شاہ، تنس پورہ، لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ایسی خوشبو کا استعمال ناجائز ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیر میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الاصل کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے

**قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِي الْاَصْلِ اِذَا طُرِحَ فِي الْخَمْرِ رَيْحَانٌ يُّقَالُ لَهٗ سَوْسَنٌ حَتّٰى تُوْجَدَ رَائِحَتُهٗ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّدَّهِنَ اَوْ يَتَطَيَّبَ بِهَا وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُهَا**

ترجمہ اگر شراب میں خوشبودار پھول ڈال دیا جائے جس کو "سوسن" کہا جاتا ہے تاکہ اس کی بو محسوس کی جائے تو اس سے تیل نکالنا یا اس کو خوشبو کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے اور نہ اس کا فروخت کرنا جائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد ۵ صفحہ ۴۱۰ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

روزہ کی غلطی معاف ہے لیکن نماز اور حج کی غلطی معاف نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا، پی لیا تو وہ روزہ کو پورا کر لے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے بخلاف نماز اور حج کے کہ ان میں بھول معاف نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ بینوا و توجروا

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے اندر کوئی ایسی ہیئت نہیں ہے جو روزہ کو یاد دلاتی ہو اس لیے روزہ میں معاف سمجھا گیا، بخلاف نماز اور حج کے کہ نماز میں استقبال قبلہ نماز کو یاد دلانے والی ہیئت ہے اور حج میں احرام بغیر سلا ہو کپڑا پہننا وغیرہ ہیئت مذکرہ ہے اس لیے حج اور نماز میں معذور نہیں سمجھا گیا۔ فقط

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

بخدمت جناب حضرت علامہ مفتی عبدالغفور الوری صاحب! یہ ایک فتویٰ ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں انتشار ہے بعض کہتے ہیں کہ مقتدی کا وضوء ٹوٹ جائے تو وہ وضوء کر کے جب واپس آئے تو وہ اپنی ترک شدہ رکعت ادا کرے گا اور بعض لوگ اس فتویٰ کی بناء پر کہتے ہیں کہ نہیں ادا کرے گا بلکہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے گا تو آپ سے گزارش ہے کہ دلائل کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی جائے کہ اصل

مسئلہ کیا ہے؟ اور آیا یہ فتویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

عرض گزار: نعیم احمد قادری، (امام وخطیب) بلال مسجد رائے ونڈ 26-2-2016۔

موبائل نمبر 0334-9969979

## فتویٰ یہ ہے

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران وضوء ٹوٹ جائے تو نمازی وضوء کرنے جائے اُس دوران جو رکعت امام صاحب پڑھا چکے ہوتے ہیں وہ دوبارہ لوٹانی پڑتی ہے یا پھر امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیرنا ہوتا ہے؟۔

## الجواب بعونہٖ تعالیٰ

شریعت مطہرہ میں ایسی صورت حال میں اگر نمازی بنا کرے (یعنی وضو ٹوٹنے کے بعد نماز چھوڑ کر جائے اور کسی سے کلام کیے بغیر وضو کر کے واپس آ کر امام کو جماعت کے ساتھ پالے) تو وہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے گا اس دوران رہ جانے والی رکعت وہ ادا نہ کرے گا کیونکہ وہ حکمی طور پر ابتداء اور انتہائے جماعت میں امام کے ساتھ تھا۔ لیکن اس کے برعکس اگر نمازی نے وضوء ٹوٹنے کے بعد کسی سے کلام کر لیا تو اس صورت میں وہ نئی نماز شروع کرے گا اور امام کے پیچھے رہ جانے والی رکعات الگ سے ادا کرے گا۔ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، جلد ۲ صفحہ ۱۳۲

تحریر تنویر احمد نورانی فاضل جامعہ الازہر مصر (خطیب: جامع مسجد غلہ منڈی رائیونڈ)

## الجواب و ھو الموفق للصواب

جناب مولانا نعیم احمد قادری صاحب! آپ نے جو ہمیں فتویٰ لا کر دیا ہے اور کہا کہ اسے دیکھئے اس میں کوئی غلطی تو نہیں؟

تو گزارش ہے کہ اس فتویٰ میں پہلی غلطی تو یہ ہے کہ جس مقتدی کا نماز میں وضوء ٹوٹ جائے اور وہ وضوء کر

کے واپس آئے تو اس کے آنے سے قبل امام جو رکعت پڑھ چکا ہے اور اس مقتدی سے وہ رکعت رہ گئی ہے تو وہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے گا اس دوران رہ جانے والی رکعت وہ ادا نہ کرے گا جبکہ رہ جانے والی رکعت اس کو ہر صورت پڑھنی پڑتی ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ ہم مدلل طور پر احادیث اور فقہاء کرام کے دلائل سے واضح کریں گے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے اصل فتاویٰ عالمگیری کی اس جلد اور اس صفحہ پر یہ مسئلہ نہیں۔

بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں یہ مسئلہ یوں ہے:

فتاویٰ عالمگیر، جلد اول صفحہ ۹۳، (الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ) کہ چھٹا باب نماز میں حدث ہو جانے کے بیان میں۔

**مَنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ تَوَضَّأَ وَبَنٰى ۔۔۔ وَلَا يُعْتَدُّ بِالَّتِي اَحْدَثَ فِيهَا وَلَا بُدَّ مِنَ الْاِعَادَةِ**

نماز میں جس شخص کو حدث ہو جائے وہ وضوء کر کے اُسی پر بناء کرے۔ اور جس رکن میں حدث ہوا ہے اس کا اعتبار نہیں (اس کو شمار نہیں کیا جائے گا) اس کا پھر اعادہ کرنا (لوٹانا) ضروری ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۹۳ | مطبع دار المعرفت بیروت لبنان |

فتاویٰ عالمگیری کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ رہ جانے والی رکعت کو ادا کرنا ضروری ہے۔

اب ملاحظہ ہو اصل مسئلہ اس طرح ہے کہ یہ مقتدی مذکور وضوء ٹوٹتے ہی فوراً وضوء کرنے جائے ذرا بھی توقف نہ کرے اور وضوء کر کے فوراً ہی واپس آئے اس دوران میں کسی سے نہ کلام کرے اور نہ تاخیر کرے تو اپنی اسی نماز پر بناء کرے گا جو امام کے پیچھے سے چھوڑ کر گیا تھا۔ اگر امام کو اس نے نماز میں پالیا اور اسے اتنا موقع مل جائے کہ اپنی ترک شدہ رکعت ادا کر سکتا ہے تو پہلے اُسے ادا کرے اور پھر امام کی متابعت کرے اور اگر اتنا موقع نہیں ملا اور امام نے سلام پھیر دیا تو یہ امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا

بلکہ اُٹھ کر اپنی رہ جانے والی رکعت اس طرح پڑھے گا کہ چپ چاپ اتنی دیر کھڑا رہے جتنی دیر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے میں لگتی ہے۔ ہاں البتہ رکوع اور سجدہ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ پڑھے گا۔ تو گویا یہ ترک شدہ رکعت اُس کو ہر صورت پڑھنی پڑے گی۔

دیکھئے

ابوداؤد جلد اول صفحہ ۹۲، حدیث نمبر ۲۰۵ باب "فِیْمَنْ یَّحْدِثُ فِی الصَّلٰوۃِ" میں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

**اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُعِدِ الصَّلَاۃَ**

ترجمہ: جب تم میں سے نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ فوراً لوٹ جائے اور وُضوء کرے اور اپنی نماز لوٹائے۔

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد | جلد اول صفحہ ۹۲، حدیث نمبر ۲۰۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۲۲۱، "بَابُ مَا جَآءَ فِی الْبِنَاءِ عَلَی الصَّلَاۃِ" میں حضور علیہ الصلوٰۃ کا فرمان ہے:

**مَنْ أَصَابَهُ قَیْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْیٌ، فَلْیَنْصَرِفْ، فَلْیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِیَبْنِ عَلٰی صَلَاتِهٖ۔ وَهُوَ فِیْ ذٰلِكَ لَا یَتَكَلَّمُ**

ترجمہ: جس کو (نماز کے دوران) قے یا نکسیر یا مذی آ گئی تو فوراً لوٹ جائے اور وُضوء کرے اور اُسی اپنی نماز پر بناء کرے جب کہ اُس نے اس حالت میں کسی سے کلام نہ کیا ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد ۲ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۲۲۱ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

معجم الاوسط، جلد ۴ صفحہ ۱۲۳، حدیث نمبر ۵۴۲۹، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، پر ہے:

**إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ، أَوْ قَلَسَ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِیَبْنِ عَلٰی**

## مَا مَضٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ

**ترجمہ** جب کسی کو نماز کی حالت میں قے آجائے تو وہ فوراً لوٹ جائے اور وُضو کرے اور پھر اسی نماز پر بناء کرے جب تک کہ کسی سے کلام نہ کیا ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| معجم الاوسط | جلد۴ صفحہ ۱۲۳، حدیث نمبر ۵۴۲۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

مجمع الزوائد، جلد اول صفحہ ۳۴۰، حدیث نمبر ۱۲۷۶، "بَابٌ فِيمَنْ سَالَ مِنْهُ دَمٌ"، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

## إِذَا رَعَفَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهٖ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَغْسِلْ عَنْهُ الدَّمَ، ثُمَّ لِيَعُدْ وُضُوْءَهٗ وَلْيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهٗ

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے تو وہ فوراً لوٹ جائے اور اُس خون کو دھوئے اور اپنا وضوء لوٹائے اور اپنی نماز شروع کرے۔

### مزید حوالہ

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد اول صفحہ ۳۴۰، حدیث نمبر ۱۲۷۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المعجم الکبیر | جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۲، حدیث نمبر ۱۱۳۷۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**نتیجہ** ان مختلف احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اسے ہر صورت اپنی پوری رکعتیں ادا کرنی ہوں گی۔ اپنی ترک شدہ رکعتوں کو امام کے کھاتے میں نہیں ڈال سکتا وہ اس کی ذاتی رکعتیں ہیں اگرچہ اقتداء امام کی ہے رکعتیں ہر صورت جس نماز کی جتنی بھی ہیں وہ امام کو بھی پڑھنی پڑیں گی اور مقتدی کو بھی۔

آگے ملاحظہ فرمایئے اس سلسلہ میں دلائل فقیہہ درمختار بر حاشیہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵ پر ہے

## فَاِنَّهٗ يَقْضِيْ رَكْعَةً وَّحُكْمُهٗ كَمُؤْتَمٍّ فَلَا يَأْتِيْ بِقِرَاءَةٍ وَّلَا سَهْوٍ

یعنی لاحق اپنی رہ جانے والی رکعت قضا کرے گا اور اُس کا حکم مقتدی والا ہی حکم ہے لہٰذا جو رکعت رہ گئی ہے اس میں قراءت نہیں پڑھے گا اگر سہو واقع ہو گیا تو سجدہ سہو نہیں کرے گا۔ (مگر رہ جانے والی رکعت ضرور ادا کرے گا)

| | | |
|---|---|---|
| درمختار | جلد ۲ صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور حلبی کبیر صفحہ ۴۶۹ میں ہے کہ

**"۔۔ اَمَّا اللَّاحِقُ ۔۔۔ وَحُكْمُهُ اَنْ يَّقْضِيَ مَا فَاتَهُ اَوَّلًا ثُمَّ يُتَابِعُ الْاِمَامَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ قَدْ فَرَغَ بِخِلَافِ الْمَسْبُوْقِ وَلَا يَقْرَأُ وَلَوْ بَعْدَ فَرَاغِ الْاِمَامِ لِاَنَّهُ خَلْفُ الْاِمَامِ حُكْمًا"**

۔۔۔ اور لاحق کا حکم یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی فوت شدہ (رکعت) قضا کرے گا پھر امام کی متابعت کرے گا اگر امام فارغ نہ ہوا ہو تو ۔۔۔ اور وہ کچھ نہ پڑھے (چپ چاپ کھڑا رہے) اگرچہ امام کے فارغ ہونے کے بعد ہی ہو۔ اس لیے کہ وہ حکماً امام ہی کے پیچھے ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| حلبی کبیر | صفحہ ۴۶۹ | مطبع رشیدیہ کوئٹہ |

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ لاحق کے مسائل ذرا باریک ہیں اس لیے جو لوگ لاحق کے مسائل سے واقف نہ ہوں اُن کے لیے بہتر ہے کہ ایسی صورت میں وہ سلام پھیر کر اپنی نماز توڑ دیں اور وُضو کر کے نئے سرے سے نماز پڑھیں تا کہ ہر قسم کے اختلافات اور شبہات سے بچا جا سکے۔ جیسا کہ

فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۹۳ پر ہے

"وَالْاِسْتِئْنَافُ اَفْضَلُ" اور لاحق کے لیے نئے سرے سے نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۹۳ | مطبع دارالمعرفت بیروت لبنان |

ھدایہ اولین، جلداوّل صفحہ ۱۱۵ پر ہے

**وَالْاِسْتِیْنَافُ اَفْضَلُ تَحَرُّزًا عَنْ شُبْھَةِ الْخِلَافِ**

یعنی اور لاحق کے لیے نئے سرے سے نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے تا کہ اختلاف کے شبہ سے بچا جا سکے۔

اور شرح شرح النقایة علی حاشیة شرح النقایة جلداول صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵ فصل فی حکم الحدث فی الصلوٰة، مطبع سعید ایم ایچ کمپنی کراچی، پر ہے کہ

**اِنْصَرَفَ بِلَا تَوَقُّفٍ حَتّٰی لَوْ مَکَثَ سَاعَةً صَارَ مُؤَدِّیًا جُزْأً مِّنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْحَدْثِ فَیَفْسُدُ مَا اَدّٰی فَیَفْسُدُ الْکُلُّ ضَرُوْرَةً**

**ترجمہ** جس کا نماز میں وُضو ٹوٹ جائے تو وہ فوراً لوٹ جائے (اور وضوء کر کے آئے) اگر ایک لمحہ بھی اُس نے دیر کی تو بے وُضو ہونے کی حالت میں نماز کی ایک جزء کو ادا کرنے والا ہو جائے گا تو جو پڑھی ہوئی نماز فاسد ہوئی ہے اس کے ساتھ ساری ہی نماز فاسد ہو جائے گی۔

## حوالہ جات ملاحظہ ہوں

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد | جلداول صفحہ ۹۲، حدیث نمبر ۲۰۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابن ماجہ | جلد ۲ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۲۲۱ | دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| معجم الاوسط | جلد۴ صفحہ ۱۲۳، حدیث نمبر ۵۴۲۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلداول صفحہ ۳۴۰، حدیث نمبر ۱۲۷۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المعجم الکبیر | جلد۱۱ صفحہ ۱۳۲، حدیث نمبر ۱۱۳۷۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ھدایہ اولین | جلداوّل صفحہ ۱۱۵ | مطبع یوسفی لکھنؤ |

| | | |
|---|---|---|
| دُرّ مختار بر حاشیہ ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۹۳ | مطبع دارالمعرفت بیروت لبنان |
| حلبی کبیر | صفحہ ۴۶۹ | مطبع رشیدیہ کوئٹہ |
| بہار شریعت | حصہ سوم صفحہ ۱۱۵ | مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور |
| احسن الہدایہ | جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ | مطبع مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| رکن دین | صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۹ | اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی |
| اسلامی فقہ | جلد اول صفحہ ۲۳۸ | پروگریسو بکس لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

### بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بھتیجی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

ایک شخص نکاح ثانی کرنا چاہتا ہے اس کی زوجہ حیات ہے۔ جس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے وہ زوجہ کی حقیقی بھتیجی کی لڑکی اور حقیقی بھانجی کی لڑکی ہے یعنی بھائی حقیقی کی نواسی ہے اور حقیقی بہن کی پوتی ہے، کیا اس سے نکاح جائز ہے؟

السائل (مولانا) مشتاق احمد، بھمبہ قصور

**الجواب و هو الموفق للصواب**

صورتِ مذکورہ میں زوجہ کی موجودگی میں اس کے بھائی کی نواسی اور بہن کی پوتی سے نکاح درست نہیں ہے بلکہ قطعاً حرام ہے اور ناجائز ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

### عدت کے بعد رجعی بائن ہوجاتی ہے

طلاق رجعی بعد انقضائے عدت بائنہ گردد یا نہ؟

السائل **قاری فیض احمد لاہور**

**الجواب و هو الموفق للصواب**

طلاق رجعی بعد انقضائے عدت بائنہ گردد۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

تم کو ایک طلاق دی، دو طلاق دی، یا ایک طلاق دو طلاق دی، اس کہنے سے آیا دو طلاق واقع ہوں گی یا جمع کر کے تین؟

السائل: قاری لیاقت علی رائیونڈ لاہور

**الجواب و هو الموفق للصواب**

اس صورت میں جمع ہو کر تین طلاق ہو جائیں گی۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت علامہ الوری صاحب! طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان میں ہر ایک کا کیا حکم ہے؟

السائل: (مولانا) صاحبزادہ ظہیر الدین برمنگھم یو۔کے

**الجواب و هو الموفق للصواب**

**حضرت صاحبزادہ صاحب!** طلاق کی دو قسمیں ہیں، رجعی اور بائنہ، پھر بائنہ دو طرح کی ہے مغلظہ اور غیر مغلظہ۔ رجعی میں رجعت اندر عدت کے درست ہے اور بائنہ غیر مغلظہ میں نکاح جدید کی ضرورت ہے اور مغلظہ یعنی طلاق ثلاثہ میں حلالہ کی ضرورت ہے۔ فقط۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

میں نے بیوی کو طلاق دے دی لوگوں کے پوچھنے پر اس جملہ کو دہراتا رہا، کیا حکم ہے؟

زید نے بطور تذکرہ اپنے آپ چند آدمیوں کے روبرو بیان کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چونکہ زید ایک لغو گو اور فضول گو آدمی ہے اس واسطے حاضرین نے جھوٹ سمجھا بطور تصدیق کے مکرر پوچھا فی الحقیقت تم نے طلاق دی تو زید نے مکرر سہ کرر کہا کہ ہاں میں نے طلاق دی اور ایک تحریر لکھ کر ڈاک سے بکر کے نام روانہ کر دی کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ زید نے کوئی تحریر بکر کے نام نہیں بھیجی اور نہ اپنی جورو کے سامنے اور نہ اس کے عزیزوں کے سامنے جا کر طلاق دی ہے۔ صرف اس مجمع میں اس نے مذکورہ بالا طریقہ پر طلاق کا دینا بیان کیا اور زید کی بیوی بکر کے ہاں بوجہ غربت کے بطور خادمہ کے کام کرنے لگی تھی کہ کھانے پینے کا سہارا ہو جائے۔ یہ امر زید کو ناگوار تھا وہ چاہتا تھا کہ بکر کے یہاں اس کی بیوی نہ رہے اور زید کہتا ہے کہ میں نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ میری بیوی کے کانوں تک یہ خبر پہنچے اور وہ بکر کے ہاں رہنا ترک کر دے اور میری نیت ہرگز طلاق کی نہ تھی اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہو گئی تو اب کس طریقے سے وہ عورت زید کی زوجیت میں آسکتی ہے؟ اس واقعہ کو ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے۔

السائل ≡ پروفیسر ارشد علی لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی کیونکہ اگر جھوٹ بھی ایسا کہہ دیا جائے اور نیت بھی نہ ہو تب بھی اس لفظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے البتہ ایک دفعہ کے بعد جو لوگوں کے دریافت کرنے پر مکرر سہ کرر طلاق دینا بیان کیا اس میں اگر جدید طلاق کی نیت نہ ہو اور اسی طلاق سابق سے خبر دینے کا خیال ہی

ہوتو ایک طلاق ہی رہے گی۔ زیادہ طلاقیں نہ پڑیں گی جس میں حلالہ کی ضرورت ہو اور ایک طلاق میں عدت کے اندر اندر شوہر بدوں نکاح جدید کے اپنی زوجہ سے رجوع کرسکتا ہے۔ یعنی یہ کہہ دیوے کہ میں نے اپنی زوجہ کو لوٹا لیا اور چونکہ ابھی طلاق کو ڈیڑھ ماہ گزرا ہے اور ابھی عدت باقی ہے رجوع کرسکتا ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

بیوی کہتی ہے تین طلاق شوہر کہتا ہے ایک تو کیا حکم ہے؟

زید اپنی بیوی مسمات سلمٰی کو طلاق دے کر کہیں فرار ہو گیا با استفسار مسمات سلمٰی نے بیان کیا کہ مجھ کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں جب زید واپس آیا تو بیان کیا کہ میں نے ایک طلاق دی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

السائل عبدالقیوم، جودھودھیر

الجواب و هو الموفق للصواب

جب کہ زید تین طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کے پاس تین طلاق کے گواہ نہیں ہیں تو قول زید کا

اس بارے میں معتبر ہے اور ایک طلاق رجعی ثابت ہے اور عدت کے اندر زید اپنی زوجہ سے رجوع کر سکتا ہے۔ جیسا کہ

**اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ تَطْلِيْقَةً رَجْعِيَّةً اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ فَلَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فِيْ عِدَّتِهَا رَضِيَتْ بِذَالِكَ اَوْ لَمْ تَرْضَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى، فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ، مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ**

| | | |
|---|---|---|
| ہدایہ اولین | جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ | مطبع یوسفی لکھنو |

**ترجمہ** جب آدمی اپنی بیوی کو ایک یا دو رجعی طلاقیں دے دے تو اس کی عدت کے اندر وہ رجوع کر سکتا ہے وہ (عورت) راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ" یعنی ان کو اچھے طریقے سے روک لو۔

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

رخصتی سے پہلے ایک دو طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

زید نے اپنی زوجہ منکوحہ ہندہ کو قبل از رخصتی و وطی غصہ میں ایک جلسہ میں ایک یا دو بار لفظِ طلاق کا کہا اس کہنے سے نکاح میں کچھ نقصان تو نہیں ہوگا اور اگر طلاق واقع ہوگئی ہے تو نکاح کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

السائل **مولوی سردار احمد، تھہ جٹاں**

## الجواب و هو الموفق للصواب

غیر موطوئہ ایک طلاق صریح سے بائنہ ہوجاتی ہے پس بدوں نکاح جدید کے اس کو رجوع کرنا صحیح نہیں اگر وہ دونوں راضی ہوں تو نکاح ہوسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

**وَاِذَا كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا دُوْنَ الثَّلَاثِ فَلَهٗ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَ انْقِضَائِهَا**

اگر طلاق بائن تین طلاق سے کم ہیں تو مرد کے لیے عدت اور عدت کے گزر جانے کے بعد نکاح کرنا جائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ہدایہ اولین | جلد ۲، صفحہ ۳۷۸ | مطبع یوسفی لکھنو |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

### بیوی سے کہا طلاق، طلاق بائن دیا، کتنی طلاق واقع ہوئی؟

کسی نے اپنی بیوی "موطوئہ" یا غیر "موطوئہ" سے کہا طلاق طلاق بائن طلاق دیا میں نے تجھ کو۔ اب عورت پر کتنی طلاق واقع ہوئیں اور شوہر اس کو نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورت میں "موطوئہ" پر تین طلاق واقع ہوں گی اور غیر "موطوئہ" پر ایک بائنہ پس "موطوئہ" ہونے کی صورت میں بلا حلالہ کے نکاح اس سے درست نہیں اور غیر "موطوئہ" ہونے کی صورت میں

بلا حلالہ کے نکاح اس سے صحیح ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

ایک شخص کو مار پیٹ کر اس کے سسرال والوں نے طلاق بائن اس کی زوجہ کو دلوائی اس بیوی کو بغیر حلالہ کے نکاح پڑھا کر وہ مرد رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ بغیر حلالہ کے نکاح کو جائز بتلاتے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟

السائل: اظہار الحق، آکسفورڈ، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

اگر مطلقہ "موطوئہ" ہے تو بلا حلالہ کے اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور جائز بتلانے والا آثم و جاہل ہے اور غیر "موطوئہ" میں حکم جواز نکاح کا صحیح ہے فقط۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

## غیر مدخولہ بیوی سے کہا تین طلاق دیتا ہوں اب دوبارہ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

ناصر نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ کو کہا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں اب وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

السائل — علی محمد، جودھو، لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق ایک دفعہ دی جاویں اس طرح کہ تجھ پر تین طلاق ہیں تو اس پر تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، لہٰذا اس صورت میں اگر مسمّٰی ناصر نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک بار دی ہیں تو بدوں حلالہ کے ناصر اس سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔ (درمختار) فقط۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

## حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

قبلہ مفتی صاحب! یہ جو حضرت رکانہ پہلوان کا حضور ﷺ کے ساتھ کشتی لڑنے کا واقعہ کیسے ہے اور حضرت رکانہ اسلام قبول کرنے پر کیسے آمادہ ہوئے؟

السائل — محمد صدیق فریدی (چونگی امر سدھو لاہور)

محبی مولانا محمد صدیق فریدی صاحب! یہ واقعہ یوں ہے کہ بنی ہاشم میں ایک شخص رکانہ نامی بڑا زبردست اور دلیر پہلوان تھا۔ اس کا ریکارڈ تھا کہ اسے کسی نے نہ گرایا تھا۔ وہ ایک جنگل میں جسے اِضم کہتے ہیں، رہا کرتا تھا۔ بکریاں چراتا تھا اور بڑا مالدار تھا، ایک دن حضور ﷺ اکیلے اس طرف جا نکلے، رکانہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگا، اے محمد! تو ہی وہ ہے جو ہمارے لات وعُزّیٰ کی توہین وتحقیر کرتا ہے اور اپنے ایک خدا کی بڑائی بیان کرتا ہے؟ اگر میرا تجھ سے تعلق رحمی نہ ہوتا تو آج میں تجھے مار ڈالتا۔ آ میرے ساتھ کشتی کر تو اپنے خدا کو پکار، میں اپنے لات وعُزّیٰ کو پکارتا ہوں۔ دیکھیں کہ تمہارے خدا میں کتنی طاقت ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: رکانہ اگر کشتی ہی کرنا ہے تو چل میں تیار ہوں، رکانہ یہ جواب سن کر اوّل تو حیران ہوا اور پھر بڑے غرور کے ساتھ مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔

حضور ﷺ نے پہلی ہی جھپٹ میں اسے گرا لیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے، رکانہ اپنی عمر میں پہلی مرتبہ گر کر بڑا شرمندہ بھی ہوا اور حیران بھی اور بولا اے محمد! میرے سینے سے اٹھ کھڑا ہو میرے لات وعُزّیٰ نے میری طرف دھیان نہیں کیا۔ ایک بار اور موقع دو اور آؤ دوسری مرتبہ کشتی لڑیں۔ حضور ﷺ سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دوبارہ کشتی کے لیے رکانہ بھی اٹھا۔ حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی رکانہ کو پل بھر میں گرا لیا، رکانہ نے کہا اے محمد! معلوم ہوتا ہے آج میرا لات وعُزّیٰ مجھ پر ناراض ہے اور تمہارا خدا تیری مدد کر رہا ہے، خیر ایک مرتبہ اور آؤ، اب کی دفعہ لات وعُزّیٰ ضرور میری مدد کریں گے، حضور نے

تیسری مرتبہ کی کشتی بھی منظور فرمائی اور تیسری مرتبہ بھی حضور ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا، اب تو رکانہ بڑا ہی شرمندہ ہوا اور بولا اے محمد! میری ان بکریوں میں سے جتنی چاہو بکریاں لے لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا رکانہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں، ہاں مسلمان ہو جاؤ تا کہ جہنم سے بچ جاؤ۔ وہ بولا یا محمد! مسلمان تو ہو جاؤں مگر نفس جھجکتا ہے کہ مدینہ اور نواح کی عورتیں اور بچے کیا کہیں گے کہ اتنے بڑے پہلوان نے شکست کھائی اور مسلمان ہو گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تو تیرا مال تجھی کو مبارک۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے، ادھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کی تلاش میں تھے اور یہ معلوم کر کے کہ حضور اکرم ﷺ وادیٔ اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں متفکر تھے کہ اس طرف رکانہ پہلوان رہتا ہے مبادا حضور ﷺ کو ایذاء دے حضور ﷺ کو واپس تشریف لاتے دیکھ کر دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ادھر اکیلے کیوں تشریف لے گئے تھے جب کہ اس طرف رکانہ پہلوان جو بڑا زور آور اور دشمنِ اسلام ہے، رہتا ہے؟ حضور ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا: جب میرا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر کسی رکانہ وکانہ کی کیا پرواہ! لو اس رکانہ کی پہلوانی کا قصہ سنو، چنانچہ حضور ﷺ نے سارا قصہ سنایا، صدیق و فاروق سن سن کر خوش ہونے لگے اور عرض کیا حضور ﷺ! وہ تو ایسا پہلوان تھا کہ آج تک اسے کسی نے گرایا ہی نہ تھا، اسے گرانا اللہ کے رسول ہی کا کام ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

انھوں نے نبی کریم ﷺ کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے کشتی کرنے کی ہے۔ انھوں نے نبی سے درخواست کی تھی کہ آپ مجھے کوئی معجزہ دکھایئے تو میں اسلام لاؤں۔ وہاں سے قریب ایک درخت تھا جس کی شاخیں بہت بڑی بڑی تھیں نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے اِدھر آ جاؤ پس وہ درخت دو حصوں میں منقسم ہو گیا اور نصف

حصہ اس کا مع شاخوں کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چلا آیا۔ رکانہ نے کہا آپ نے مجھے بڑی بات دکھائی۔ اب اس کو حکم دیجئے کہ پھر لوٹ جائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے عہد لیا کہ اگر میں اس کو حکم دوں اور یہ پھر لوٹ جائے تو تم اسلام لے آنا پس آپ ﷺ نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا اور اپنے دوسرے حصے سے جا کر مل گیا مگر یہ اس وقت اسلام نہ لائے تھے۔ اس کے بعد اسلام لائے اور مدینہ کی سکونت اختیار کی ان کو نبی کریم ﷺ نے خیبر کی غنیمت میں سے تیس وسق دیے تھے اور ان کی حدیث یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اِس دین کا خلق حیاء ہے۔ رکانہ کی وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۴۲ھ میں ہوئی۔

| | | |
|---|---|---|
| اسد الغابہ حصہ سوم | جلد اول صفحہ ۲۴۷ | مطبع مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت صاحب! (اول) یہ روایت جو آتی ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے چیلوں اور شیطانوں سے سارے دن کی کارکردگی دریافت کرتا ہے کہ کس کس نے کیا کیا؟ یہ روایت کس کتاب میں ہے؟

(دوم) یہ کہ ایک جاہل عابد اور عالمِ دین کے متعلق جو آتا ہے کہ شیطان نے اُن کی آزمائش کی۔ یہ واقعہ کیسے ہے؟ اور کہاں لکھا ہے؟

السائل احمد سعید الوری (سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

(اول) عزیزم یہ حدیث کنز العمال میں ہے اور اس طرح ہے

**"اِنَّ اِبْلِیْسَ لَیَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَی الْبَحْرِ"**

(شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے)

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد اول صفحہ ۱۴۰ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| صحیح مسلم | جلد ۴ صفحہ ۳۰۴ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

(دوم) جاہل عابد اور عالم دین کے بارے میں جو آپ نے آزمائش کا پوچھا ہے تو یہ واقعہ تفصیلاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل) حصہ سوم صفحہ ۲۴ مطبع فضل نور اکیڈمی گجرات، پر ملاحظہ فرمائیے۔

آپ لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں۔ ابلیس کا تخت بچھتا ہے شیاطین کی کارگذاری پیش ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اُس نے اتنی شرابیں پلائیں کوئی کہتا ہے کہ اُس نے اتنے زِنا کرائے۔ سب کی سنیں۔ کسی نے کہا اُس نے آج فلاں طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا۔ سنتے ہی تخت پر سے اُچھل پڑا اور اُس کو گلے سے لگایا اور کہا "اَنْتَ اَنْتَ" تو نے کام کیا تو نے کام کیا۔

اور (دوسرے) شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ اُنھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کیے، اُن کو کچھ نہ کہا اور اُس کو اتنی شاباش دی۔ ابلیس بولا: تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے۔ مگر وہ عالم نہیں۔ اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ اُنھوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوعِ آفتاب شیاطین کو لیے ہوئے اُس مقام پر پہنچا۔ اور شیاطین مخفی رہے۔ اور یہ انسان کی شکل بن کر راستہ پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز

کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا۔ السلام علیکم وعلیکم السلام۔ حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عابد صاحب نے فرمایا: جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ اُس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے؟ عابد صاحب نے سوچا اور کہا کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی۔ بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جایئے اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی۔ اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں تو عبادت کس کام کی؟ طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے۔ اس نے کہا السلام علیکم وعلیکم السلام۔ مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انھوں نے فرمایا پوچھو جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔ اُس نے وہی سوال کیا۔ فرمایا ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان وزمین داخل کردے۔ "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔ (بے شک اللہ جو چاہے کرسکتا ہے) (البیان)

عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے۔ تو یہ واقعہ ہے جو آپ نے پوچھا ہے اور جسے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے بیان فرمایا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل) | حصہ سوم صفحہ ۲۴ | مطبع فضل نور اکیڈمی گجرات |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

"ب"

# سوال

حضرت یہ فرمایا جاوے کہ تیمم میں بھی کوئی وقتِ معین کی قید ہے؟ یا نہیں؟ جس طرح معذور کے لیے وضوء وقتِ نماز تک قائم رہتا ہے اور مقیم و مسافر کے لیے مسح علی الخفین ایک رات اور ایک دن یا تین رات اور تین دن تک رہتا ہے۔

السائل — سید محمد امین شاہ، تُنس پورہ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

تیمم میں کوئی وقتِ معین کی قید نہیں۔ جب تک پانی نہ ملے تیمم کرنا ہی وضوء کے قائم مقام ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۸۹ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت، میں امام بخاری نے باب ہی "بَابٌ اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ عَنِ الْمَآءِ" باندھا ہے یعنی پاک مٹی مسلمان کا وضوء ہے وہ اس کو پانی سے کفایت کرتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اول صفحہ ۸۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

اور مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۲۸۴ حدیث نمبر ۶۲۷ پر ہے

**"اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ اِلٰى عَشْرَ سِنِيْنَ"**

یعنی پاک مٹی مسلمان کا وضوء ہے پانی سے کفایت کرتا ہے اگرچہ دس برس تک پانی نہ ملے۔

| | | |
|---|---|---|
| مستدرک حاکم | جلد اول صفحہ ۲۸۴ حدیث نمبر ۶۲۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

یاد رہے کہ شوافع کے نزدیک ہر نماز کے لیے نیا وضوء ضروری ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک تیمم طہارۃِ ضروریہ ہے اور احناف کے نزدیک تیمم طہارتِ مطلقہ ہے۔ اسی لیے اس مسئلۂ تیمم میں امام بخاری رحمۃ

اللہ علیہ نے مذہب شافعی کو ترک کر کے مذہبِ حنفی اختیار کیا ہے۔ اور امام بخاری علیہ الرحمہ نے "وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ یَکْفِیْهِ عَنِ الْمَآءِ" سے عنوان قائم کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تیمم طہارتِ مطلقہ ہے یعنی جب تک پانی نہ ملے یہ وضوء کے قائم مقام ہے چاہو کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

وہ کون سی نیک مسلمان عورت ہے جس کی قبر کی تعظیم کی جاتی ہے اور اس کی قبر کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ اور وہ کس جہاد میں شہید ہوئیں؟ نیز ان کی قبر کہاں ہے؟ اور ان کا اصل واقعہ کیا ہے؟

السائل: قاری خادم حسین، اولڈھم، یو۔کے

### الجواب و هو الموفق للصواب

وہ مسلمان نیک خاتون حضرت اُم حرام ہیں جن کی قبر کی تعظیم کی جاتی ہے اور اُس کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے اُن کی قبر مبارک قبرص (کریٹ) میں ہے۔ اصل واقعہ یہ کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کی اجازت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت مصر کے گورنر تھے کی سربراہی میں پہلا بحری بیڑا تیار ہوا جس نے سمندری جہاد میں حصہ لیا اور جزیرۂ قبرص فتح ہوا۔ اس

جنگ میں حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت، ان کی اہلیہ اُم حرام، حضرت شداد بن اوس اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم شریک تھے۔ پہلا حملہ قبرص پر کیا گیا اور اس کو فتح کیا۔ قبرص کی فتح کے بعد واپسی پر حضرت ام حرام کی وفات ہوئی۔ ان کی قبر مبارک قبرص (کریٹ) میں بنائی گئی۔ اور حدیثِ مسلم میں تصریح ہے کہ حضرت اُم حرام اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت کے ساتھ سمندری جہاد میں شریک تھیں واپسی میں خچر پر سوار ہوئیں اُس نے ان کو گرا دیا اور حضرت ام حرام کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور شہید ہوگئیں۔ شارحِ بخاری علامہ بدر محمود عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت اُم حرام کا انتقال ہوا تو خشکی پر ان کی قبر بنائی گئی۔ عینی کی عبارت یہ ہے۔

**فَمَاتَتْ هُنَالِكَ فَقَبْرُهَا هُنَالِكَ يُعَظِّمُوْنَهٗ وَيَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ قَبْرُ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ**

یعنی وہیں اُن کا انتقال ہوا اور وہیں اُن کی قبر بنائی گئی لوگ ان کی قبر کی تعظیم کرتے تھے اور ان کی قبر کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایک صالح عورت کی قبر ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری | جلد ۱۴، صفحہ ۸۷ | مطبع دار الفکر بیروت لبنان |
| مسلم شریف | جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۰۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| نسائی شریف | صفحہ ۵۳۴ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت قبلہ والدِ مکرم دامت فیوضہم ادام اللہ ظلکم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت ہماری اس سلسلہ میں رہنمائی فرمادیں کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ شیر والا کس کتاب اور کس حدیث میں ہے اور کیسے ہے؟ کہ ان کو جنگل میں شیر ملا اور اُنھوں نے شیر کو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو شیر نے بجائے اُن پر حملہ کرنے کے ان کی رہنمائی کی۔

نیز حضرت سفینہ کا نام سفینہ ہی ہے یا کچھ اور؟

السائل — قاری احمد سعید الوری (خطیب سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

عزیزم قاری احمد سعید سلمہٗ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ حدیث کی کتاب مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۵ حدیث نمبر ۵۹۴۹، مطبع مجتبائی دہلی میں ہے

وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّوْمِ، أَوْ أُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ، فَقَالَ يَا أَبَا الْحَارِثِ! أَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ مِنْ أَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةً حَتّٰى قَامَ إِلٰى جَنْبِهٖ، كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوٰى إِلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى بَدَعَ الْجَيْشَ، ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ

حضرت ابن منکدر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ روم کی زمین میں لشکر سے بھٹک

گئے یا قید کر لیے گئے وہ لشکر کی تلاش میں بھاگتے ہوئے چلے کہ اچانک شیر سامنے آ گیا تو بولے: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے۔ تو شیر دُم ہلاتا ہوا آیا حتی کہ اُن کے برابر (آ کر) کھڑا ہو گیا جب کوئی آواز سنتا تو اُدھر چلا جاتا اور پھر آپ کے برابر چلنے لگتا حتی کہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر لوٹ گیا۔

| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۵۴۵، حدیث نمبر ۵۹۴۹ | مطبع مجتبائی دہلی |
|---|---|---|

تو یہ واقعہ حدیث میں موجود ہے جیسا کہ عرض کر دیا ہے۔

باقی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں۔ آپ نے اُنھیں آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور ﷺ کی خدمت کریں۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے بغیر بھی حضور ﷺ ہی کے پاس رہوں گا۔ ایک سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ نے اپنا سامان اُن پر لاد دیا اور حضور انور ﷺ نے فرمایا تم ہمارا سفینہ ہو یعنی کشتی ہو اس دن سے آپ کا نام سفینہ ہو گیا۔ اور پہلا نام گم ہو گیا جو آپ سے آپ کا نام پوچھتا تو آپ فرماتے تھے کہ اب میں سفینہ ہوں مجھے حضور نے جو بنا دیا میں وہی بن گیا۔ ورنہ آپ کا نام رباح، یا مہران، یا رومان تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے آپ پر جتنا بوجھ ڈال دیا جاتا اُٹھا لیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس دن یہ لقب سفینہ پایا اُس دن سامان کا وزن بارہ من تھا۔

اسی واقعہ شیر و سفینہ سے متعلق پنجابی زبان میں کسی شاعر نے کہا ہے

کہیا سفینہ شیر دے تائیں ویکھ ہتھ لائیں مینوں — میں غلام رسول اللہ دا سُن میں کہناں تینوں
کہیا شیر سفینہ تائیں سُن راہی راہ جاندے — جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاندے

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوالات

آنجناب عزت مآب قبلہ استاد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کا صحت مند ہونا اللہ تعالیٰ سے نیک چاہتا ہوں۔ حافظ قاری احمد سعید صاحب ملے تھے اور اُن سے آپ کا ذکر ہوا۔

حضرت یہ چند سوالات ہیں ان کے جوابات ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱) کفن میں سلائی کرانا درست ہے یا نہیں؟

السائل ≡ دعاء جو: محمد وسیم الدین پریسٹن یو۔ کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کفن میں سلائی کرانا صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مراقی الفلاح شرح نور الایضاح | صفحہ ۲۱۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مفتاح الدقائق شرح کنز الدقائق | جلد اول صفحہ ۳۵۹ | مطبع رحمانیہ لاہور |
| شرح قدوری مع توضیح لمذاہب اربعہ | جلد اول صفحہ ۳۰۵ | مطبع شبیر برادرز لاہور |
| فوز وفلاح لحلِ نور الایضاح | صفحہ ۱۸۴ | مطبع دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد |
| حاشیہ طحطاوی | صفحہ ۳۱۶ | مطبع تجاریۃ الکبریٰ مصر |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۲) نماز جنازہ سے قبل تقریر کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

## الجواب و ھو الموفق للصواب

جب تک لوگ آسانی سے بلا اکتاہٹ سنیں اور آنے والے آجائیں اور وضوء کرنے والے وضوء سے فارغ ہوجائیں۔ موت اور نمازِ جنازہ میں شرکت وغیرہ پر روشنی ڈالی جائے۔ نیت نمازِ جنازہ وغیرہ بتائی جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

**"بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً"**

یعنی میری طرف سے اگر تمہیں ایک آیت بھی پہنچی ہے تو اُسے بھی دوسروں تک پہنچاؤ۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۰ صفحہ ۹۷ حدیث نمبر ۲۹۱۶۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۳) جنازے کے پیچھے چلنے والے کچھ پڑھیں یا نہ پڑھیں؟

## الجواب و ھو الموفق للصواب

خاموشی اختیار کریں یا کوئی ذکر کریں تو آہستہ کریں دنیا کی باتیں نہ کریں نہ سنیں علماء زمانہ نے ذکرِ جہر کی اجازت بھی دی ہے لیکن بہتر وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| بہارِ شریعت | جلد ۴ صفحہ ۱۳۱ | مطبع شیخ غلام علی لاہور |

| | | |
|---|---|---|
| بحر الرائق | جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ | مطبع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ |
| صغیری | صفحہ ۲۹۵ | |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۴) صلوٰۃ اوّابین جو مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں انھیں ایک ہی نیت سے پڑھنا سنت ہے؟ یا دو دو رکعت کر کے پڑھنا سنت ہے؟

## (۴) الجواب و هو الموفق للصواب

نوافل اوّابین چھ رکعتیں بعد نماز مغرب پڑھنا سنت سے ثابت ہیں انھیں چھ یکدم نیت کر کے پڑھو تو بھی ٹھیک مگر بہتر اور افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت کر کے پڑھے جائیں۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۱۱۷ حدیث نمبر ۴۳۵ | مطبع دار السلام الریاض |
| المعجم الاوسط | جلد ۵ صفحہ ۲۵۵ حدیث نمبر ۷۲۴۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

(۵) دعاء میں موت کا سوال کرنا درست ہے؟ یا نہیں؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

دعاء میں موت کا سوال کرنا ناجائز ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۴ صفحہ ۱۱، حدیث نمبر ۵۶۷۱ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بہارِ شریعت | جلد ۴ صفحہ ۱۱۷ | مطبع شیخ غلام علی لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۶) گرجا گھر میں نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

گرجا گھر اور دیگر مذاہب والوں کے عبادت خانوں میں بوقتِ ضرورت نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ وہاں موانع شرعیہ نہ پائے جائیں۔

دیکھئے بخاری جلد اول صفحہ ۱۱۲، بیروت میں امام بخاری نے باب قائم کیا ہے "بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْبِیْعَةِ" اس کے تحت لکھتے ہیں

**وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّيْ فِي الْبِيْعَةِ اِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ**

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجے میں نماز پڑھ لیتے مگر اُس میں نہیں جس میں تصاویر ہوں۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری | جلد اول صفحہ ۱۱۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

(۷) دستخط کے ذریعے بیع پوری ہوجاتی ہے جبکہ بیع کی شرائط منظور ہوں اور رقم ہاتھوں ہاتھ نہ ہو؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس طرح بیع پوری ہوجاتی ہے جبکہ بیع سونا و چاندی کے علاوہ ہو

دیکھئے فتاویٰ شامی جلد ۷ صفحہ ۲۶ پر ہے

**وَ يَكُوْنُ بِالْكِتَابَةِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فَاِذَا كَتَبَ اِشْتَرَيْتُ عَبْدَكَ فُلَانًا بِكَذَا فَكَتَبَ اِلَيْهِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ فَهَذَا بَيْعٌ**

اور خرید و فروخت کا معاملہ فریقین کی جانب سے تحریری شکل میں ہوسکتا ہے تو اگر خریدنے والے نے یہ لکھ دیا کہ میں نے اتنے میں تیرے فلاں غلام کو خرید لیا اور بیچنے والے نے بھی تحریری شکل میں اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیا تو اس معاملہ پر بیع کا اطلاق ہوگا۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۷ صفحہ ۲۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| جدید فقہی مسائل | جلد اول صفحہ ۲۵۶ | مطبع زمزم پبلشرز |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

(۸) قسطوں پر کسی چیز کا خریدنا اور معاہدہ کے بعد اس خریدی ہوئی چیز کا مالک نہ ٹھہرنا کس حد تک روا ہے؟

**الجواب و هو الموفق للصواب**

قسطوں پر چیز خریدنی جائز ہے جب کہ قسطیں ختم ہوں گی تو معاملہ ٹھیک اور صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر تمام قسطیں ادا کرنے پر بھی مالک نہ ہو تو ایسی چیز خریدنا صحیح نہیں۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۹) تجارت یا رہائش کے لیے دکان یا مکان خریدنا بینک سے قرض لے کر اور مجبوراً اس قرض پر سود دینا اگرچہ کم ہو جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب و هو الموفق للصواب**

سود دینا ناجائز ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۰) کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ سود نہ دینا پڑے؟

**الجواب و هو الموفق للصواب**

اس صورت میں کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرنا جائز ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۱) کمپنی میں شیئرز خریدنا جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

جس کمپنی کے شیئرز ہیں اُس کمپنی کی طرف سے کوئی ناجائز شرائط نہ ہوں تو شیئرز خریدنا جائز ہے

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۲) بینک کی ملازمت کرنا اور بینک سے تنخواہ لینا اور اُس تنخواہ سے بچوں کے نان ونفقہ کا بندوبست کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

بینک کی ملازمت کی صورت میں بینک ملازم کو اُس کی محنت ومزدوری کا معاوضہ ملتا ہے لہٰذا جائز ہے۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۳) اسلامی کتابوں کی خرید وفروخت دوگنے نفع پر ذریعۂ معاش بنانا کس حد تک روا ہے؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

اسلامی کتابوں کی خرید وفروخت پر دوگنا منافع لینا جائز نہیں ہے بلکہ مناسب نفع لے سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں دین کی اشاعت ہے اور نیکی پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ تو ثواب کی نیت سے اسلامی کتابیں رکھیں اور مناسب نفع سے بیچیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برکت ہوگی کیونکہ یہ بھی ایک تجارت

ہے اور تجارت کے معاملے میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان موجود ہے:
جو دنیا کا مال چاہے تو "فَلْيَتَّجِرْ" اُسے چاہیے کہ تجارت کرے۔ تو تجارت میں برکت ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۴) امام کا مسجد میں بیٹھ کر جمعہ کے دن تمسخر کرنا کیسا ہے؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

مسجد میں بیٹھ کر تو عام دنیادار آدمی کو بھی دنیاوی باتیں کرنا حرام و ناجائز ہیں چہ جائے کہ تمسخر کرنا یہ تو حرام در حرام ہے اور پھر امام مسجد ہو کر مسجد میں تمسخر کرے؟ تو ایسے جاہل کو کس نے امام بنا دیا جس کو مسجد کے آداب کا پتہ نہیں۔ ایسے امام کو مسجد میں رکھنا حرام اور ایسے امام کے پیچھے نماز حرام ہے اور اس فعل کو وہ جائز اور صحیح سمجھتا ہے تو کفر ہے اور اگر مقتدی بھی اسے اچھا جانیں تو وہ بھی اس میں شامل ہیں۔
مسجدیں ذکرِ خُدا اور ذکرِ محبوبِ خدا کے لیے ہیں نہ کہ دنیاوی باتیں کرنے کے لیے چہ جائے کہ ایک تو امام ایک مسجد اور ایک دن جمعہ کا اور تمسخر کرنا تو ویسے بھی عام طور پر کسی سے تمسخر کرنا فاسق و فاجر ہونا ہے اور اگر اس حرکت سے توبہ نہ کرے تو قرآن پاک کی رو سے وہ وہ فاسق، فاجر اور ظالم ہے۔ اب فاسق، فاجر اور ظالم مسجد کا امام کیسے بن سکتا ہے؟
یہ تینوں چیزیں نہایت مکرم و مشرف و معظم ہیں اس کے باوجود منصبِ امامت رکھنے والا اور اتنے گندے اور حرام فعل کا مرتکب تو ایسا امام قابلِ عزت نہیں وہ قابلِ ذلت ہے ایسے امام کو امامت کرانے کا کوئی حق نہیں۔ اگر اس فعل کو دیکھتے ہوئے بھی مقتدی پھر بھی اُسے امام رکھیں اور اس سے راضی رہیں تو یاد رکھیے

کہ "اَلرِّضَاءُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ" پھر بھی اگر وہ اس کے فعل پر راضی ہوں تو وہ اس فعل میں تعاون کرنے والے ہی شمار ہوں گے اور قرآن فرماتا ہے

**وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (سورۃ المائدہ: آیت ۲)**

ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ایسے فعل اور ایسے امام سے بچائے۔ (آمین)

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۵) بیماری کی وجہ سے اگر داڑھی میں بال نہ اُگیں یا کسی ایک حصے میں نہ اُگیں تو کیا یہ بقایا داڑھی کے بال کٹوانے کا شرعی عذر بنتا ہے یا نہیں؟

**الجواب و هو الموفق للصواب**

یہ داڑھی کٹوانے کا عذر نہیں بن سکتا کیونکہ داڑھی کٹوانے میں ان بالوں کے نہ اُگنے کو بہانہ بنانا سراسر نفس کا دھوکہ ہے۔ داڑھی کے بالوں کا اُگنا، نہ اُگنا، یا کہیں اُگنا، کہیں نہ اُگنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ داڑھی رکھنا حضور پاک ﷺ کی سنت ہے۔ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے

**"قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَحْفُوا اللُّحٰی"**

یعنی مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

تو داڑھی کٹوانا ہرگز شرعی عذر نہیں بن سکتا۔ شریعت تو داڑھی رکھنے کا حکم دیتی ہے نہ کہ کٹوانے کا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۶) اگر ڈاکٹر دوائی کے طور پر کھانسی یا سینہ کی بیماری کے لیے الکحل ملی ہوئی دوائی دے تو اس کا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

الکحل ملی ہوئی دوائی مکمل دوائی کے اجزاء میں ایسی حل ہوگئی ہے کہ اس کا اپنا وجود ختم ہو گیا تو استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کچھ اثر باقی بھی ہے مسلمان طبیب حاذق اجازت دیتا ہے کہ یہ دوائی مؤثر ثابت ہوگی تو پینے میں کوئی حرج نہیں۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۷) صحیح عالمِ دین ہونے کے لیے کون سی کتب میں دسترس ہونی چاہیے؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

صحیح عالمِ دین ہونے کے لیے درسِ نظامی کا نصاب تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے تحت خصوصاً شہادۃ العالمیہ تک کتب پر دسترس ہونا ضروری ہے ورنہ کم از کم شہادۃ العالیہ تک تو ہر صورت کتب قابل ترین اساتذہ سے پڑھی ہوں اور ازبر یاد ہوں تو عالمِ دین کہلانے کا مستحق ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۸) عام اسلامی کورسز: ایم۔فل، پی۔ایچ۔ڈی، کرنے سے انسان عالم بن جاتا ہے؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

عام اسلامی کورسز: ایم۔فل، پی۔ایچ۔ڈی کرنے سے ڈگری حاصل ہوتی ہے عالم نہیں بنتا

؎ علم چیزے دیگر است۔

ان ڈگریوں کو حاصل کرنے سے عالم بنتے تو گھر گھر عالم پیدا ہو جاتے۔ یہ تو اردو کا مطالعہ کرنے والے لوگ ہیں کچھ مضمون رٹ کر پیپر دے دیے اور امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ علم اس کا نام نہیں۔ اگر یہی علم ہوتا تو امام غزالی اور امام رازی کو کون پوچھتا۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

(۱۹) قرض کی ادائیگی میں دیر کرنا اور ضرورت کے وقت نہ دینا شرعاً کیسا ہے؟

## الجواب و هو الموفق للصواب

قرض کی ادائیگی جتنی جلدی ہو سکے اُتنی جلدی کرنا چاہیے۔ دیر نہیں کرنی چاہیے دیر کرنا اچھا نہیں اگر مجبوری ہے تو علیٰحدہ بات ہے پھر قرض خواہ کو چاہیے کہ مقروض کو مہلت دینے میں اجر ہے۔ جتنی دیر اُس کا پیسہ مقروض کے پاس رہے گا اتنے ہی دن اس کو صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور اگر مقروض کے پاس پیسہ آ گیا اور وہ پھر بھی نہیں دیتا تو وہ گناہگار ہے۔ اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔ موت کا کیا پتہ کس وقت آ جائے اس لیے جتنی جلدی ہو سکے قرضہ ادا کیا جائے۔ ورنہ ایسے ہی مر گیا تو اللہ تعالیٰ ہر چیز معاف کرنے

والا ہے مگر قرضہ سے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ معاف نہیں ہوگا۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

**(۲۰)** تجارتی سامان نہ بیچنا تاکہ اس کی قیمت بڑھے اور ذاتی فائدہ ہو کس قدر جائز ہے؟

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

تجارتی سامان اس نیت سے جمع کرنا کہ مہنگا ہو جائے گا پھر مہنگے دام بیچوں گا ایسا کرنا ناجائز ہے

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

بخدمت جناب مفتی صاحب مہتمم دارالعلوم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم، غلہ منڈی رائے ونڈ ضلع لاہور

جناب عالی!

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ آپ سے ایک مسئلہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی درکار ہے۔
میرے والد ابن ضیاء اور میری والدہ اُم عمارہ کی شادی 1984ء میں ہوئی تھی۔ شادی سے قبل کے میرے والد صاحب کے کسی مبینہ معاشقہ کے باعث کبھی کبھار گھر میں لڑائی جھگڑا ہو جایا کرتا تھا جو اس بار طوالت اختیار کر گیا اور 17 فروری 2016ء کو میری والدہ صاحبہ نے میرے والد صاحب سے بار بار علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ والد صاحب کا بیان حلفی درج ذیل ہے:
" میں ابن ضیاء بقائمی ہوش وحواس بیان کرتا ہوں کہ میری بیوی اُم عمارہ نے آج بروز بدھ مؤرخہ 17-02-2016 نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میرے مبینہ بدکردار ہونے اور میرے مبینہ پراسرار رویوں کا حامل ہونے کے باعث مجھ سے علیحدگی/طلاق کا بار بار مطالبہ کیا ہے۔ میری بیوی نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ محمد نگر، لاہور میں واقع مکان ہماری بیٹی کے نام کردوں اور یہ کہ میرا اور اُم عمارہ کا مشترکہ اکاؤنٹ بھی اکیلے اسی کے نام کردوں۔
میں ابن ضیاء حلفاً بیان کرتا ہوں کہ متذکرہ مکان اُم عمارہ کے مطالبہ کے مطابق ہماری بیٹی عمارہ عرفان کے نام منتقل کرنے کے لیے متذکرہ بینک اکاؤنٹ سے ایک بھی روپیہ نکلوائے بغیر اس اکاؤنٹ سے اپنا تعلق ختم کرنے کے لئے حصول معلومات اور کاروائی آج ہی سے شروع کر رہا ہوں۔
میں ابن ضیاء نہیں چاہتا کہ میری بیوی اُم عمارہ جو کہ پہلے ہی بلڈ پریشر کی مریضہ ہے، اُسے دل کا دورہ

پڑے یا اس کے دماغ کی شریان پھٹ جائے چنانچہ اُسے دماغی دباؤ سے نجات دلانے کے لیے (اگرچہ میں نے کوئی اور شادی نہیں کر رکھی) میں اُم عمارہ کو طلاق دیتا ہوں، میں اُم عمارہ کو طلاق دیتا ہوں، میں اُم عمارہ کو طلاق دیتا ہوں۔"

جناب مفتی صاحب! والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ اس واقعہ سے قبل بھی دو مرتبہ والد صاحب ایک ایک بار طلاق کا لفظ استعمال کر چکے ہیں۔ "ایک بار 1985ء یا 1986ء میں انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کے معاملہ پر جھگڑے کے دوران ایک بار یہ لفظ استعمال کیا تھا جب کہ چند برس قبل کسی دوست کے امریکہ سے چھٹیوں پر لاہور آنے پر اس کے ساتھ مصروفیات کے باعث جھگڑے کے دوران بھی انھوں نے ایک بار یہ لفظ استعمال کیا۔"

دوسری جانب والد صاحب کا کہنا ہے کہ "میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ حلفاً کہتا ہوں کہ 1985ء یا 1986ء کا بیان کردہ کوئی واقعہ مجھے بالکل یاد نہیں۔ میں نے انتہائی کوشش کی ہے کہ میں ایسا کوئی واقعہ یاد کر سکوں لیکن بخدا مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایسا کہا ہو"۔

ہمارے چند عزیز و اقارب کا کہنا ہے کہ 17 فروری 2016ء کو طلاق دینے کے الفاظ میرے والد صاحب نے اپنی مرضی اور اپنی نیت سے ادا نہیں کیے تھے بلکہ میری والدہ صاحبہ کے بار بار مطالبہ پر ان کو کسی ممکنہ جانی نقصان سے بچانے کے لیے ادا کیے۔ اس حالیہ واقعہ کا بار بار والد صاحب سے پوچھا گیا تو ہر بار ان کا ایک ہی جواب تھا کہ "چونکہ اُم عمارہ بار بار علیحدگی اور اثاثہ جات اپنے نام کرنے کا مطالبہ کر رہی تھی نیز وہ طویل عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ بھی ہے تو اسے کسی بھی جسمانی نقصان سے بچانے کے لیے اس کے مطالبہ پر میں نے یہ الفاظ استعمال کیے۔"

شکریہ

جواب کی منتظر: **عمارہ عرفان**

مکان نمبر 31 بی، گلی نمبر 9، محمد نگر، لاہور 0320-8419764

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدق سائلہ صورتِ مسئولہ میں (عزیزہ عمارہ عرفان صاحبہ) آپ کے والد اور والدہ کے اصل نام درج نہیں اصل نام تبدیل کر کے ہی طلاق دینے والا طلاق کے الفاظ استعمال کر رہا ہے اور جس کو طلاق دے رہا ہے اس کا نہ اصل نام لے کر طلاق دے رہا ہے، نہ اُس کی طرف اشارہ کر کے طلاق دے رہا ہے اور نہ ہی اُس کی طرف اضافت کر کے طلاق دے رہا ہے کہ میں اپنی بیوی فلاں بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں۔ پھر صیغہ بھی مضارع کا استعمال کر رہا جو حقیقۃً مستقبل کے لیے ہے جیسا کہ فتاویٰ مظہری جلد اول صفحہ ۱۸۲ مطبع مدینہ پبلشنگ کراچی میں بحوالہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جب کہ اُس کی نیتِ طلاق بھی نہیں۔

تو چاہیے تو یہ تھا کہ اِس ابن ضیاء کے جس نام سے یہ اُمِ عمارہ نکاح میں آئی تھی وہ نام لے کر طلاق دیتا اور جس اُم عمارہ کو "طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں" کہا اس کا بھی وہی اصل نام لیا جاتا جس نام سے وہ ان کے نکاح میں آئی۔

تو مسئلہ کی رُو سے یہ بات ذہن میں رہے کہ نکاح خواں کو نکاح کے وقت نام تبدیل کر کے بتایا جائے اور اس نے تبدیل شدہ نام لے کر نکاح پڑھا دیا تو نکاح نہ ہوگا۔ اسی طرح طلاق دیتے وقت اصل نام تبدیل کر کے طلاق دی تو طلاق نہیں ہوگی۔

فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۳۵۸ پر ہے کہ

**"قَالَ اِمْرَأَتَهٗ عَمْرَةَ بِنْتِ صَبِيْحٍ طَالِقٌ وَّ امْرَأَتُهٗ عَمْرَةُ بِنْتِ حَفْصٍ وَلَا نِيَّةَ لَهٗ لَاتُطَلَّقُ اِمْرَأَتُهٗ"**

یعنی جس نے اپنی عورت کو کہا کہ عمرہ بنت صبیح کو طلاق اور اُس کی عورت عمرہ بنت حفص تھی عمرہ بنت صبیح نہیں تھی اور طلاق کی اس کی نیت بھی نہیں تھی تو اس کی عورت کو طلاق نہیں ہوگی۔

کیونکہ باپ کے نام میں بتدیلی کر دی لہٰذا اتنی سی تبدیلی سے بھی طلاق نہیں ہوتی جب باپ کے نام کی تبدیلی سے طلاق نہیں ہوتی تو خود جس کو طلاق دے رہا ہے اُس کا نام تبدیل کر دیا تو اس کو طلاق

کیسے ہوگی؟ یعنی نہیں ہوگی۔ اسی طرح نکاح کا معاملہ ہے جیسا درمختار میں ہے کہ

**غَلَطَ وَکِیْلُھَا بِالنِّکَاحِ فِیْ اِسْمِ اَبِیْھَا بِغَیْرِ حُضُوْرِھَا لَمْ یَصِحَّ لِلْجَھَالَۃِ وَکَذَا لَوْ غَلَطَ فِیْ اسْمِ بِنْتِہٖ اِلَّا اِذَا کَانَتْ حَاضِرَۃً وَاَشَارَ اِلَیْھَا فَیَصِحُّ۔**

اس سے معلوم ہوا کہ اگر لڑکی مجلسِ نکاح میں حاضر نہ ہو اور گواہان و وکیل اس کی طرف اشارہ نہ کریں تو پھر باپ کا نام غلط لینے سے یا اس لڑکی کا نام غلط لینے سے نکاح نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ حاضر ہو اور اُس کی طرف اشارہ کیا جائے تو پھر نکاح صحیح ہے اور اسی طرح طلاق کی صورت ہے۔ لہٰذا صورتِ مسؤلہ میں طلاق واقع نہ ہوئی۔ لہٰذا آپ کے والد آپ کی والدہ سے رجوع کر سکتے ہیں۔

دیکھئے مزید حوالہ جات:

| | | |
|---|---|---|
| ردالمحتار | جلد ۴، صفحہ ۴۴۹، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| ردالمحتار | جلد ۴، صفحہ ۴۵۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| درمختار، برحاشیہ ردالمحتار | جلد ۴، صفحہ ۹۶، | مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اول صفحہ ۳۵۸ | مطبع دارالمعرفت بیروت لبنان |
| بحرالرائق | جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ | مطبع دارالکتب العربیۃ الکبریٰ |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۳ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| فتاوٰی مدلل ومکمل | جلد ۹، صفحہ ۶۸، ۸۳، ۹۰ | دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ کراچی |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

جناب نماز کے اندر رکوع اور سجود میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں مثلاً رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ" اور سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" اس ترتیب سے ان کے پڑھنے کی وجہ اور ثبوت کسی حدیث میں ہے؟

السائل (مولانا) جمعے خان بھچوکی

## الجواب و هو الموفق للصواب

ان کے پڑھنے کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے دیکھئے سورۂ واقعہ کی آیت 74 "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اِجْعَلُوْهَا فِیْ رُكُوْعِكُمْ" اس تسبیح کو اپنے رکوع کے لیے اختیار کرلو۔

پھر جب سورۂ اعلیٰ کی آیت نمبر ایک نازل ہوئی "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی" تو فرمایا "اِجْعَلُوْهَا فِیْ سُجُوْدِكُمْ" اس تسبیح کو اپنے سجود میں اختیار کرو۔

اور دیکھئے ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۷۲، حدیث نمبر ۸۶۹، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت؛ اور ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۴۸۰، حدیث نمبر ۸۸۷، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِیْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ ثَلَاثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ

کہ جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اُس میں تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ" کہے جب وہ ایسا کرے گا تو اُس کا رکوع پورا ہو جائے گا اور جب سجدہ کرے تو سجدہ میں تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے جب اُس نے ایسا کر لیا تو اُس کا سجدہ پورا ہو جائے گا اور یہ کم از کم تعداد ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد | جلد اول صفحہ ۲۷۲، حدیث نمبر ۸۶۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابن ماجہ | جلد اول صفحہ ۴۸۰، حدیث نمبر ۸۸۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور دیکھئے

ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۴۸۱، حدیث نمبر ۸۹۰، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان اور ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۷۷، حدیث نمبر ۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ" اور یہ کم از کم ہے اور جب سجدہ کرے تو تین مرتبہ کہے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" اور یہ کم از کم ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد اول صفحہ ۴۸۱، حدیث نمبر ۸۹۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابوداؤد شریف | جلد اول صفحہ ۲۷۷، حدیث نمبر ۸۸۶ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور دیکھئے تفسیر مظہری جلد اول صفحہ ۱۶، مطبع دا الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ان آیتوں کا یہی شانِ نزول لکھا ہے۔

**نتیجہ** تو قرآن وحدیث سے ان تسبیحات کا ثبوت اور وجہ ترتیب واضح ہو گئی۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

لڑائی جھگڑے کی صورت میں غصہ سے خاوند نے کہا جا میرے گھر سے نکل جا یہ الفاظ اُس نے کئی بار دہرائے تو اس سے بیوی کو کتنی اور کون سی طلاق واقع ہوگی؟

السائل (مولانا) رحمت علی بھچوکی

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مذکورہ میں یہ الفاظ طلاقِ کنایہ کے ہیں ان سے نیت یا دلالتِ حال کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی تاہم جھگڑے کے وقت چونکہ دلالت حال موجود ہے اس لیے اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی جو تجدیدِ نکاح سے ختم ہوجائے گی جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان جلد اول صفحہ ۴۱۱ تا ۴۱۲ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**قُوْمِیْ اُخْرُجِیْ، اِذْهَبِیْ۔۔۔۔لَا یَقَعُ الطَّلَاقُ اِلَّا بِالنِّیَّةِ**

تو اُٹھ کھڑی ہو، تو نکل جا، تو چلی جا ان تمام الفاظ سے بغیر نیتِ طلاق کے طلاق واقع نہ ہوگی

نیز دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۴۱۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درِمُختار شرح تنویر الابصار | صفحہ ۲۱۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ایک دو تین ان الفاظ کے کہتے ہی کسی دوسرے شخص نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور منہ بند کر دیا ان الفاظ کے علاوہ اُس نے اور کچھ نہ کہا اِس صورت میں اُس کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد عارف، پتوکی قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورت میں اُس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی کیونکہ اُس نے نہ کوئی صریح طلاق کا لفظ منہ سے نکالا اور نہ کنائی طلاق کا اور صرف عدد کا کوئی اعتبار نہیں عدد کا وہاں اعتبار ہوتا ہے جہاں طلاق کے متصل ذکر کیا جائے دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۳۹۱، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے

**وَاِنْ حَذَفَ اللَّامَ فَقَطْ فَقَالَ اَنْتِ طَاق لَا يَقَعُ وَاِنْ نَوٰى، وَاِنْ حَذَفَ اللَّامَ وَ الْقَافَ بِاَنْ قَالَ اَنْتِ طَا، وَ سَكَتَ اَوْ اَخَذَ اِنْسَانٌ فَمَهٗ لَا يَقَعُ، وَاِنْ نَوٰى**

اور اگر فقط لام حذف کیا اور کہا تو طاق ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر قاف و لام دونوں حذف کیے یعنی کہا تو "طا" اور اتنے میں کسی نے اُس کا منہ بند کر لیا یا خود خاموش ہو گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

اگر مرد اپنی بیوی کو تین مرتبہ کہہ دے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو مجھ پر حرام ہے تو مجھ پر حرام ہے تو نکاح رہا یا نہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

السائل (مولانا) محمد عنایت اللہ، مدکے

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورت میں نکاح نہیں رہا کیونکہ یہ طلاق کنائی کے الفاظ ہیں جس سے طلاق کا وقوع نیت پر موقوف ہے اگر خاوند کا یہ ارادہ ہو کہ اس سے بیوی کو ایک طلاق دیتا ہوں تو پھر طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر متعدد بار یہ الفاظ کہے جائیں اور اس سے طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہو کر دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اُس کا یہ لفظ کہنا لغو رہے گا۔ کیونکہ عورت ایک دفعہ طلاق بائن سے جدا ہو جاتی ہے دوسری اور تیسری دفعہ کے الفاظ کے لیے کوئی محل باقی نہیں رہتا۔

فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ صفحہ ۳۷۷ مطبع دار المعرفۃ بیروت میں ہے

وَلَا يَلْحَقُ الْبَائِنُ الْبَائِنَ بِأَنْ قَالَ لَهَا أَنْتِ بَائِنٌ ثُمَّ قَالَ لَهَا أَنْتِ بَائِنٌ لَا يَقَعُ إِلَّا طَلْقَةٌ وَّاحِدَةٌ بَائِنَةٌ لِأَنَّهُ يُمْكِنُ جَعْلُهُ خَبَرًا عَنِ الْأَوَّلِ وَ هُوَ صَادِقٌ فِيْهِ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى جَعْلِهِ إِنْشَاءً لِأَنَّهُ اقْتِضَاءٌ ضَرُوْرِيٌّ

اور بائن کے ساتھ بائن نہیں ملتی ہے مثلاً کہا تو بائنہ ہے پھر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہے تو فقط ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اس لیے کہ دوسری کو اول کی خبر قرار دینا ممکن ہے اور خبر سچ ہے، پس اس کا انشاء قرار دینا غیر ضروری ہے۔

اوراسی طرح ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۵۴۲ تا ۵۴۳، مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے۔
دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۴۷۲ مطبع دارالمعرفۃ بیروت میں ہے

**اِذَا كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا دُوْنَ الثَّلَاثِ فَلَهٗ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَ انْقِضَائِهَا**

یعنی اگر تین طلاق سے کم طلاق بائن دے دی ہو تو مرد کو اختیار ہے کہ چاہے اُس عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لے یا بعد عدت کے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۴۷۲ | مطبع دارالمعرفۃ بیروت |

ثابت ہوا کہ ان الفاظ سے عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور پہلی دفعہ حرام کہنے سے طلاق بائنہ ہوگئی اب دوسری اور تیسری دفعہ جو ان لفظوں کا استعمال کیا اس سے دوسری طلاقیں واقع نہیں ہوئیں۔ لہٰذا اب عدت کے اندر اور عدت کے بعد جب چاہیں بتراضیٔ طرفین نکاحِ جدید کر سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

سوتیلی ماں غیر مدخولہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

السائل — نور محمد، شجاع آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

ناجائز ہے جس عورت کے ساتھ باپ کا عقد نکاح ہو جائے وہ عورت مدخولہ باپ ہو یا نہ ہو بیٹے کا اس سے نکاح نصِ قرآنی کے مطابق حرام ہے۔ دیکھئے بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۶۶، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے۔

**اَمَّا حَلِيْلَةُ الْاَبِ فَبِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (سورۂ نساء آیت نمبر ۲۲) فَتُحَرَّمُ بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ عَلَيْهَا**

یعنی (جو عورتیں تم پر حرام ہیں) اُن میں تمہارے باپ کی بیوی (تمہاری سوتیلی ماں) بھی ارشادِ خداوندی کے مطابق "اور نہ نکاح کرو اُن عورتوں سے جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا" پس حرام کر دی گئی صرف عقدِ نکاح سے ہی۔

| | | |
|---|---|---|
| بحر الرائق | جلد ۳ صفحہ ۱۶۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۹۹ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے

**وَتُحَرَّمُ مَوْطُوْءَاتُ اٰبَآئِهٖ وَاَجْدَادِهٖ وَاِنْ عَلَوْا وَلَوْ بِزِنًى وَالْمَعْقُوْدَاتُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ بِعَقْدٍ صَحِيْحٍ**

اور حرام ہیں باپ دادوں کی وطی شدہ عورتیں اوپر تک اگرچہ ناجائز طریقہ سے ہوں اور صحیح طور پر ان کے

(صرف) عقدِ نکاح میں آنے والی۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ جس سے باپ دادا کا صرف عقدِ نکاح ہو گیا ہو اُن سے نکاح حرام و ناجائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ردالمحتار | جلد ۴ صفحہ ۹۹ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

جناب عالی! ایک عورت اور اُس کے خاوند کی بیٹی یعنی اس عورت کی سوتیلی بیٹی اور ساس بہو کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بحوالہ ارشاد فرمائیں۔

السائل (مولانا) اشفاق احمد بھمبہ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ایک عورت اور اس کے خاوند کی بیٹی (یعنی اس عورت کی سوتیلی بیٹی) اور ساس بہو کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے کیونکہ ان عورتوں میں ایسا رشتہ نہیں جو ان کے اجتماع کے حرام ہونے پر دال ہو اس لیے اس عورت اور اس کے خاوند کی بیٹی اور اس عورت اور اس کے بیٹے کی بیوی (بہو) کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ دیکھئے درِمختار علی ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۱۱۷ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

فَجَازَ الْجَمْعُ بَيْنَ اِمْرَأَةٍ وَبِنْتِ زَوْجِهَا اَوْ اِمْرَأَةِ اِبْنِهَا

تو جائز ہے جمع کرنا ایک عورت اور اس کے خاوند کی بیٹی کو ایک شخص کے نکاح میں یا جمع کرنا ساس بہو کا ایک شخص کے نکاح میں۔

اور بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

لِاَنَّهٗ لَوْ جَازَ نِكَاحُ اِحْدٰهُمَا عَلٰى تَقْدِيْرِ مِثْلِ الْمَرْأَةِ وَبِنْتِ زَوْجِهَا اَوْ اِمْرَأَةِ ابْنِهَا فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ

یعنی اگر ایک عورت اور اُس کے خاوند کی بیٹی جو پہلی بیوی سے ہے اور ایک عورت اور اس کے بیٹے کی بیوی یعنی ساس بہو ان مذکورہ عورتوں کا آپس میں ایک دوسری سے نکاح جائز ہو تو بلاشبہ ان کا کسی کے نکاح میں جمع ہونا بھی چاروں آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔

کیونکہ دو عورتوں کا کسی کے نکاح میں جمع ہونے کے جواز پر فقہاء کرام کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔

دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۲۷۷ مطبع دار المعرفت بیروت لبنان، میں ہے کہ

وَ الْاَصْلُ اِنَّ كُلَّ اِمْرَأَتَيْنِ لَوْ صَوَّرْنَا اِحْدٰهُمَا مِنْ اَيِّ جَانِبٍ ذَكَرًا لَمْ يَجُزِ النِّكَاحُ بَيْنَهُمَا بِرَضَاعٍ اَوْ نَسَبٍ لَمْ يَجُزِ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا

ان میں سے ایک کو مرد اور دوسری کو عورت قرار دے کر دیکھو کہ اُن کا آپس میں کیا رشتہ بنتا ہے؟ اگر محرمات والا رشتہ ہو تو ان کا نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے اور غیر محرمات والا رشتہ ہو تو ان کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ اس قاعدہ کی بناء پر مذکورہ فی السوال عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| درِ مختار علی رد المحتار | جلد ۴ صفحہ ۱۱۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| بحر الرائق | جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۲۷۷ | مطبع دار المعرفت بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

سگے ماموں کی بیوہ سے نکاح شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے؟

السائل (فخر القراء) قاری نذیر احمد (سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

جائز ہے اس لیے کہ اب اُن کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جو ناجائز یا حرام ہونے کا سبب ہو۔ فرمانِ خداوندی ہے

"وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ" (سورۂ نساء آیت نمبر ۲۴)

اور حلال کی گئیں تمہارے لیے (وہ سب عورتیں) جو ان کے علاوہ ہیں۔ (البیان)

ثابت ہوا کہ سگے ماموں کی بیوہ سے نکاح شرعاً جائز ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

اگر کوئی لڑکی اور لڑکا آپس میں دونوں گواہوں کے روبرو مذاق ہی مذاق میں ایجاب وقبول کرلیں تو کیا اس طرح ان کا نکاح ہوجائے گا یا نہیں؟ اور اگر ہوجائے گا تو ان میں سے لڑکی اگر کہے کہ میں تو مذاق کررہی تھی میرا ارادۂ نکاح نہ تھا تو اس کا یہ کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

السائل ≡ حافظ محمد انور پنگالی لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسؤلہ میں یہ لڑکی اُس لڑکے کی منکوحہ ہے اس کو ایسا کہنا ناجائز ہے کیونکہ شریعت مصطفوی میں چند ایسے امور ہیں جن میں مذاق اور حقیقت دونوں برابر ہیں اُن اُمور میں سے ایک نکاح بھی ہے اس لیے نکاح خواہ مذاق ہی میں کیوں نہ کیا جائے منعقد ہوجاتا ہے لہٰذا صورتِ مسؤلہ میں یہ لڑکی اب اُس لڑکے کی منکوحہ ہے لڑکی کا دعویٰ باطل ہے۔

دیکھئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۴، مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی، ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۲۵ مطبع سعید کمپنی کراچی، ترمذی جلد اول صفحہ ۲۲۵ مطبع سعید کمپنی کراچی میں ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

**ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَ هَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَ الطَّلَاقُ وَ الرَّجْعَةُ**

یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کا قصد کرنا بھی قصد ہے اور جن کا ہنسی مذاق میں منہ سے نکالنا بھی قصد ہے (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع۔

**نتیجہ** حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو زبان سے ادا ہوتے ہی وقوع پذیر ہوجاتی ہیں خواہ ان کے معنیٰ مراد ہوں یا نہ ہوں چنانچہ اگر دو اجنبی مرد وعورت کے درمیان ہنسی ہنسی میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوجائے تو بھی نکاح ہوجاتا ہے۔ اور وہ دونوں میاں بیوی بن جاتے ہیں۔ یا

اگر کوئی ہنسی مذاق میں طلاق دے دے تو بھی طلاق پڑ جائے گی اسی طرح طلاق رجعی کے بعد ہنسی ہنسی میں رجوع کرنے سے بھی رجعت ثابت ہو جاتی ہے۔ ان تین چیزوں کے علاوہ اور چیزیں مثلاً بیع وشراء وغیرہ اس طرح ہنسی مذاق میں وقوع پذیر نہیں ہوتیں۔

ثابت ہوا کہ اس لڑکے لڑکی نے نکاح ہنسی مذاق میں کیا تو بھی ہو گیا۔

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۲۸۴ | مطبع مجتبائی دہلی |
| ابوداؤد | جلد اول صفحہ ۲۹۸ | مطبع اصح المطابع کراچی |
| ترمذی شریف | جلد اول صفحہ ۱۴۲ | مطبع امین کمپنی اردو بازار دہلی |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

چار زانوں بیٹھے بیٹھے اگر چند منٹ نیند آ جائے تو وضو باقی رہتا ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) رسال دین بھچوکی

## الجواب و هو الموفق للصواب

وُضو باقی رہتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَ اِنْ نَامَ مُتَرَبِّعًا لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءُ وَ كَذَا لَوْ نَامَ مُتَوَرِّكًا بِاَنْ يَّبْسُطَ قَدَمَيْهِ مِنْ جَانِبٍ وَّيَلْصَقَ اِلْتَيْهِ بِالْاَرْضِ**

یعنی اگر آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا سو گیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا ایسے ہی اگر پاؤں پھیلا کر بیٹھا ہوا سو گیا (جبکہ سرین زمین پر) لگے ہوں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

بخدمت جناب علامہ الوی صاحب السلام علیکم

حضرت یہ جو لوگ یکم اپریل کو اپریل فول مناتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ دوسری قوموں کے دیکھا دیکھ ہمارے لوگ بھی ان کے ساتھ اس برائی میں شریک ہوتے ہیں اور اُن کی اس برائی کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں اس سلسلہ میں شرعی حکم سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

یکم اپریل کو اپریل فول کی رسم سراسر ناجائز وحرام ہے کیونکہ اس کی بنیاد ہی کذب اور دھوکہ دہی پر ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اس میں بسا اوقات ایسی قسم کے غلط ہنسی مذاق اور دھوکہ دہی سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر اُجڑ جاتے ہیں، کئی دل کے مریضوں کو غلط خبر سے دل کا دورہ پڑ جاتا ہے، جس سے کبھی جان بھی چلی جاتی ہے، اسلام نے بے شک مزاح کی اجازت دی ہے خود رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پاکیزہ ظرافت اور تفریح طبع کے نمونے موجود ہیں جن سے عقل وعلم میں اضافہ اور سچائی کا پہلو پیش نظر رہتا اس مزاح وظرافت میں بے شمار حکمتیں اور اسرار ورموز ہوتے تھے۔ اب کوئی اسے اس دروغ گوئی فریب کاری، دھوکہ دہی کے لیے سند جواز نہیں بنا سکتا۔

دیکھئے مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۷۵ حدیث نمبر ۸۸۶۲ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ

**لَا یُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِیْمَانَ کُلَّهٗ حَتّٰی یَتْرُکَ الْکِذْبَ فِی الْمَزَاحَةِ وَالْمِرَآءِ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا**

یعنی بندہ اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ مزاح اور جھگڑے میں بھی جھوٹ نہ چھوڑ دے چاہو (عام حالات میں) وہ سچا ہی ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۴ صفحہ ۳۷۵، حدیث نمبر ۸۸۶۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**نتیجہ** اس حدیث سے پتہ چلا اور یہ نتیجہ نکلا کہ ہنسی مذاق ہو یا جھگڑا ہر حال میں مؤمن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اب اپریل فول کو دیکھو کہ اس میں یہ چیز ہے؟ ہرگز

نہیں! تو بہر صورت اس سے پرہیز ضروری ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

ٹوتھ پیسٹ اور بُرش سے سنتِ مسواک ادا ہوگی یا نہیں؟

السائل: حافظ محمد انور، جھنگڑ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اصل سنت تو ادا نہیں ہوگی تاہم مسواک کے دو پہلو ہیں ایک مسواک کا اصل مقصود یہ ظاہر ہے کہ نظافت و صفائی وستھرائی ہے یہی وجہ ہے کہ اتنے دنوں تک مسواک نہ کرنا کہ منہ میں بدبو پیدا ہو جائے اور دانتوں پہ زردی آجائے یہ مکروہ ہے۔

دوسرا پہلو آلۂ مسواک کا ہے یعنی وہ چیز جس کے ذریعے دانتوں کی صفائی کا کام لیا جائے/ ٹوتھ پیسٹ، برش اور منجن کے ذریعے مسواک کی پہلی سنت ادا ہو جائے گی۔ امام نووی فرماتے ہیں

دیکھئے شرح المہذب جلد اول صفحہ ۲۸۱، مطبع دار الفکر بیروت لبنان میں ہے

**وَبِاَیِّ شَیْءٍ اِسْتَاكَ مِمَّا یَقْلَعُ الْقَلَحَ وَیُزِیْلُ التَّغَیُّرَ كَالْخِرْقَةِ الْخَشِنَةِ**

وَغَيْرِهَا اَجْزَاَهُ لِاَنَّهُ يَحْصِلُ بِهِ الْمَقْصُوْدُ وَ اِنْ اَمَرَّ اِصْبَعَهُ عَلٰى اَسْنَانِهٖ لَمْ يُجْزِئْهُ لِاَنَّهُ لَا يُسَمّٰى سِوَاكًا

یعنی گندگی اور دانتوں کی زردی کو ختم کر دینے والی چیزوں میں سے جس چیز سے بھی مسواک کرے کافی ہے کہ اس سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے اگر دانتوں پر محض انگلی سے ملا ہو تو کافی نہیں کہ اس کو مسواک سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

وَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ السِّوَاكُ مِنْ اَشْجَارٍ مُّرَّةٍ لِاَنَّهُ يَطِيْبُ نَكْهَةَ الْفَمِ وَ يَشُدُّ الْاَسْنَانَ وَ يَقْوِيْ الْمِعْدَةَ وَلْيَكُنْ رُطَبًا فِيْ غِلَظِ الْخِنْصَرِ وَ طُوْلِ الشِّبْرِ

اور مسواک ایسے درختوں کی لکڑی سے بنانا چاہیے جو تلخ ہوتے ہیں اس سے منہ کی بدبو پاک ہوتی اور دانت مضبوط ہوتے ہیں اور معدہ قوی ہوتا ہے اور چاہیے کہ مسواک کی لکڑی تر ہو اور کنیا انگلی کے اندازے موٹی ہو اور ایک بالشت لمبی ہو۔

**نتیجہ** تو ثابت ہوا کہ اگرچہ ٹوتھ پیسٹ مسواک کا کام تو دے سکتی ہے مگر سنت یہی ہے کہ لکڑی کی مسواک ہو۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| شرح المہذب | جلد اول صفحہ ۲۸۱ | مطبع دار الفکر بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت قبلہ استاذی المکرم! جنابت کی حالت میں قرآن مجید کا لکھنا اور ٹائپ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

السائل (مولانا) ابوبکر ولد بنارس (ریڈنگ یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

جنابت کی حالت میں قرآن پاک کا لکھنا اور ٹائپ کرنا ناجائز ہے یہاں تک کہ چاہو کاغذ پر ہاتھ رکھنے کی نوبت بھی نہ آئے چاہو ایک آیت ہی ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو قرآن مجید کی کمپوزنگ اور اس کو ٹائپ کرنا بھی صحیح نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۴۳ تا ۴۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَالْجُنُبُ لَا يَكْتُبُ الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كَانَتِ الصَّحِيْفَةُ عَلَى الْاَرْضِ وَلَا يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا وَاِنْ كَانَ مَا دُوْنَ الْاٰيَةِ**

یعنی جنبی قرآن مجید کی کتابت نہ کرے خواہ ایسا ہی کیوں نہ ہو کہ کاغذ زمین پر ہو اور وہ اس پر اپنا ہاتھ نہ رکھے چاہو وہ ایک آیت سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر وضو نہ ہو تو لکھ سکتا ہے بشرطیکہ کہ ہاتھ کاغذ سے نہ لگے جس پر لکھے۔

جیسا کہ درمختار بر حاشیہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۱۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے

**وَلَا تُكْرَهُ كِتَابَةُ قُرْاٰنٍ وَالصَّحِيْفَةُ اَوِ اللَّوْحُ عَلَى الْاَرْضِ**

یعنی بے وضو کے لیے قرآن کا لکھنا اس طرح مکروہ نہیں ہے کہ کاغذ اور تختی زمین پر ہو مگر اس میں بھی

اختلاف ہے اس لیے احتراز بہتر ہے یہ حکم جس طرح کتابت کے لیے ہے اسی طرح ٹائپ اور کمپوزنگ کے لیے ہے۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت جو عورتیں بالوں کے مصنوعی جُوڑوں کو استعمال کرتی ہیں یہ صحیح ہے یا غلط اور وُضو اور غسل میں ان کا کیا حکم ہے؟ ان کو اُتار کر وُضو اور غسل کیا جائے یا ان سمیت ہی کیا جائے گا تو کافی ہے؟ جبکہ ہمارے احناف کے نزدیک مرد و عورت کے لیے وضو میں چوتھا حصہ سر کا مسح کرنا فرض ہے اور غسل میں عورت کے لیے سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی کا پہنچنا ضروری ہے۔

السائل: غلام سرور شجاع آباد

## الجواب و ھو الموفق للصواب

(۱) عورتوں کے لیے بالوں کے مصنوعی جُوڑوں کا استعمال غلط ہے ناجائز ہے۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۷۸، حدیث نمبر ۵۹۳۲، مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی پر ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عامِ حج میں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے (مدینہ منورہ میں)

سنا جب کہ وہ منبر پر یہ فرما رہے تھے

وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ اَيْنَ عُلَمَآءُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اِتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآءُهُمْ

اور آپ نے بالوں کی ایک چوٹی جو آپ کے محافظ کے ہاتھی میں تھی لے کر فرمایا کہاں ہیں کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ اس طرح بال بنانے سے منع فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اپنے بال اس طرح سنوارنے شروع کر دیے تھے۔

(۲) غسل اور وُضوء میں ان کو اُتارنا ضروری ہے کیونکہ نہ تو یہ جسم کا حصہ ہیں اور نہ کسی ضرورت کی بناء پر لگائے گئے ہیں اور نہ ہی ان کا اتارنا اتنا مشکل ہے بلکہ ان کی حیثیت تو ایک خارجی چیز کی ہے لہٰذا ان کا اتارنا ضروری ہے تاکہ اصل سر کے بالوں پر وُضو میں چوتھائی سر کا مسح ہو اور اصل سر کے بالوں کی جڑوں تک عورت کے غسل کرتے وقت پانی کا پہنچنا آسان ہو جو کہ ضروری ہے۔ اگرچہ عورت کے لیے آسانی کے طور پر مینڈیوں کا کھولنا اور بالوں کا خوب دھونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔

دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۳، مطبع دار المعرفۃ بیروت میں ہے

وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْاَةِ اَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِى الْغُسْلِ اِذَا بَلَغَ الْمَآءُ اُصُوْلَ الشَّعْرِ

یعنی غسل کرتے وقت عورت کو اپنی مینڈیوں کو کھولنا ضروری نہیں جبکہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک غسل میں بالوں کی جڑوں تک پانی نہ پہنچے اور سر کے اصل بالوں کا مسح نہ کیا گیا تو نہ وُضو ہوا اور نہ غسل ہوا۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۲ صفحہ ۸۷۸، حدیث نمبر ۵۹۳۲ | مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۳ | مطبع دار المعرفۃ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت قرآن کے لیے ایک ڈبہ حفاظتی جلدِ قرآن کی شکل میں بنایا جاتا ہے جس میں قرآن مجید کو غلاف کی طرح رکھا جاتا ہے۔ یہ مخصوص جلد جس کے گتے قرآن پاک کے اوراق سے پیوستہ ہوتے ہیں ان کے علاوہ ہوتا ہے جس میں قرآن کو رکھ دیا جاتا ہے اور آسانی سے نکال لیا جاتا ہے اس کو چھونا ناپاک انسان کے لیے جائز ہے یا ناجائز؟

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس غلاف نماڈبہ کو چھونا جائز ہے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۴۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**لَا يَجُوْزُ ۔۔۔ مَسُّ الْمُصْحَفِ اِلَّا بِغِلَافٍ مُّتَجَافٍ عَنْهُ كَالْخَرِيْطَةِ وَالْجِلْدِ الْغَيْرِ الْمُشَرَّزِ لَا بِمَا هُوَ مُتَّصِلٌ بِهٖ هُوَ الصَّحِيْحُ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى**

بے وُضو کو قرآن کا چھونا جائز نہیں لیکن قرآن اگر ایسے غلاف میں ہو جو اُس سے جدا ہو جیسے تھیلی یا ایسی جلد جو اس میں سلی ہوئی نہ ہو تو جائز ہے اور جو اس سے متصل ہو تو جائز نہیں یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۴۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت قرآنی آیت کے بنے ہوئے تمغے کو ناپاک آدمی کا چھونا جائز ہے یا ناجائز؟

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

تمغے پر پوری آیت لکھی ہوتو ناجائز ہے۔ دیکھئے جوہرہ نیرہ جلد اول صفحہ ۳۶، مطبع مکتبہ حقانیہ ملتان اور فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۴۳ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَلَایَجُوْزُ مَسُّ شَیْءٍ مَکْتُوْبٌ فِیْهِ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ مِنْ لَوْحٍ اَوْ دَرَاهِمَ اَوْ غَیْرِ ذٰلِكَ اِذَا کَانَتْ اٰیَةً تَامَّةً**

یعنی کسی ایسی چیز کا چھونا جائز نہیں ہے جس میں قرآن کا کچھ حصہ لکھا ہوا ہو جیسے تختی یا درہم وغیرہ بشرطیکہ مکمل ایک آیت ہو۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۴۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

جناب عالی! جن تمغوں پر آیت قرآنی لکھی ہو اُن کو استنجاء کی حالت میں رکھنے یا بیت الخلاء میں لے جانے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

السائل قاری خادم حسین، نگینہ مسجد اولڈھم یو۔کے

ایسے تمغوں اور دوسری چیزوں کو بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۵۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَيُكْرَهُ اَنْ يَّدْخُلَ فِي الْخَلَاءِ وَمَعَهٗ خَاتَمٌ عَلَيْهِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ**

یعنی بیت الخلاء میں ایسی انگوٹھی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو یا قرآن کا کچھ حصہ لکھا ہوا ہو لے کر داخل ہونا مکروہ ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۵۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

قرآن کے نقوش اور اعداد کی حیثیت وحکم بھی کیا قرآن کی طرح ہی ہے کہ جس طرح جنبی کو قرآن کا پڑھنا اور چھونا جائز نہیں اسی طرح نقوش اور اعدادِ قرآن کا چھونا اور پڑھنا بھی ناجائز ہے یا نہیں؟

السائل — نور محمد، شجاع آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

نہیں قرآن کے نقوش اور اعداد کا حکم قرآن مجید کی طرح نہیں اس لیے کہ یہ عدد کسی دوسرے جملے کا بھی ہو سکتا ہے قرآن مجید کی کسی آیت کا جنبی کو پڑھنا درست نہیں لیکن اس آیت میں آنے والے تمام حروف تہجی کو الگ الگ پڑھے تو اجازت ہے۔

دیکھئے فتاوٰی عالمگیر جلد اول صفحہ ۴۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**اِذَا حَاضَتِ الْمُعَلِّمَةُ فَيَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُعَلِّمَ الصِّبْيَانَ كَلِمَةً كَلِمَةً وَ تَقْطَعُ**

یعنی جب پڑھانے والی معلمہ کو حیض آجائے تو اُس کو چاہیے کہ بچوں کو ایک ایک کلمہ کر کے پڑھائے اور دو کلموں کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھائے یعنی ہجے کر کے پڑھائے اس کے لیے یہ مکروہ نہیں۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاوٰی عالمگیر | جلد اول صفحہ ۴۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! لکڑی کے کوئلہ پر تیمم کرنا درست نہیں ہے تو یہ فرمایا جائے کہ پتھر کے کوئلہ پر بھی تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

السائل **احمد سعید رائیونڈ لاہور**

## الجواب و هو الموفق للصواب

پتھر کا کوئلہ ایک درجہ میں پتھر ہے اور جلے ہوئے پتھر پر فقہاء نے تیمم کو جائز قرار دیا ہے کہ یہ ایک باریک کُوٹے ہوئے پتھر کی طرح ہے تو اس پر تیمم جائز ہے دیکھئے درِمختار علی رد المحتار جلد اول صفحہ ۴۰۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**اِلَّا رَمَادُ الْحَجَرِ فَیَجُوْزُ کَحَجَرٍ مَّدْقُوْقٍ**

یعنی سوائے پتھر کوئلہ کے کہ وہ باریک کُوٹے ہوئے پتھر کی طرح جائز ہے۔

ہاں اگر کوئی دوسری چیز تیمم کے قابل موجود ہو تو بہتر ہے کہ اُس پر تیمم کرے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| درِمختار علی رد المحتار | جلد اول صفحہ ۴۰۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

جس صابن کو ناپاک اشیاء ڈال کر بنایا گیا ہو اُس کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

السائل: محبوب احمد بلندی اوتاڑ

## الجواب و هو الموفق للصواب

فقہاء کرام نے اس کو دو وجہ سے جائز قرار دیا ہے کہ ایک تو اس وجہ سے کہ ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کھو دیتے ہیں اور کوئی بھی ناپاک چیز جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو دے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔ دوسرا اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے کہ اس سے احتراز دشوار ہے ایسی چیز کو فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

علامہ شامی ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۱۹ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں فرماتے ہیں کہ

**جَعْلُ الدُّهْنِ النَّجِسِ فِي صَابُوْنَ يُفْتٰى بِطَهَارَتِهٖ لِاَنَّهٗ تَغَيَّرَ وَالتَّغَيُّرُ يُطَهِّرُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَّيُفْتٰى بِهٖ لِلْبَلْوٰى**

یعنی ناپاک تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا اس لیے کہ اس میں تغیر آ گیا ہے اور تغیر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاکی کا باعث ہے اور ابتلاء عام کی وجہ سے اِسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| علامہ شامی ردالمحتار | جلد اول صفحہ ۵۱۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت! بعض یونانی اور دیگر دواؤں کے لیے تقطیر کا عمل کیا جاتا ہے یعنی جس چیز کے قطرات حاصل کرنے ہوں اس کو اُبالتے ہوئے اوپر کوئی ایسی چیز رکھ دی جاتی ہے جو نکلنے والے بھاپ کو قطرات کی شکل میں محفوظ کرلے۔ اب اس سلسلہ میں سوال یہ ہے

اگر ناپاک چیز پر عمل تقطیر کیا گیا ہو تو اس سے حاصل ہونے والے قطرات ناپاک ہوں گے یا پاک؟

السائل (مولانا) عبدالرسول، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس میں دو قول ہیں۔

(۱) اس عمل تقطیر سے ناپاک چیز کے قطرات بھاپ بھی ناپاک ہوں گے۔ دیکھئے ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۳۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**فَلَوِاسْتَقْطَرَتِ النَّجَاسَةُ فَمَائِيَّتُهَا نَجَسَةٌ لِانْتِفَاءِ الضَّرُوْرَةِ**

یعنی اگر کسی ناپاک چیز پر عملِ تقطیر کیا تو اس سے حاصل شدہ پانی ناپاک ہوگا۔

(۲) شامی جلد اول صفحہ ۵۳۱ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَمَا يُصِيْبُ الثَّوْبَ مِنْ بُخَارَاتِ النَّجَاسَةِ قِيْلَ يُنَجِّسُهُ وَقِيْلَ لَا وَهُوَ الصَّحِيْحُ**

یعنی نجاست کے بخارات کپڑے میں لگ جائیں تو بعض نے کہا وہ ناپاک ہو جائے گا اور بعض نے کہا ناپاک نہیں ہوگا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| ردالمحتار | جلد اول صفحہ ۵۳۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| شامی | جلد اول صفحہ ۵۳۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
|---|---|---|

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

## محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

جناب عالی! آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے کیا ننگے سر نماز پڑھنا افضل و کارِ ثواب ہے یا سر ڈھک کر نماز پڑھنا افضل و کارِ ثواب ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل — حافظ سعید احمد، ساؤتھ افریقہ

## الجواب و هو الموفق للصواب

سر ڈھک کر نماز پڑھنا کارِ ثواب اور افضل ہے نہ کہ سر ننگا رکھ کر نماز پڑھنا۔ دیکھئے درِ مختار علی رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَ صَلَاتُهٗ حَاسِرًا اَیْ كَاشِفًا رَأْسَهٗ لِلتَّكَاسُلِ ۔۔۔ وَ اَمَّا لِلْاَهَانَةِ بِهَا فَكُفْرٌ وَلَوْ سَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ فَاِعَادَتُهَا اَفْضَلُ**

یعنی سُستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نماز کی توہین مقصود ہو تو ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے اور اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو نماز میں ہی دوبارہ ٹوپی پہن لینی چاہیے اسی میں افضلیت ہے جبکہ عملِ کثیر کے بغیر پہننا ممکن ہو۔

اور کشف الغمہ عن جمیع الأمۃ جلد اول صفحہ ۱۰۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث بیان فرماتے ہیں کہ

**كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَأْمُرُ بِسَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ بِالْعِمَامَةِ أَوِ الْقَلَنْسُوَةِ وَيَنْهٰى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ**

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے پگڑی سے ہو یا ٹوپی سے اور نماز میں سر ننگا رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

اور دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۱۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَ تُكْرَهُ الصَّلٰوةُ حَاسِرًا رَأْسَهٗ اِذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ تَكَاسُلًا اَوْ تَهَاوُنًا بِالصَّلٰوةِ**

یعنی کسی کے پاس عمامہ موجود ہو تو سستی کی وجہ سے یا نماز کو ایک سہل کام سمجھ کر ننگے سر نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔ اور دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۱۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درِ مختار علی رد المحتار | جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کشف الغمہ عن جمیع الأمۃ | جلد اول صفحہ ۱۰۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بحر الرائق | جلد ۲ صفحہ ۴۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زمیندار جب اپنی فصل کاٹ کر بیلوں سے گہاتے ہیں جب کہ مکمل گہالی جائے تو اُسے ایک جگہ پیر میں یعنی خلیان میں جمع کر کے برساتے ہیں آخر برسانے کے بعد تُوڑا (توڑی) کو الگ اور گندم (گیہوں) کو الگ کر دیا جاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ گہاتا گہانے کے دوران جو بیل پیشاب یا گوبر کر دیتے ہیں گوبر کو فوراً الگ پھینک دیا جاتا ہے اور پیشاب گیہوں اور جو وغیرہ فصل جو جڑ تک کاٹی جاتی ہے اُس پر پڑتا ہے تو از روئے شریعت فرمایا جائے کہ وہ گیہوں پاک ہیں یا ناپاک؟

السائل رحمت علی حویلی پڑھانہ والی

## الجواب و هو الموفق للصواب

وہ گیہوں جو بیلوں سے گہاتا گہا کر نکالے گئے ہیں وہ کوئی من دو من نہیں ہیں وہ منوں کے حساب سے گیہوں وغیرہ کی فصل ہوتی ہے لہٰذا وہ پاک ہے۔ دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۵۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

**اَلْحِنْطَةُ تُدَاسُ بِالْحُمُرِ تَبُوْلُ وَتَرُوْثُ وَ يُصِيْبُ بَعْضَ الْحِنْطَةِ وَ يَخْتَلِطُ مَعَ اُصِيْبَ مِنْهَا بِغَيْرِهٖ قَالُوْا لَوْعَزَلَ بَعْضَهَا وَ غَسَلَ ثُمَّ خَلَطَ الْكُلَّ اُبِيْحُ تَنَاوُلُهَا**

یعنی گیہوں جو جانوروں سے گہائے جاتے ہیں اور جانور بیل وغیرہ اس پر پیشاب یا گوبر کر دیتے ہیں تو گیہوں میں اُس کا کچھ اثر پہنچ جاتا ہے جو دوسری گندم میں مل جاتا ہے تو اس نجس اور غیر نجس کے ملنے سے وہ پاک ہوگی یا ناپاک؟ تو فقہ کی بعض کتابوں میں جو ناپاک کو پاک کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ کچھ گندم دھو لی جائے اور باقی رہنے دی جائے اور پھر دھوئی ہوئی گندم کو اس میں ملا دیا جائے تو استعمال اس کا مباح ہے۔

ناچیز محمد عبدالغفور الوری کہتا ہے کہ یہ کوئی من دو من کی بات نہیں یہ سینکڑوں من گندم گہائی جاتی ہے جس کی کٹائی ہوتی ہے جسے ہندی زبان میں لاوَنی کرنا کہتے ہیں پھر اُس کی پولیاں باندھی جاتی ہیں پھر اس کو سَکیَرا جاتا ہے یعنی جمع کیا جاتا ہے پھر اس کو ایک جگہ پر اکٹھا کیا جاتا ہے جسے ہندی زبان میں (گادھا لگانا) کہا جاتا ہے پھر جب گہاتے ہیں پھر اس گادھے میں سے جو پولیاں نکالی جاتی ہیں گہانے کے لیے جس پر گہاٹا چلتا ہے اُس کو (لان پھیلانا) کہتے ہیں پھر اُس کے اوپر بیل چڑھا کر گہایا جاتا ہے جسے (گہاٹا) کہتے ہیں پھر اُس کے اوپر اگر بیل دورانِ گہاٹا گہانے پیشاب یا گوبر کردیں تو زمین دار گوبر کو تو فوراً باہر پھینک دیتے ہیں اور پیشاب رہ جاتا ہے تو وہ وہ پیشاب گہائی جانے والی گیہوں کی نالیوں بالوں اور دانوں پر پڑتا ہے وہ تو گہاتے گہاتے ہی صاف ہوجاتا ہے پھر جب وہ گندم گہہ جاتی ہے تو ایک جگہ بمع دانوں اور توڑی کے جمع کردیتے ہیں جس کو ہندی زبان میں (سِلّی) لگانا کہتے ہیں پھر اُس کے بعد اُسے برسایا جاتا ہے پھر برسانے کے بعد صاف دانے جو نکلتے ہیں وہ سینکڑوں من کے قریب ہوتے ہیں اُن کو جب جمع کرتے ہیں تو اُسے (رأس) کہا جاتا ہے تو یہ اتنی بڑی رأس کی دھونے کی بات نہیں بلکہ وہ خود بخود پاک ہوجاتی ہے نیز یہ عمومِ بلویٰ کے بناء پر پاک ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۵۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

اُستاذِ گرامی قدر حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب گزارش ہے کہ مورخہ 3-4-2016ء بروز اتوار 5 بجے تا 7 بجے برمنگم یو۔کے، تکبیر ٹی وی پر ایک نئے پروگرام (شامِ عارفاں) کی افتتاحی تقریب میں فخرِ اہلسنت جناب علی محمد قادری پروگرام ہذا کے اینکر نے آپ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پروگرام (شامِ عارفاں) کی افادیت کو بیان کرنے کے لیے مدعو کیا تھا جس میں آپ نے ایک حدیث پڑھ کر بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا فرمان ہے کہ کسی بھی نیک کام کو شروع کرنے سے اُس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا افضل ہے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے عارفین، صالحین کے ذکر کرنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ تیسری حدیث غالباً یہ کہ ان عارفین وکاملین وصالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضرت جتنا یاد رہا عرض کر دیا ہے یہ حدیثیں موقعۂ محل کے مطابق تھیں۔ اب گزارش ہے کہ اصل حدیثیں کس طرح ہیں ؟ اور کن کن کتابوں میں ہیں؟ بحوالہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام مع الاحترام۔

السائل ≡ محمد حبیب اللہ فاروقی (ریڈنگ، یو۔کے)

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

علامہ فاروقی صاحب گزارش ہے کہ پہلی حدیث یہ ہے کہ

**اِسْتِتْمَامُ الْمَعْرُوْفِ اَفْضَلُ مِنْ اِبْتِدَآئِهٖ**

یعنی نیک کام کا انتہاء کو پہنچانا اُس کی ابتداء کرنے سے افضل ہے۔

یہ مندرجہ ذیل کتب میں ہے

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۶ صفحہ ۱۷۲، حدیث نمبر ۱۶۲۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسند الفردوس | جلد اول صفحہ ۴۱۵، حدیث نمبر ۱۶۸۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المعجم الصغیر | جلد اول صفحہ ۱۵۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کشف الخفاء | جلد اول صفحہ ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۵۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلد ۸ صفحہ ۲۳۶ حدیث نمبر ۱۳۶۴۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

## (۲) دوسری حدیث یہ ہے

**عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ**

یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک کاملین و عارفین بندوں کے ذکر کرنے کے وقت رحمتِ خداوندی نازل ہوتی ہے۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| حلیۃ الاولیاء | جلد ۷ صفحہ ۳۳۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مقاصدِ حسنہ | صفحہ ۳۳۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| اتحاف السعادۃ المتقین | جلد ۶ صفحہ ۳۵۰ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

## (۳) تیسری حدیث یہ ہے

**ذِكْرُ الْاَنْبِيَآءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةُ الذُّنُوْبِ**

یعنی انبیاء (علیہم السلام) کا ذکر کرنا عبادت ہے اور عارفین و کاملین اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶ حدیث نمبر ۳۲۲۴۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

| الجامع الصغیر وزیادتہٗ | صفحہ ۴۴۷ حدیث نمبر ۳۰۴۸ | مطبع المکتبۃ الاسلامی |
|---|---|---|

آپ کی مطلوبہ حدیثیں بحوالہ جات پیش کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


# محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت! سنا گیا ہے کہ سب سے عمدہ خزانہ انسان کے لیے نیک عورت ہے اگر ایسا حدیث میں ہے تو انتہائی کرم ہوگا یہ حدیث کس طرح اور کس کتاب میں ہے؟ آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل ≡ حافظ شفیق الرحمٰن خطیب مانگا منڈی لاہور

## الجواب و ھو الموفق للصواب

اصل میں یہ الفاظ ایک حدیث کے آخر میں ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ" (سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۴) نازل ہوئی تو مسلمانوں پر شاق ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری مشکل حل کرتا ہوں اور وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ آیت آپ کے اصحاب پر بہت شاق ہو رہی ہے! حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لیے فرض کی تا کہ تمہارا باقی مال پاک ہو جائے (لہٰذا جس مال کی

زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز میں شامل نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے میراث مقرر کی تا کہ بعد والوں کو مال ملے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

**اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَّا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَ اِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَ اِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ**

یعنی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ ایک انسان کے لیے سب سے عمدہ خزانہ کیا ہے؟ سنو! وہ پاک باز عورت ہے پھر اُس کے بعد حضور ﷺ نے خود اس بات کی وضاحت فرما دی کہ پاک باز عورت کونسی ہے فرمایا پاک باز عورت وہ ہے کہ جب اُس کا خاوند اُس کی طرف دیکھے تو مسرت محسوس کرے اور جب خاوند اُسے کوئی حکم دے تو اُس کی اطاعت کرے اور جب خاوند غیر حاضر ہو تو خاوند (کے گھر، عزت و مال) کی حفاظت کرے۔

تو یہ ہے وہ حدیث جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح ہے اور کس کتاب میں ہے تو ملاحظہ ہو یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں ہے

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد شریف | جلد اوّل صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۵ | مطبع سعید کمپنی کراچی |
| اور ابوداؤد | جلد اوّل صفحہ ۴۸۹، حدیث نمبر ۱۶۶۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسند ابی یعلیٰ | جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ حدیث نمبر ۲۴۹۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| عون المعبود شرح ابوداؤد | جلد ۵ صفحہ ۵۰ تا ۵۱ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

جناب یہ حدیث کس طرح اور کس کتاب میں ہے؟ کہ جب تک انسان کی تمام خواہشات میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہوں گی تو وہ مؤمن نہ ہوگا؟

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ حدیث پاک مسند الفردوس دیلمی جلد ۵ صفحہ ۱۵۳ حدیث نمبر ۷۷۹۱، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں یوں ہے

**لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ**

یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کی خواہشات میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہوجائیں۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مسند الفردوس دیلمی | جلد ۵ صفحہ ۱۵۳ حدیث نمبر ۷۷۹۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

ایک شخص سومیل کی مسافت طے کر کے ایک جگہ جانا چاہتا ہے اور وہاں پہنچنے کے لیے اپنا سفر شروع کر دیتا ہے اثناءِ سفر میں ایسا شہر یا مقام آجاتا ہے جو اس کے سسرال کا ہے اور اس کے بیوی بچے یہاں رہائش رکھتے ہیں یہ شخص یہاں ایک رات یا دن کو رُک جاتا ہے تو پوری نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

السائل — مولانا عبدالرسول الوری، پریسٹن، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطیکہ صدقِ سائل صورتِ مسؤلہ میں یہ شخص یہاں پوری نماز پڑھے گا کیونکہ اس کے بیوی بچے یہاں سسرال میں رہائش رکھتے ہیں اور چونکہ انسان جہاں شادی کر لے یا وہاں اُس کے اہل وعیال اور یہ رہنا شروع کر دیں تو وہ بھی اس کا وطن اصلی بن جاتا ہے۔ اور جب مسافر سفر سے وطن اصلی میں آتا ہے تو پوری نماز پڑھتا ہے اس لیے یہ شخص بھی یہاں رُکے گا تو پوری نماز پڑھے گا قصر نہیں کرے گا۔

دیکھئے

فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۶۵، مطبع دار المعرفت بیروت لبنان میں ہے

اَلْمُسَافِرُ اِذَا جَاوَزَ عِمْرَانَ مِصْرِهٖ (اِلٰی قَوْلِهٖ) اِنْ كَانَ ذٰلِكَ وَطَنًا اَصْلِيًّا بِاَنْ كَانَ مَوْلِدُهٗ وَسَكَنَ فِيْهِ اَوْ لَمْ يَكُنْ مَوْلِدُهٗ وَلٰكِنَّهٗ تَاَهَّلَ بِهٖ وَ جَعَلَهٗ دَارًا يَّصِيْرُ مُقِيْمًا

یعنی مسافر جب اپنے سفر کے دوران ایسے شہر سے گزرے جو اُس کا وطن اصلی ہے کہ اُس کی جائے پیدائش یہاں کی ہے یا جائے پیدائش تو نہیں لیکن اُس نے یہاں شادی کر لی اور اپنے بیوی بچے رکھ کر یہاں رہائش بنالی تو اگر دوران سفر اس کو یہاں رُکنا پڑ گیا تو پوری نماز پڑھے گا۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ قاضی خان | جلد اول صفحہ ۱۶۵ | مطبع دار المعرفت بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


# محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

مکرم ومحترم حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج مقدس!

جناب آگاہ فرمائیں کہ وہ حدیث کونسی اور کیسے ہے؟ جس میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہوگا تاکہ اُن کے درمیان فیصلہ فرمائے سب سے پہلے تین آدمیوں کو بلایا جائے گا (۱) جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا گیا ہو۔ (۲) جس نے قرآن پاک یاد کیا ہوگا۔ (۳) جو شخص زیادہ مالدار ہوگا۔

السائل (مولانا) لیاقت علی امام مسجد کمہارانوالی رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ!

(مولانا) لیاقت علی صاحب! وہ حدیث یہ ہے اور یوں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ أَيُّهَا الشَّيْخُ، حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُّقَالَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ

لِيُقَالَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

ترجمہ: حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جب لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے چھٹ گئے تو اہل شام میں سے ناتل نامی ایک شخص نے کہا اے شیخ آپ وہ مجھے حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے متعلق فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اُس کو بلایا جائے گا اور اُس کو اُس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے اس لیے قتال کیا تھا تا کہ تو بہادر کہلائے سو تجھے بہادر کہا گیا پھر اُس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا حتیٰ کہ اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک شخص نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا اُس کو بلایا جائے گا اور اُس کو اُس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو (اللہ تعالیٰ) اس سے فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کو سکھلایا اور تیرے لیے قرآن مجید پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے

اس لیے علم حاصل کیا تھا کہ تا کہ تو عالم کہلائے اور تو نے قرآن پڑھا تا کہ تو قاری کہلائے تو تجھے عالم اور قاری کہا گیا پھر اُس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا حتیٰ کہ اُس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص پر اللہ نے وسعت کی اور اس کو ہر قسم کا مال عطا کیا اُس کو قیامت کے دن بلایا جائے گا۔ اور وہ نعمتیں دکھائی جائیں گی اور جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا میں نے ہر اُس راستہ میں خرچ کیا جس راستہ میں مال خرچ کرنا تجھ کو پسند ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے یہ کام اس لیے کیے تا کہ تجھ کو سخی کہا جائے سو تجھ کو سخی کہا گیا پھر اُس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا اور پھر اُس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ حدیث نمبر ۱۹۰۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بیہقی شریف | جلد ۹ صفحہ ۲۸۳ حدیث نمبر ۱۸۵۴۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ترمذی شریف | صفحہ ۵۴۲ حدیث ۲۳۸۲ | مطبع دار السلام الریاض |
| نسائی شریف | صفحہ ۵۲۷، حدیث نمبر ۳۱۳۷ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت! سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ علماء کرام کو دیگر لوگوں سے علیحدہ کر کے جنت میں بھیجے گا کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس میں یہ آتا ہے؟ اگر ہے تو کس کتاب میں ہے؟

السائل ≡ سید انور حسین شاہ امام وخطیب مسجد جامع بیڈفورڈ یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت شاہ صاحب دام مجدہٗ! ہاں حدیث میں ایسا آتا ہے ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۷۵ حدیث نمبر ۲۸۸۹۶، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے کہ

**يَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يُمَيِّزُ الْعُلَمَآءَ فَيَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَآءِ اِنِّيْ لَمْ اَضَعْ فِيْكُمْ عِلْمِيْ وَ اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُعَذِّبَكُمْ اِذْهَبُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ**

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کو الگ کر کے فرمائے گا اے علماء کی جماعت! اگر میں نے تمہیں عذاب دینا ہوتا تو تمہیں علم کی دولت سے سرفراز نہ کرتا چلو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔

اوراسی طرح یہ حدیث

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلداول صفحہ ۱۶۸ حدیث نمبر ۵۲۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| طبرانی اوسط | جلد ۳ صفحہ ۱۸۴ حدیث ۴۲۶۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| طبرانی کبیر | جلد ۲ صفحہ ۸۴ حدیث ۱۳۸۱ | مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان |

اور کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سلسلہ میں کہ ایک حدیث اکثر سنتے ہیں کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ یہ حدیث کیسے اور کس کتاب میں ہے؟ اور ایک ہی فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری کس طرح ہے؟

السائل (مولوی) فضل دین ہانڈو گجر لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ حدیث یوں ہے

**وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک ہی فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۳۴ | مطبع مجتبائی دہلی |
| کنز العمال | جلد ۱۰ صفحہ ۶۷، حدیث نمبر ۲۸۷۸۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابن ماجہ | جلد اول صفحہ ۱۳۵ حدیث نمبر ۲۲۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مشکوٰۃ شریف | جلد اول صفحہ ۶۳ حدیث نمبر ۲۱۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ترمذی شریف | صفحہ ۶۰۸ حدیث نمبر ۲۶۸۱ | مطبع دار السلام الریاض |

ایک ہی فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری اس طرح ہے دیکھئے

حضرت مجاہد کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ہم یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب عطاء، طاؤس اور عکرمہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یکا یک ایک آدمی آیا جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آنے والا شخص بولا کوئی تم میں مفتی ہے؟ میں نے کہا سوال کرو! وہ بولا میں جب بھی پیشاب کرتا ہوں پیشاب کرنے کے بعد کودنے والا پانی آتا ہے (یعنی منی) ہم نے کہا وہ پانی جس سے بچہ بنتا ہے؟ بولا جی ہاں ہم نے کہا تمہیں غسل کرنا چاہیے وہ شخص "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کہتا ہوا واپس چلا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز میں جلدی کی جب سلام پھیرا فرمایا اے عکرمہ! اُس آدمی کو میرے پاس لاؤ عکرمہ اُس آدمی کو پکڑ کر لے آئے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ذرا بتاؤ تم نے اِس شخص کو کتاب اللہ کی رو سے فتویٰ دیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ کی سنت کی رو سے فتویٰ دیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کرام کی تعلیمات کی رو سے فتویٰ دیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا پھر تم نے کہاں سے یہ فتویٰ دیا ہے؟

ہم نے کہا رائے سے یہ فتویٰ دیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسی لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک فقیہ ہزار عبادت گزاروں سے بھی زیادہ شیطان پر بھاری ہوتا ہے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اُس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مجھے بتاؤ جب تمہیں وہ پانی خارج ہوتا ہے کیا تم اپنے دل میں شہوت پاتے ہو؟ وہ شخص بولا نہیں۔ فرمایا کیا تم اس کی وجہ سے جسم میں بے حسّی پاتے ہو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ تو بس جسم کی ٹھنڈ ہی ہے تمہیں اس کے بعد صرف وُضوء کر لینا چاہیے۔

تو یہ ہے وہ وجہ جس کی بناء پر ایک ہی فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے جو اس حدیث میں ذکر کی گئی۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت مؤدبانہ عرض ہے کہ یہ چند اشکالات ہیں جن کا جواب باصواب نمبروار بحوالہ عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا جبریل علیہ السلام نے معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیدار کرنے کے لیے اپنے کافوری پر یا لب آپ کے قدموں سے مس کیے؟ اگر ایسا ہے تو بحوالہ ارشاد فرمائیں اس کا ثبوت کہاں ہے؟

(۲) کیا معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل سے فرمایا کہ اے جبریل تیری کوئی حاجت ہے تو بتا؟ اور جبریل نے یہ حاجت طلب کی ہو کہ ہاں حضور ﷺ میری یہ حاجت ہے کہ قیامت کے دن میری ڈیوٹی لگ جائے کہ میں پل صراط پر اپنے پر بچھا دوں تا کہ ان کے اوپر سے آپ کے امتی گزر جائیں۔ اگر ایسا کہیں ہے تو بحوالہ ارشاد فرمائیں۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب براق پر سوار ہونے لگے تو آپ نے سوار ہونے میں توقف فرمایا اور آپ اُداس ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا اے جبریل میرے محبوب سے پوچھو کہ سوار ہونے میں توقف اور اداسی کا سبب کیا ہے؟ تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں یہ سوچ رہا ہوں اور اس لیے غمگین ہوں کہ آج میرے لیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سواری اور ملائکہ بھیجے ہیں کل قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا اور پُل صراط جس کی مسافت تیس ہزار سال کی ہوگی میری اُمت کا کیا بنے گا؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا جبریل میرے محبوب سے کہہ دے کہ کل قیامت کے دن تیرے اُمتیوں کے لیے بھی اسی طرح سواریاں اُن کی قبروں پر بھیجی جائیں گی جن پر سوار ہو کر وہ جنت میں پہنچ جائیں گے۔ کیا ایسا ہے اگر ہے تو ثبوت کیا ہے؟ حضرت بعض لوگ ان تینوں باتوں کا انکار کرتے

ہیں اس لیے بحوالہ ان کا ثبوت دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل محمد ابراہیم حقانی (الہ آباد)

## الجواب و ھو الموفق للصواب

### جواب نمبر (۱)

بالکل یہ ہے دیکھئے اشرف التفاسیر جلد ۱۵ صفحہ ۱۲ مطبع ضیاء القرآن لاہور میں ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) قدمِ پاکِ صاحبِ لولاک کو اپنے جبریلی ہونٹوں کے بوسہ سے اور اپنے کافوری پروں کے لمس سے جناب اُم ہانی کے گھر سے بیدار کرتے ہیں۔)

اور تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۰۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَاَیْقَظَهٗ جِبْرِیْلُ بِجَنَاحِهٖ**

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جبریل علیہ السلام نے اپنے (کافوری) پر (قدمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مس کر کے) بیدار کیا۔

اور ملاحظہ ہوں دیگر حوالہ جات۔

| | | |
|---|---|---|
| فیوض الرحمٰن | جلد ۱۵ صفحہ ۱۵ تا ۱۶ | مطبع مکتبہ غوثیہ کراچی |
| نادر المعراج فارسی | صفحہ ۶۳ تا ۶۴ | مطبع نورانی کتب خانہ بازار قصہ خوانی پشاور |
| یوسف زلیخا اصل فارسی | صفحہ ۱۵ | مطبع مجیدی کانپور |

میں ہے۔

؎ در آمد ناگہاں ناموسِ اکبر سُبکرو تر ازیں طاؤسِ اخضر

اچانک ناموسِ اکبر جبریل آ گئے اس سبز رنگ طاؤس یعنی آسمان سے زیادہ تیز رو

؎ برو مالید پر کاے خواجہ برخیز کہ امشب خوابت آمد دولت انگیز

(آپ کے قدموں) پر (اپنے کافوری) پَر ملے کہ حضور اُٹھیں آج کا سونا آپ کے لیے دولت انگیز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے قدموں کو جبریل نے اپنے پر اور لب لگائے۔

جواب نمبر (۲) کا ثبوت ان مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| روح البیان | جلد ۵ صفحہ ۱۲۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مواہب اللدنیہ | جلد ۲ صفحہ ۲۹ | مطبع المطبعۃ الشرفیہ ،ایران |
| نادر المعراج | صفحہ ۲۱۸ | مطبع نورانی کتب خانہ بازار قصہ خوانی پشاور |
| نزہۃ المجالس | جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ | مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| مقالاتِ کاظمی | حصہ اوّل صفحہ ۱۸۶ | مطبع مکتبہ شرکت حنفیہ، گنج بخش روڈ لاہور |
| حدائق بخشش | صفحہ ۴۰ | مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور |

الجواب نمبر (۳)

ہاں صورتِ مسؤلہ کا واقعہ صحیح ہے دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| نادر المعراج | صفحہ ۱۷ | مطبع نورانی کتب خانہ بازار قصہ خوانی پشاور |
| نزہۃ المجالس | جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ | مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |

اور متعدد کتب میں یہ موجود ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

بخدمت حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ دعاء میں ہاتھ اُٹھا کر دعاء مانگنا بہتر ہے یا بلا ہاتھ اٹھائے بہتر ہے؟ بحوالہ حدیث ہمارے رہنمائی فرمائی جائے کہ اس دعاء مانگنے کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا فرمان کیا ہے؟

السائل (مولانا) عبدالستار، تھہ روسہ

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دعاء کے سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بالکل واضح ہے کہ دعاء جب ہاتھ اٹھا کر کی جائے تو وہ ردنہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے

**اِنَّ اللّٰهَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَّسْتَحْیِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْهِ یَدَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ زندہ اور سخی ذات والا ہے جب کوئی بندہ اُس کے آگے (دعاء) کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو اُن کو خالی اور ناکام لوٹانے سے حیاء فرماتا ہے۔

یہ حدیث

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۲ صفحہ ۲۹ حدیث نمبر ۳۱۳۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| معجم الصغیر للطبرانی | جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد ۴ صفحہ ۳۲۲ حدیث نمبر ۳۸۶۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المستدرک | جلد اول صفحہ ۶۷۵ حدیث نمبر ۱۸۳۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بیہقی شریف | جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ حدیث نمبر ۳۱۴۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور متعدد کتبِ احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت! جس عورت کا خاوند مفقود الخبر ہو تو مذہب حنفیہ کے مطابق وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا کتنی مدت تک انتظار کرے علماء مذہب حنفیہ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟

السائل (مولانا) محمد عنایت اللہ، مدکے

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

صورتِ مسؤلہ میں عورت مذکورہ اتنی مدت تک انتظار کرے گی کہ خاوند مفقود الخبر کی عمر سے ستر سال گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو مثال کے طور پر تیس سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت

چالیس برس انتظار کرے جب اتنی مدت گزر جائے تو قاضی اس کی موت کا حکم کرے قاضی کے حکم کے بعد یہ عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے گی اور موت والی عدت گزار کر پھر جس سے چاہے نکاح کرے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتح القدیر | جلد ۶ صفحہ ۱۴۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

میں ہے

**عِنْدِیْ الْاَحْسَنُ سَبْعُوْنَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ،اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ فَکَانَتِ الْمُنْتَھٰی غَالِبًا**

کہ میرے نزدیک ستر سال بہتر ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اُمت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے تو آخری حد غالباً معتبر ہے۔

حدیث مذکور دیکھئے عمروں سے متعلق مزید

**عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ**

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اُمت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۵۳۳، حدیث نمبر ۲۳۳۱ | مطبع دار السلام الریاض |
| ابن ماجہ | جلد ۴ صفحہ ۵۲۸ حدیث نمبر ۴۲۳۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| المستدرک حاکم | جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ تا ۴۶۴ حدیث نمبر ۳۵۹۸، | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

اور اسی کی تائید حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مصطفیٰ ﷺ سے بھی ہوتی ہے جسے دار قطنی نے اپنی سنن میں جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ پر درج فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

**اِمْرَأَۃُ الْمَفْقُوْدِ اِمْرَأَتُہٗ حَتّٰی یَأْتِیَھَا الْبَیَانُ**

یعنی مفقود کی عورت اُسی کی عورت ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا حال ظاہر ہو۔

اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سید الفقہاء سند الائمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان بھی اسی طرح اس کے موافق ہے۔

جبکہ فرمان خداوندی اس سلسلہ میں واضح ہے کہ

"وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ" تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔

## مزید ملاظہ ہوں حوالہ جات

| | | |
|---|---|---|
| دار قطنی | جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ | مطبع دار المحاسن قاہرہ |
| التعلیق المغنی | جلد ۳ صفحہ ۳۱۳ | مطبع دار المحاسن قاہرہ |
| مصنف ابن ابی شیبہ | جلد ۵ صفحہ ۱۷۳ | مطبع مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| رد المحتار | جلد ۶ صفحہ ۴۶۴ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درمختار علی رد المحتار | جلد ۶ صفحہ ۴۶۳ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بحر الرائق | جلد ۵ صفحہ ۲۷۴ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| قدوری | صفحہ ۱۵۰ | مطبع مجتبائی دہلی |
| ہدایہ اولین | جلد ۲ صفحہ ۵۹۶ | مطبع یوسفی |
| شرح وقایہ | جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ | مطبع ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور |
| نور الہدایہ | جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ | مطبع مجیدی کانپور |
| البنایہ شرح ہدایہ | جلد ۷ صفحہ ۳۶۴ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتح القدیر شرح ہدایہ | جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجموعۃ الفتاویٰ | جلد ۲ صفحہ ۸۹ | مطبع شہزاد پبلشرز لاہور |

| فتاویٰ رضویہ | جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۱ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |
|---|---|---|

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

# محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

استاذ ذی وقار حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اسلامی آداب زندگی کے حوالہ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں

کیا خواتین زیر ناف بالوں کی صفائی کے لیے لوہا یا کسی دوسری دھات کا آلہ یعنی بلیڈ، اُسترا وغیرہ استعمال کرسکتی ہیں یا نہیں؟ رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکتیں نازل فرمائے۔ آمین

السائل حکیم افتخار الحسن رائیونڈی

مورخہ 16-05-2016

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عورت ان مذکورہ فی السوال اشیاء سے بال صفائی کا کام لے سکتی ہے اور ان کو استعمال کرسکتی ہے کیونکہ مقصود تو اُس جگہ کا پاک کرنا ہے اور وہ سب طریقوں میں حاصل ہے۔ مثلاً مونڈنا، کترنا، اکھیڑنا، نورہ

لگانا، مگر جوان عورت کے لیے افضل و بہتر اکھیڑنا ہے اور بوڑھی عورت کے لیے مونڈنا بہتر ہے۔

## مزید دیکھیے حوالہ جات

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۴ صفحہ ۶۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسلم شریف | جلد اول صفحہ ۱۲۸ | مطبع اصح المطابع کراچی |
| مظاہر حق | جلد اول صفحہ ۱۳۲ | مطبع منشی نولکشور لکھنؤ |
| مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | جلد ۲ صفحہ ۵ | مطبع مکتبہ امدادیہ ملتان |
| نووی شرح مسلم | جلد اول صفحہ ۱۲۸ | مطبع اصح المطابع کراچی |
| نعم الباری شرح بخاری | جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۲ | مطبع ضیاء القرآن لاہور |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۰ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت نماز میں سجدہ کرتے وقت نمازی کون سے عضوکو زمین پر پہلے رکھے گا؟ ہاتھوں کو یا گھٹنوں کو؟ اور سجدہ سے اُٹھتے وقت کون سے عضو کو پہلے اُٹھائے گا؟ ہاتھوں کو یا گھٹنوں کو؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل: اسامہ بن محمد اسماعیل رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

نمازی سجدہ کرتے وقت پہلے زمین پر گھٹنوں کو رکھے گا اور بعد میں پھر ہاتھوں کو اور سجدہ سے اُٹھتے وقت اس کا عکس یعنی پہلے ہاتھ اٹھائے گا اور پھر گھٹنے اُٹھائے گا جیسا کہ حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَ اِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اُٹھاتے۔

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد شریف | جلد اول صفحہ ۲۶۳ حدیث نمبر ۸۳۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ابن ماجہ | جلد اول صفحہ ۷۷ ۴ حدیث نمبر ۸۸۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| نسائی | صفحہ ۲۰۰، حدیث نمبر ۱۱۵۴ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان |
| ترمذی | صفحہ ۷۴ حدیث نمبر ۲۶۸ | مطبع دار السلام الریاض |

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اول صفحہ ۷۵ | مطبع دار المعرفت بیروت لبنان |
| بہارِ شریعت | حصہ ۳ صفحہ ۶۷ | مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب عالی!

بے اولاد زوجین میں سے خاوند فوت ہو جائے تو اب اس کی وراثت میں سے اُس کی بیوی کو کتنا حصہ ملے گا؟ از روئے شریعت آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل شیخ عابد حسین مہتمم مدرسہ حضرت کرمانوالہ امین پورہ رائیونڈ

**الجواب و هو الموفق للصواب**

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ!

صورتِ مسؤلہ میں متوفی خاوند کی وراثت سے جتنی بھی جائیداد متوفی خاوند کے نام ہوگی جو وہ چھوڑ گیا ہے اُس کی بیوی کو اس میں سے چوتھا حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

**وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ**

**الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ** (النساء آیت نمبر ۱۲)

اور تمہاری بیویوں کے لیے چوتھا حصہ ہے اُس (مال) سے جو تم نے چھوڑا اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو بیویوں کے لیے آٹھواں حصہ ہے اُس (مال) سے جو تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم کر جاتے ہو یا بعد ادائے قرض کے۔ (البیان)

اور **میرے علم میراث کے شیخ**، بحر العلوم، مخزن الفہوم، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، حضرت سراج الفقہاء علامہ ابو الفیض **سراج احمد** صاحب قدس سرہٗ سابق مفتی مدرسہ عربیہ سراج العلوم خانپور، اپنی کتاب (الزبدۃ السراجیۃ فی علم المیقات والمیراث والوصیۃ) مطبع یونین پرنٹنگ پریس ملتان، کے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں:

رُبُعَ شَوْھر ثمن زوجہ گر فرع صلبی بود  ورنہ شوھر نصف گیرد زوجہ ھا را ربع داں

یعنی اگر عورت صلبی اولاد چھوڑ کر فوت ہوگئی تو شوہر چوتھا حصہ لے گا اور اگر خاوند صلبی اولاد چھوڑ کر فوت ہو گیا تو عورت آٹھواں حصہ لے گی اور اگر اولاد نہ ہو اور عورت فوت ہوگئی تو اب خاوند کو اس کے ترکہ کا نصف حصہ ملے گا اور اگر خاوند فوت ہو گیا اور اُس کی اولاد نہ ہو تو اب بیوی چوتھا حصہ لے گی۔ لہٰذا صورتِ مسؤلہ میں عورت کو مرد کی کل جائیداد کے ترکہ سے چوتھا حصہ ملے گا۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

میں مسماۃ شائستہ لیاقت دختر لیاقت علی سکنہ رائیونڈ ضلع لاہور کی رہائشی ہوں میرے خاوند عدنان احمد ولد امانت علی نے مجھے کہا کہ میں اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھتے ہوئے اپنی بیوی مسماۃ شائستہ لیاقت کو طلاق دیتا ہوں۔ میں اپنی بیوی مسماۃ شائستہ لیاقت کو طلاق دیتا ہوں۔ میں اپنی بیوی مسماۃ شائستہ لیاقت کو طلاق دیتا ہوں۔ یہ فقرے اپنی والدہ اور بہنوئی کی موجودگی میں ایک وقت میں کہہ دیے ہیں۔

مجھے برائے مہربانی قرآن وحدیث کے مطابق بتلایا جائے کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

نوٹ: میرا خاوند اور اِس کی والدہ اور اِس کا بہنوئی منحرف ہو رہے ہیں میرا خاوند کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی باقی دونوں کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ایسی طلاق والی بات نہیں ہوئی۔

واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ طلاق دینے کے ساڑھے پانچ ماہ تک میرا خاوند میرے سامنے نہیں آیا اس کے والدین نے مجھے علیحدہ گھر میں بند رکھا اور میں فرار ہو کر تھانہ پہنچی۔

سائلہ ≡ شائستہ لیاقت رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدق سائلہ صورتِ مسئولہ میں شائستہ دختر لیاقت علی کو طلاق نہیں ہوئی۔ کیونکہ اپنی طلاق کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے اپنے طلاق دہندہ خاوند عدنان احمد ولد امانت علی کے ساتھ جن دو گواہوں کا ذکر کیا ہے خود ہی اپنے بیان کے مطابق ان کو طلاق دینے اور طلاق پر گواہ ہونے سے انکاری ثابت کر رہی ہے اور جب ایسی صورت ہو کہ بیوی طلاق کی مدعی ہو اور خاوند طلاق کا انکار کرے اور بیوی کے پاس گواہ بھی نہ ہوں تو اس صورت میں خاوند کا قول معتبر ہوگا۔

شائستہ کہتی ہے کہ میرا خاوند اور اس کی والدہ اور اس کا بہنوئی منحرف ہو رہے ہیں۔ میرا خاوند کہتا ہے کہ

میں نے طلاق نہیں دی باقی دونوں کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ایسی طلاق والی بات نہیں ہوئی۔اب جب صورت حال یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱ "فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ" تو انھیں اچھے دستور کے ساتھ (اپنے نکاح میں) روک لو اور حدیث شریف ملاحظہ ہو السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۸ صفحہ ۲۱۳ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**اَلْبَيِّنَةُ عَلٰى مَنِ ادَّعٰى وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ**

یعنی گواہوں کا پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور مُنکر پر قسم ہے۔

تو یہاں جب عورت مدعی ہے تو اس کے لیے گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے اور مدعیٰ علیہ خاوند ہے یعنی منکر ہے تو اس صورت میں جب کہ عورت کے پاس گواہ نہیں اور خاوند طلاق سے انکاری ہے تو خاوند کا قول معتبر ہوگا۔قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کا یہی حکم ہے لہٰذا شائستہ کو طلاق نہیں ہوئی۔

**ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

(۱) ایک شخص قیام پر قادر ہے مگر رکوع وسجود پر قادر نہیں تو یہ شخص بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہے گا یا کھڑا ہو کر کہے گا؟
(۲) ایک شخص کو دوران نماز چھینک آئی اُس کے منہ سے بے ساختہ الحمدللہ نکل گیا اُس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

السائل: قاری خادم حسین خطیب وامام نگینہ مسجد اولڈم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ شخص کھڑا ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہے گا دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۷۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

**وَلَا يَصِيْرُ شَارِعًا بِالتَّكْبِيْرِ اِلَّا فِي حَالَةِ الْقِيَامِ**

یعنی نماز اُس وقت شروع ہوگی جب کہ تکبیر کھڑا ہو کر کہے۔
کیونکہ قیام فرض اور وتروں کی نماز میں فرض ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۷۶ پر ہی ہے

**مِنْهَا الْقِيَامُ وَهُوَ فَرْضٌ فِيْ صَلَاةِ الْفَرْضِ وَالْوِتْرِ**

یعنی ان فرائض میں سے قیام ہے اور وہ فرضوں اور وتر نمازوں میں فرض ہے۔ لہٰذا قیام پر قادر شخص کھڑا ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہے گا۔

(۲) جس کو دوران نماز چھینک آئی اور بے ساختہ اُس کے منہ سے الحمدللہ نکل گیا تو اُس کی نماز ہو جائے گی دیکھئے فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۹، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَلَوْ عَطَسَ فَقَالَ لَهُ الْمُصَلِّيْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا تَفْسُدُ لِاَنَّهُ لَيْسَ بِجَوَابٍ وَاِنْ**

اَرَادَ بِهٖ جَوَابَهٗ اَوِ اسْتِفْهَامَهٗ فَالصَّحِيْحُ اَنَّهَا تَفْسُدُ وَلَوْ قَالَ الْعَاطِسُ لَا

تَفْسُدُ صَلَاتُهٗ

یعنی اگر کسی شخص نے چھینکا اور مصلی نے کہا الحمد للہ تو نماز فاسد نہیں ہوگی اس لیے کہ وہ جواب نہیں ہے (اور اگر جواب کا ارادہ کیا یا اُس کو سمجھانے کا ارادہ کیا تو صحیح یہی ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی) اور اگر نماز پڑھنے میں چھینکا اور خود الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اسی طرح

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیری | جلد اول صفحہ ۱۰۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| رد المحتار حاشیہ در مختار | جلد ۲ صفحہ ۳۷۸۔۳۸۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بحر الرائق شرح کنز الدقائق | جلد ۲ صفحہ ۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

میں ہے

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

بخدمت جناب شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم

جناب عالی!

جو شخص ضروریاتِ دینِ اسلام کا منکر ہو مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہو اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہوں اور اُن پر لعنت کرتا ہو (نعوذ باللہ منہ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُلوہیت یا نبوت کا قائل ہو اور حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمتِ زنا لگاتا ہو تو ایسے شخص کے جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اس کا جنازہ پڑھا جائے یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد ایوب، خطیب بلیک برن، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

بشرطِ صدق سائل صورتِ مسئولہ میں ایسے عقائد رکھنے والا شخص کسے باشد یعنی کوئی بھی ہو، وہ کافر ہے، مرتد ہے، خارج از اسلام ہے۔ اُس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ یہ ضروریاتِ دینِ اسلام اور احکام قرآن وحدیث کا منکر ہے۔ دیکھئے حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَيَأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُّقَالُ لَهُمُ الرَّفَضَةُ فَإِنْ اَدْرَكْتَهُمْ فَاقْتُلْهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْعَلَامَةُ فِيْهِمْ قَالَ يُقْرِطُوْنَكَ بِمَا لَيْسَ فِيْكَ وَيَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلَفِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جنھیں رافضی کہا جائے گا اے علی اگر تو اُن کو پائے تو اُنھیں قتل کر دینا کیونکہ بلاشبہ وہ مشرک ہوں گے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُن کی نشانی کیا ہے؟ تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا تیرے اندر وہ بڑھا چڑھا کر باتیں کریں گے جو تجھ میں نہیں ہیں اور اکابر صحابہ پر طعن کریں گے۔

اور دار قطنی میں ہے

**وَ ذٰلِكَ اَنَّهُمْ يَسُبُّوْنَ اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ**

اور یہ کہ وہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیں گے اور جو میرے صحابہ کو گالیاں دے اُس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

اور یہ بھی فرمانِ مصطفیٰ ہے

**مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَ مَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَ مَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ**

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنھوں نے اُن سے بغض رکھا اُنھوں نے مجھ سے بغض رکھا اور جنھوں نے اُن کو تکلیف پہنچائی اُنھوں نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اُس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی۔

اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ

**اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حُبُّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ**

بے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر کی محبت عین ایمان ہے اور اُن سے بغض رکھنا کفر ہے۔

دیکھئے تتمہ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۸۴ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ۔

اور ملاحظہ ہو

فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

اَلرَّافِضِیُّ اِذَا کَانَ یَسُبُّ الشَّیْخَیْنِ وَ یَلْعَنُھُمَا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ فَھُوَ کَافِرٌ۔۔۔

وَلَوْ قَذَفَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا بِالزِّنٰی کَفَرَ بِاللّٰہِ۔۔۔ وَبِقَوْلِھِمْ اَنَّ جِبْرِیْلَ

عَلَیْہِ السَّلَامُ غَلَطَ فِی الْوَحْیِ اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ دُوْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ ھٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ خَارِجُوْنَ عَنْ مِّلَّۃِ الْاِسْلَامِ وَ اَحْکَامُھُمْ

اَحْکَامُ الْمُرْتَدِّیْنَ

یعنی رافضی اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو اور ان کو لعن کرتا ہو (نعوذ باللہ منہ) تو وہ کافر ہے اور اگر اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو تہمت لگائی تو وہ کافر ہے۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ جبریل علیہ السلام نے غلطی سے وحی حضرت محمد ﷺ کو پہنچائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہ پہنچائی۔ تو ایسے سب لوگ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں اُن کے احکام وہی ہیں جو مرتدوں کے احکام ہیں۔

اور ملاحظہ ہو فتاویٰ شامی جلد ۶ صفحہ ۳۷۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

نَعَمْ لَا شَکَّ فِیْ تَکْفِیْرِ مَنْ قَذَفَ السَّیِّدَۃَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَوْ

اَنْکَرَ صُحْبَۃَ الصِّدِّیْقِ اَوِ اعْتَقَدَ الْاُلُوْھِیَّۃَ فِیْ عَلِیٍّ اَوْ اَنَّ جِبْرِیْلَ غَلَطَ فِی الْوَحْیِ

اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْکُفْرِ الصَّرِیْحِ الْمُخَالِفِ لِلْقُرْاٰنِ ۔

یعنی ہاں اُس شخص کو کافر کہنے میں کوئی شک نہیں جو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگائے یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُلوہیت کا

اعتقاد رکھے یا جبریل علیہ السلام کو حضور ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی لانے میں غلطی کرنے والا سمجھے یا اس طرح کے اور کفر صریح کا مرتکب ہو جو حکم قرآن کے خلاف ہو۔

اللہ تعالیٰ ایسے عقائد فاسدہ و باطلہ والے لوگوں سے ہر ایک کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

ملاحظہ ہوں مزید حوالہ جات:

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۶ حدیث نمبر ۳۱۶۳۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| طبرانی کبیر | جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۷ حدیث نمبر ۱۲۹۹۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| طبرانی اوسط | جلد ۵ صفحہ ۶۹ حدیث نمبر ۶۶۰۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مجمع الزوائد | جلد ۹ صفحہ ۵۵۳ - ۵۵۵ حدیث نمبر ۱۶۴۲۳ تا ۱۶۴۳۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد اول صفحہ ۲۹۸ حدیث نمبر ۸۲۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| نزہۃ المجالس | جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ | مطبع مصطفیٰ البابی حلبی مصر |
| الصواعق المحرقہ | صفحہ ۴، ۵ | مطبع مکتبۃ القاہرہ مصر |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب عالی! جولوگ عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب جاتے ہیں اُن کا ویزہ صرف پندرہ دن کا ہوتا ہے ان دنوں میں یہ لوگ مدینہ منورہ میں بھی قیام کرتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں بھی تو کیا ایسے لوگ وطنِ اقامت کی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی نمازیں قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے؟

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

نیتِ اقامت کے لیے پندرہ دن کی نیت کا ایک ہی مقام پر ہونا ضروری ہے۔صورتِ مسئولہ کے مطابق چونکہ ایسے لوگ مختلف مقامات میں پندرہ دن گزارتے ہیں اس لیے ان کی نیت اقامت کا اعتبار نہیں۔ اس لیے یہ لوگ قصر کر کے نماز پڑھیں گے۔فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۴ پر ہے کہ

اَنَّ الْحَاجَّ اِذَا دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ اَيَّامِ الْعَشْرِ وَنَوَى الْاِقَامَةَ نِصْفَ شَهْرٍ لَا تَصِحُّ لِاَنَّهٗ لَا بُدَّ لَهٗ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَلَا يَتَحَقَّقُ الشَّرْطُ

یعنی اگر حاجی مکہ مکرمہ میں پہلے عشرہ کے ایام میں داخل ہوا اور پندرہ دن اقامت کی نیت کر لی تو صحیح نہیں کیونکہ اُسے عرفات کی طرف بھی نکلنا ضروری ہے۔تو شرط اقامت ثابت نہ ہوئی۔

اور درمختار صفحہ ۱۰۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

فَلَوْ دَخَلَ الْحَاجُّ مَكَّةَ اَيَّامَ الْعَشْرِ لَمْ تَصِحَّ نِيَّتُهٗ لِاَنَّهٗ يَخْرُجُ اِلٰى مِنًى وَعَرَفَةَ فَصَارَ كَنِيَّةِ الْاِقَامَةِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهَا

یعنی اگر حاجی مکہ مکرمہ میں پہلے ہی عشرہ میں داخل ہوا اور (پندرہ دن اقامت کی نیت کر لی) تو اُس کی یہ نیت صحیح نہیں کیونکہ اُس نے منیٰ اور عرفات میں بھی جانا ہے تو اِس صورت میں اُس کی نیت اس طرح ہو گی کہ جیسے کوئی اپنی جگہ سے علاوہ کسی جگہ پر اقامت کی نیت کرے۔

اور ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۶۷ مطبع شرکت علمیہ ملتان میں ہے

**وَاِذَا نَوَی الْمُسَافِرُ اَنْ یُقِیْمَ بِمَکَّۃَ وَ مِنٰی خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا لَمْ یُتِمَّ الصَّلَاۃَ**

**لِاَنَّ اعْتِبَارَ النِّیَّۃِ فِیْ مَوْضَعَیْنِ یَقْتَضِیْ اعْتِبَارَھَا فِیْ مَوَاضِعَ وَھُوَ مُمْتَنِعٌ**

یعنی جب مکہ مکرمہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی مسافر نیت کرے تو پوری نماز نہیں پڑھے گا کیونکہ دو جگہوں پر (اقامت کی نیت) کا اعتبار اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کی نیت متعدد جگہوں پر اقامت کی ہے اور یہ منع ہے۔ لہٰذا نماز قصر پڑھے نہ پوری۔

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۵۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| درمختار | صفحہ ۱۰۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ہدایہ | جلد اول صفحہ ۱۶۷ | مطبع شرکت علمیہ ملتان |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت استاذ ذی وقار علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(۱) حضرت صاحب ایک سوال ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے تو اُن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے تو حضور ﷺ نے دیر سے حاضر ہونے کا سبب پوچھا۔ صحابی نے عرض کیا حضور میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے حاضری میں تاخیر ہوگئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد نہیں کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال ۸:۲۴)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

تو سوال یہ ہے کہ بخاری میں یہ واقعہ حضرت سعید بن معلیٰ کی طرف منسوب ہے اور ترمذی میں حضرت ابی بن کعب کی طرف منسوب ہے۔ رہنمائی فرمائی جائے کہ بخاری اور ترمذی کا یہ ایک ہی واقعہ ہے یا علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں۔ اور دونوں کا راوی بھی ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۲) تفسیر الحسنات جلد اول صفحہ ۷ے مطبع ضیاء القرآن لاہور میں ایک دُعاء ہے جس کے الفاظ غالباً یہ ہیں

اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى اِخْتِيَارِيْ

اس کا حوالہ اور ترجمہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل حکیم افتخار الحسن رائیونڈی

## الجواب و هو الموفق للصواب

عزیزم افتخار الحسن صاحب سلمہٗ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) یہ علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں ایک واقعہ نہیں ہے۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ مطبع نور محمد اصح

المطابع کراچی میں جو حدیث ہے وہ حضرت سعید بن معلّٰی سے مروی ہے اور وہ خود یہ واقعہ اپنا بیان فرماتے ہیں اور جو حدیث ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ مطبع رشیدیہ دہلی پر واقعہ ہے اس میں حضرت ابی بن کعب کا واقعہ ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) یہ دعاء جو آپ نے لکھی ہے یہ اصل میں تین دعائیں علیٰحدہ علیٰحدہ الفاظ میں مروی ہیں۔ پہلے الفاظ اس دعاء میں یوں مروی ہیں "اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ" یہ الفاظ مندرجہ ذیل کتبِ حدیث میں ہیں

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۸۰۱ حدیث نمبر ۳۵۱۶ | مطبع دارالسلام الریاض |
| میزان الاعتدال | جلد ۲ صفحہ ۸۲ حدیث نمبر ۲۹۰۶ | المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل |
| کشف الخفاء | جلد اول صفحہ ۱۶۹ حدیث نمبر ۵۵۸ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| شعب الایمان بیہقی | جلد اول صفحہ ۲۲۰ حدیث نمبر ۲۰۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| کنز العمال | جلد ۶ صفحہ ۲۶۸ حدیث نمبر ۱۷۱۴۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مسند الفردوس | جلد اول صفحہ ۴۷۵ حدیث نمبر ۱۹۳۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| مقاصد حسنہ | صفحہ ۱۱۳ حدیث نمبر ۱۷۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| اسنی المطالب | صفحہ ۷۱ حدیث نمبر ۲۷۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |

جس کا ترجمہ : اے اللہ میرے لیے خیر کا فیصلہ فرما اور مجھے اچھائی نصیب فرما۔

دوسرے اس دعاء میں جو اگلے الفاظ ہیں وہ یوں مروی ہیں

**اَللّٰھُمَّ لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّلَاتَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ**

اور یہ دعاء کشف الخفاء جلد اول صفحہ ۱۷۱ حدیث نمبر ۵۶۴ پر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: اے اللہ! ایک پل بھر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے مت کر اور جو تو نے مجھے اپنی نعمتیں اور خوبیاں عطاء فرمائیں ہیں وہ اُسی طرح قائم و دائم رہیں۔

اور تیسرے الفاظ اس دعاء کے وہ ہیں جو آپ نے تفسیر الحسنات جلد اول صفحہ ۷۷ مطبع ضیاء القرآن لاہور سے لکھ کر بھیجے ہیں جس کا حوالہ اور ترجمہ طلب فرمایا ہے یہ دعاء موضوعات الکبریٰ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۱۹۵ مطبع المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل، میں ہیں

**اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَاتَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ**

جس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ! میرے لیے خیر کا فیصلہ فرما اور مجھے اچھائی نصیب فرما اور مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی میرے اختیار اور نفس کے حوالے مت کر۔

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت صاحب! شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارک کو حضور ﷺ کے پہلو میں سے نکالنے کے لیے جنھوں نے حاکم مدینہ کو بہت بھاری رشوت دے کر ناکام کوشش کرنے آئے تو غرق ہو گئے تھے یہ واقعہ کس طرح ہے اور کس کتاب میں ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

السائل (مولانا) محمد صدیق ولی فریدی لاہور

**الجواب و ھو الموفق للصواب**

مولانا یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت شیخ شمس الدین صواب حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کے مجاور اور خدام

حرم نبوی ﷺ کے رئیس فرماتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست تھے اور جو امیر مدینہ کے ہاں کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کہ آج بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ حلب کے رہنے والے رافضیوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے اور بہت سا مال بطور رشوت دے کر امیر کو اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روضۂ انور میں سے نکالنے کے سلسلہ میں ان کی مدد کرے۔

حضرت صواب فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں بہت ہی زیادہ پریشان اور مغموم ہوا اسی فکر و غم کی حالت میں تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آ گیا۔ میں گیا تو امیر نے مجھے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے ان کے لیے دروازہ کھول دینا اور جو کچھ وہ کریں ان کو کرنے دینا اور کسی بات میں دخل وغیرہ نہ دینا۔ میں بہت اچھا کہہ کر واپس آ گیا اور حجرہ شریف کے پیچھے بیٹھ کر رونے لگ گیا۔ اور مسلسل روتا ہی رہا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے اور ہم نے دروازے وغیرہ بند کر لیے تو باب السلام پر کسی نے دستک دی میں نے دروازہ کھولا تو اُن لوگوں نے اندر آنا شروع کیا۔ میں چپکے چپکے اُن کو ایک ایک کر کے گنتا جا رہا تھا وہ چالیس آدمی تھے اور اُن کے پاس پھاوڑے، کُدالیں، ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے اور بہت سے آلات تھے۔

**فَوَاللّٰهِ مَا وَصَلُوا الْمِنْبَرَ حَتّٰى ابْتَلَعَتْهُمُ الْاَرْضُ جَمِيْعَهُمْ بِجَمِيْعِ مَا كَانَ مَعَهُمْ مِّنَ الْاٰلَاتِ وَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ اَثَرٌ**

تو خدا کی قسم منبر تک بھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ ایک دم اُن کو زمین مع اُن کے سارے ساز و سامان کے نگل گئی اور اُن کا نشان تک بھی نہ چھوڑا۔

امیر نے بہت دیر تک اُن کا انتظار کر کے مجھے بلایا اور پوچھا کیا وہ لوگ تمہارے پاس مسجد میں نہیں پہنچے؟ میں نے کہا ہاں آئے تھے لیکن ان کا یہ حشر ہوا ہے۔ امیر نے کہا دیکھو کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا بالکل ایسا ہی ہوا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ چلیے میں آپ کو وہ جگہ بتلاؤں جہاں وہ غرق ہوئے ہیں۔ امیر نے کہا اچھا سنو! یہ بات یہیں تک ہی رہے۔

**وَاِنْ ظَهَرَ مِنْكَ كَانَ بِقَطْعِ رَأْسِكَ**

اگر تم نے اس کو کسی اور پر ظاہر کیا تو تمہارا سر اڑا دیا جائے گا۔

## حوالہ جات ملاحظہ ہوں


| | | |
|---|---|---|
| وفاء الوفاء | جلد ۲ صفحہ ۶۵۴ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت |
| نزہۃ المجالس | جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ | مطبع مصطفیٰ البابی حلبی مصر |
| جذب القلوب فارسی | صفحہ ۱۱۳ | مطبع نولکشور لکھنؤ |


تو یہ ہے واقعہ جو آپ نے سوال میں پوچھا ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

عالی مرتبت! حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ
حضرت! مسجد میں نماز جنازہ کے سلسلہ میں ہمارے ہاں برطانیہ میں اکثر بحث چھڑی رہتی ہے کوئی کہتا ہے یہ مکروہ تحریمی ہے اور کوئی کہتا ہے مکروہ تنزیہی ہے۔ شریعت کی رُو سے آپ مدلل ارشاد فرمائیں کہ یہ احناف کے نزدیک مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے؟
بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل: صاحبزادہ نورالعارفین، مہتمم محی الاسلام، اولڈھم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

محبی حضرت صاحبزادہ نورالعارفین صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
ہمارے فتاویٰ کی جلد اول کے صفحہ ۲۶۰ پر یہ مسئلہ تفصیلاً ذکر کر دیا گیا ہے وہاں بھی ملاحظہ فرمائیں مزید گزارش ہے کہ ہمارے احناف کے نزدیک مسجد میں نمازِ جنازہ مکروہ تو ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے اس پر جامع تحقیق فرمائی ہے۔
دیکھئے فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

ثُمَّ هِيَ كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ اَوْ تَنْزِيْهٍ رِوَايَتَانِ وَيَظْهَرُ لِيْ اَنَّ الْاَوْلٰى كَوْنُهَا تَنْزِيْهِيَّةً اِذِ الْحَدِيْثُ لَيْسَ هُوَ نَهْيًا غَيْرَ مَصْرُوْفٍ وَّ لَا قَرَنَ الْفِعْلُ بِوَعِيْدٍ بِظَنِّيٍّ بَلْ سَلْبُ الْاَجْرِ وَسَلْبُ الْاَجْرِ لَا يَسْتَلْزِمُ ثُبُوْتَ اسْتِحْقَاقِ الْعِقَابِ لِجَوَازِ الْاِبَاحَةِ

یعنی (مسجد میں) نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہہ ہے اس میں دو روایتیں ہیں۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہ مکروہ تحریمی نہیں بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ حدیث میں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی کوئی نہ تو صراحتاً ممانعت ہے اور نہ نماز پڑھنے پر کوئی وعید ہے۔ بلکہ سلبِ اجر وارد ہے اور سلبِ اجر عقاب کے مستحق ہونے کے ثبوت کو لازم نہیں تا کہ مباح کا جواز ثابت ہو جائے۔

اور آگے صفحہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں

وَ عَلٰی کَرَاھَةِ التَّنْزِیْهِ کَمَا اخْتَرْنَاهُ فَقَدْ لَا یَلْزَمُ الْخِلَافُ لِاَنَّ مَرْجَعَ التَّنْزِیْهِیَّةِ اِلٰی خِلَافِ الْاَوْلٰی فَیَجُوْزُ اَنْ یَّقُوْلُوْا اِنَّهٗ مُبَاحٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَفْضَلُ فَلَا خِلَافَ

اور مکروہ تنزیہی ہونے کی صورت میں جیسا کہ ہم نے اس کو اختیار کیا ہے کوئی مخالفت لازم نہیں آتی۔ کیونکہ تنزیہی کا مرجع خلاف اولیٰ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہوگا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مباح ہے اور مسجد سے باہر پڑھنا افضل ہے تو کوئی اختلاف نہیں۔

اور علامہ ابن عابدین صاحب ردالمحتار نے وضاحتہً تصریح فرما دی ہے کہ اس سلسلہ میں فتویٰ اسی پر دیا جائے کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تنزیہی ہے۔

دیکھئے ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان پر ہے

فَیَنْبَغِیْ الْاِفْتَاءُ بِالْقَوْلِ بِکَرَاھَةِ التَّنْزِیْهِ الَّذِیْ هُوَ خِلَافُ الْاَوْلٰی کَمَا اخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُ ابْنُ الْهُمَامِ

تو مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے پر فتویٰ مکروہ تنزیہی کے قول پر دیا جائے گا جو خلاف اَولیٰ ہے جسے محقق ابن

ہمام نے اختیار کیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ فتویٰ مکروہ تنزیہی پر ہے نہ کہ مکروہ تحریمی پر تو مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔

**مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں**

| | | |
|---|---|---|
| فتح القدیر | جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| ردالمحتار | جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ بزازیہ | جلد اول صفحہ ۷۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| عین الہدایہ | جلد اول صفحہ ۷۱۸ | مطبع منشی نول کشور |
| بحر الرائق | جلد ۲ صفحہ ۳۲۷۔۳۲۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بنایہ شرح ہدایہ | جلد ۳ صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| النہر الفائق | جلد اول صفحہ ۳۹۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۱۸۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ سراجیہ | صفحہ ۱۳۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ | صفحہ ۴۷۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح | صفحہ ۵۹۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| الجوہرۃ النیرہ | جلد اول صفحہ ۱۳۱ | مطبع مکتبہ حقانیہ ملتان |
| فتاویٰ تاتارخانیہ | جلد ۲ صفحہ ۱۷۹ | مطبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی |
| شرح وقایہ | جلد اول صفحہ ۲۰۸ | مطبع سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |

| | | |
|---|---|---|
| حاشیہ عمدۃ الرعایہ علی شرح وقایہ | جلد اول صفحہ ۲۰۸ | مطبع سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |
| خلاصۃ الفتاویٰ | جلد اول صفحہ ۲۲۲۔ ۲۲۳ | مطبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ |
| حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار | جلد اول صفحہ ۳۷۷۔ ۳۷۸ | مطبع مکتبۃ العربیہ کوئٹہ |
| فتاویٰ نظامیہ | جلد اول صفحہ ۱۶۷۔ ۱۶۸ | مطبع اشاعۃ القرآن پبلی کیشنز لاہور |
| عمدۃ القاری | جلد ۸ صفحہ ۱۶۹ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


# محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

جناب قبلہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبد الغفور الوری صاحب دامت برکاتہ العالیہ

جناب عالی! میں آپ سے مسئلہ پوچھتا ہوں کہ میں نے تحریری طور پر لکھ کر دو گواہوں کی موجودگی میں اشٹام پیپر پر اپنی بیوی کو تین طلاق لکھ کر اور اپنے گواہوں کے سائن کروا کر اپنی بیوی کو طلاق بھجوا دی اور میری بیوی نے طلاق قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بذریعہ عدالت نوٹس بھجوا کر مجھے عدالت میں پیش کروایا اور بحکم جج صاحب نے میری بیوی کو میرے ساتھ گھر واپس بھجوا دیا۔ آپ سے التماس ہے کہ یہ

بتائیں کہ میری بیوی یا میرے پر قرآن وحدیث کے مطابق کیا حکم ہے۔ حلالہ فرض ہوگا یا نہیں؟ کیا میں اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ رجوع کرسکتا ہوں یا نہیں کیا کوئی گنجائش باقی ہے تو بتائیں یا اس کا کوئی حل ہے تو آپ بتائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

السائل — محمد عامر تنویر

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں رجوع کی کوئی صورت نہیں کیونکہ تین طلاق کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔

اب حلالہ کے بغیر وہ آپ کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ آپ کی عدت گزار کر تین حیض یا تین ماہ گزار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے وہ اُس سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دے پھر اُس کی عدت کے تین ماہ گزار کر آپ کے نکاح میں آسکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب گناہ سے توبہ کرنے کا جو طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وضاحت سے فرمائیں کہ وہ کس طرح ہے؟

السائل: حافظ آس محمد، مانگا روڈ رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

توبہ کرنے کا طریقہ دیکھئے کنزل العمال جلد ۴ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۰۱۷۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً، اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ**

جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر پوشیدہ گناہ کی توبہ بھی پوشیدہ ہے اور اعلانیہ گناہ کی توبہ بھی اعلانیہ ہے۔

یعنی جیسا گناہ ویسی توبہ

| | | |
|---|---|---|
| کنزل العمال | جلد ۴ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۰۱۷۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب عالی! گناہوں کی بخشش جس عمل سے بہت جلدی ہوجائے اور گناہ ختم ہوجائیں وہ عمل حدیث کی رُو سے کون سا ہے؟

السائل: بشیر احمد عرف جگمال

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس کے لیے دیکھئے کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۰۱۷۹ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت اور ابن ماجہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۵ حدیث نمبر ۳۶۸۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُكَ فَاسْقِ الْمَآءَ عَلَى الْمَآءِ تَتَنَاثَرْ كَمَا يَتَنَاثَرُ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ فِي الرِّيحِ الْعَاصِفِ**

جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا تیرے تمام گناہ ایسے جھڑ جائیں گے جیسے تند تیز ہوا سے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ پانی پلانے کا بڑا ثواب ہے۔ اسی لیے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ!

**أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ سَقْيُ الْمَآءِ**

کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا پانی پلانا۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۴ صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۱۰۱۷۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد ۴ صفحہ ۲۲۵ حدیث نمبر ۳۶۸۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

استخارہ کر کے اور مشورہ کر کے کام کرنے کی فضیلت اور میانہ روی کرنے کی جو فضیلت حدیث میں آئی ہے وہ کس طرح اور کس کتاب میں ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا۔

السائل صاحبزادہ علی حسن آستانہ عالیہ پھول شاہیہ شجاع آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

دیکھئے کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۳۵ حدیث نمبر ۲۱۵۲۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ، وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ**

جو استخارہ کر کے کام شروع کرے گا وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہے گا۔ اور جو مشورہ سے کام کرے گا وہ کبھی ندامت نہیں اُٹھائے گا۔ اور جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ کبھی غربت میں مبتلا نہیں ہوگا۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۷ صفحہ ۳۳۵ حدیث نمبر ۲۱۵۲۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

ایک عورت کے دو بیٹے بیٹیوں میں سے بیٹی نے بیٹے کی شیر خوار بچی کو ایک دن روتی دیکھ کر اپنا دودھ پلا دیا۔ اب وہ بچی جس کو دودھ پلایا جوان ہوگئی ہے اور اس لڑکی کا رشتہ اب وہ اِس کی پھوپھی اپنے لڑکے کے لیے اپنے بھائی سے مانگتی ہے تو کیا اِس لڑکی کا نکاح اِس کی پھوپھی جو اِس کی رضاعی ماں بھی ہے اُس کے لڑکے سے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

السائل — مولوی حسن محمد، ستو کی قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اِس لڑکی کا نکاح اِس کی پھوپھی یعنی رضاعی ماں کے بیٹے سے ناجائز ہے اس لیے کہ مُدّتِ رضاعت میں دودھ پینے پلانے سے رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔ ضرورۃً پلایا ہو یا بلاضرورت۔ لہٰذا جب بہن نے اپنے بھائی کی شیر خوار بچی کو دودھ پلایا تو وہ لڑکی اِس کی رضاعی بیٹی اور اس کی اولاد کی رضاعی بہن بن گئی۔ لہٰذا اس کے لڑکے کے ساتھ اُس لڑکی کا نکاح جائز نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ

**اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ**

بے شک اللہ نے دودھ کے رشتہ سے وہ عورتیں حرام کیں جو نسب سے حرام فرمائیں۔

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ حدیث نمبر ۳۱۶۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| مسلم شریف | جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ حدیث نمبر ۱۴۴۶ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| نسائی شریف | صفحہ ۵۵۸ حدیث نمبر ۳۳۰۴ | مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت |

اور ملاحظہ ہو ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ مطبع مکتبہ شرکتِ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان میں ہے

وَلَا يَتَزَوَّجُ الْمُرْضَعَةَ أَحَدٌ مِّنْ وَّلَدِ الَّتِي أَرْضَعَتْ لِأَنَّهَ أَخُوهَا

اور نہ نکاح کرے رضیعہ لڑکی سے کوئی لڑکا اُس عورت کی اولاد سے جس نے اس رضیعہ کو دودھ پلایا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ہدایہ | جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ | مطبع مکتبہ شرکتِ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان |

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

امام اگر "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" تک پڑھ کر دوبارہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھے تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ ایک آیت بھی دوبارہ پڑھے گا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ جب کہ امام کہتا ہے کہ آدھی سورت سے زیادہ پڑھنے کے بعد یا دوبارہ پوری سورت فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ آپ برائے مہربانی واضح فرمائیں کہ صحیح کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

السائل: ارشد حسین رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" تک پڑھ کر دوبارہ اعادہ کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت بھی سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور سورۂ فاتحہ پوری یا آدھی

سے زیادہ کی تکرار واعادہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

یادرہے کہ یہ حکم اُن رکعتوں کا ہے جن میں سورتِ فاتحہ واجب ہے اور جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے ان کا یہ حکم نہیں۔ جیسے مغرب کی تیسری رکعت اور چار رکعت والے فرائض کی آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے ان رکعتوں میں سورۂ فاتحہ مکرر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔

جیسا کہ فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے۔

**قَالَ فِیْ شَرْحِ الْمُنْیَۃِ وَقُیِّدَ بِالْاُوْلَیَیْنِ لِاَنَّ الْاِقْتِصَارَ عَلٰی مَرَّۃٍ فِی الْاُخْرَیَیْنِ لَیْسَ بِوَاجِبٍ حَتّٰی لَایَلْزَمُہٗ سُجُوْدُ السَّھْوِ بِتَکْرَارِ الْفَاتِحَۃِ فِیْھِمَا سَھْوًا**

پہلی دو کی قید اس لیے لگائی کہ دوسری آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے اسی لیے اگر اُن میں سورۂ فاتحہ کا تکرار آجائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت یہ وضاحت فرمائیں کہ جہری نماز میں امام نے بھول سے سِرًّا قراءت کی اور سِرِّی نماز میں جہراً پڑھا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ اور لازم ہوگا تو کتنی مقدار پڑھنے سے لازم ہوگا؟ بینوا توجروا

السائل (مولانا) عبد الرسول، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

سِرّی نماز میں جہراً یا جہری نماز میں سِرًّا ا بقدر "مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ" (یعنی بقدر تین چھوٹی آیت) پڑھا توسجدۂ سہو لازم ہوگا اس سے کم میں لازم نہیں، معاف ہے۔ کہ اس سے بچنا مشکل ہے دیکھئے "اَلْاِخْتِيَارُ لِتَعْلِيْلِ الْمُخْتَارِ" جلداول صفحہ ۷۳ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**وَالْمُعْتَبَرُ فِي ذَالِكَ مِقْدَارُ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْاِخْتِلَافِ لِاَنَّ مَادُوْنَ ذَالِكَ قَلِيْلٌ لَّا يُمْكِنُ الْاِحْتِرَازُ مِنْهُ**

اس میں وہ مقدار معتبر ہے جس سے نماز جائز ہو سکے۔ اور اس سے کم ہو تو اس میں سجدۂ سہو لازم نہیں کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| اَلْاِخْتِيَارُ لِتَعْلِيْلِ الْمُخْتَارِ | جلداول صفحہ ۷۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت تراویح کی دوسری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

السائل (مولانا) محبوب سرور الوری سعیدی

## الجواب و هو الموفق للصواب

تراویح کی دوسری رکعت میں بھول جائے تو حکم ملاحظہ ہو

دیکھئے فتاویٰ عالمگیر جلد ا صفحہ ۱۱۸ مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان میں ہے

**عَنْ رَجُلٍ قَامَ اِلَى الثَّالِثَةِ فِي التَّرَاوِيْحِ وَ لَمْ يَقْعُدْ فِي الثَّانِيَةِ قَالَ اِنْ تَذَكَّرَ فِي الْقِيَامِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّعُوْدَ وَ يَقْعُدَ وَيُسَلِّمَ وَ اِنْ تَذَكَّرَ بَعْدَ مَا سَجَدَ لِلثَّالِثَةِ فَاِنْ اَضَافَ اِلَيْهَا رَكْعَةً اُخْرٰى كَانَتْ هٰذِهِ الْاَرْبَعُ عَنْ تَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ**

تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور با قاعدہ سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے۔

اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو چوتھی رکعت ملا کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے مگر ان چار رکعتوں کو صرف دو شمار کیا جائے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد ا صفحہ ۱۱۸ | مطبع دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

استاذی المکرّم حضرت قبلہ الوری صاحب! سورۂ فاتحہ ختم کر کے سورت پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد ایوب، بلیک برن، یو۔کے

**الجواب و هو الموفق للصواب**

ہاں آہستہ سے بسم اللہ پڑھے۔ فتاویٰ شامی میں ہے

**اِنْ سَلّٰی بَیْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّوْرَةِ الْمُقْرُوْءَةِ سِرًّا اَوْ جَهْرًا كَانَ حَسَنًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ**

یعنی سورۂ فاتحہ اور سورت زور سے پڑھے یا آہستہ اس کے درمیان بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس امام کے ساتھ چار رکعت کی نماز میں ایک رکعت ملی، وہ باقی نماز کیسے ادا کرے؟

السائل قاری ممتاز احمد، خیبر فیکٹری رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

امام کے سلام کے بعد اُٹھ کر ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھے اور اس پر التحیات کے لیے بیٹھے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھے اور اس پر نہ بیٹھے پھر ایک رکعت صرف فاتحہ کے ساتھ پڑھے اور قعدہ اَخیرہ کر کے سلام پھیر دے۔

یہ وہ ہے جس پر اکابر ائمہ نے اعتماد کیا خلاصہ شرح طحطاوی، اِسبیجابی، فتح القدیر، بحر الرائق، درر، درمختار، ہندیہ اور دیگر معتبر کتبِ مذہب میں اسی پر اکتفاء کیا ہے اور مسبوق قراءت کے حق میں اپنی نماز کو اوّل اور تشہد کے حق میں آخر نماز تصور کر کے نماز ادا کرے۔

فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو رکعتوں کو فاتحہ اور سورت کے ساتھ ادا کرے اور ان کے درمیان قعدہ بھی کرے۔ چار رکعتی نماز میں چوتھی میں صرف فاتحہ پڑھے اور اس سے پہلے قعدہ نہ کرے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کے لیے نماز پڑھانے کا معاوضہ معین کر لینا درست ہے یا نہیں؟

السائل حافظ آس محمد، مانگا روڈ رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

درست ہے مگر بچنا بہتر ہے۔ اللہ کے واسطے پڑھائے اور نمازی اسے حاجت مند دیکھ کر اللہ کے لیے اس کی اعانت کریں یہ صاف کر لیا جائے کہ امامت کی اُجرت کچھ نہ لی دی جائے گی یوں بلا دغدغہ حلال طیب ہے۔

درمختار بر حاشیہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، میں متقدمین کے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ

**تَكْرَهُ خَلْفَ مَنْ أَمَّ بِأُجْرَةٍ**

یعنی اُجرت پر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ متقدمین کے مذہب کے مطابق ہے۔ اس کے تحت علامہ ابن عابدین ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ پر فرماتے ہیں

**أَنَّ الْمُفْتَى بِهٖ مَذْهَبُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ مِنْ جَوَازِ الْاِسْتِئْجَارِ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِمَامَةِ وَالْاَذَانِ لِلضَّرُوْرَةِ**

فرماتے ہیں کہ مفتیٰ بہ متاخرین کے مذہب کے مطابق قرآن پڑھانے، امامت کروانے اور اذان دینے پر ضرورت کے پیش نظر اُجرت لینا جائز ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| درمختار بر حاشیہ ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

تارکِ فرض و واجب نیز سنّتِ مؤکّدہ اور تارکِ مستحب و مباح کس درجہ کا گنہگار ہے؟ نیز تارکِ اُمور خمسہ یا تارکِ مستحب و مباح کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) عبدالستار، تھہ روسہ

### الجواب و هو الموفق للصواب

فرض کے ایک بار ترک سے فاسق ہے اور ترکِ واجب کی عادت سے، سنتِ مؤکدہ حکم میں قریبِ واجب ہے۔ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور فسق بالاعلان ہو تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ مستحب و مباح کے ترک میں کچھ گناہ نہیں، نہ ان کے تارک کی امامت میں کچھ نقص۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر دیکھا گیا کہ مرا ہوا بچہ کسی کے ہاں پیدا ہوتا ہے تو اس کو ہانڈی میں رکھ کر گورستان سے علیحدہ دفن کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پکّا مسان ہے۔ اس سے اہل ہنود کی

طرح بچتے ہیں، یہ ایسا کیوں ہے؟

السائل (مولانا) موج خان سدھااوتاڑ

الجواب و هو الموفق للصواب

یہ شیطانی خیال ہے اسے مسلمانوں کے گورستان ہی میں دفن کریں۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت! یہ مچھلی بغیر ذبح کیوں جائز ہے؟

السائل قاری احمد سعید الوری (خطیب سٹوک آنٹرنٹ یو۔کے)

الجواب و هو الموفق للصواب

خون مسفوح ناپاک ہے اور وہ بدن میں رہے اور جانور مرجائے تو تمام گوشت پوست نجس اور حرام ہوجاتا ہے۔ ذبح سے مقصود اُس کا جدا کرنا ہے۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہے کہ

**مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا**

جس کا خون بہادیا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا تو اُسے کھاؤ۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۲ صفحہ ۸۳۱ | مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی |
| مسلم شریف | جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ | مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی |
| سنن نسائی | جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ | مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی |

مچھلی اور ٹڈی میں خون ہوتا ہی نہیں کہ اس کے اخراج کی حاجت ہو، غیر دموی جانوروں میں ہمارے یہاں صرف یہی دو حلال ہیں۔ لہٰذا صرف یہی بے ذبح کھائے جاتے ہیں۔ اس لیے مچھلی کو ذبح نہیں کیا جاتا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت! کچھ ایسے مقام ومواقع ہیں جن میں امام کو آیتِ سجدۂ تلاوت نہیں پڑھنی چاہیے فرمایا جائے کہ وہ کون کون سے مواقع ومقام ہیں۔ بینوا وتوجروا

السائل (مولانا) محمد شفیق الرحمٰن مانگا منڈی

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ سراجیہ صفحہ ۹۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**وَلَا يَنْبَغِيْ لِلْإِمَامِ اَنْ يَقْرَاَ اٰيَةَ السَّجْدَةِ فِي الصَّلٰوةِ الَّتِيْ تُخَافَتُ فِيْهَا وَلَا فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ اِذَا كَانَ الْقَوْمُ بِحَالٍ لَّا يَسْمَعُوْنَ الْقِرَاءَةَ**

یعنی جس نماز میں آہستہ قراءت کی جاتی ہے اُس میں اور جمعہ اور عیدین میں امام کو آیتِ سجدہ نہیں پڑھنی چاہیے جب کہ قوم قراءت کو نہ سُن پائے۔

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ سراجیہ | صفحہ ۹۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت! حضرت والدِ مکرم ومحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھ سے کسی نے پوچھا ہے کہ دجال کے فتنہ والی حدیث کس طرح اور کس کتاب میں ہے، مدلل حوالہ ہو۔

السائل (مولانا) فیاض محمد رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

عزیزم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جس حدیث مبارکہ میں دجال کے فتنہ کا ذکر ہے وہ یہ ہے

دیکھئے مسلم شریف جلد ۴ صفحہ ۳۶۶ حدیث نمبر ۲۹۳۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ:

ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ

وَرَفَّعَ، حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِينَا،
فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ؟ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ
فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي
عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ،
فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ
طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ
عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ
يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا۔
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ،
وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَّسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ۔ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ
فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ لَا، اقْدُرُوا لَهُ
قَدْرَهُ۔
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ
فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ
فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا،

وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ
قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِّنْ
أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا
كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ
فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ،
يَضْحَكُ۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ
الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ
مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا
يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَّجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ،
فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ
عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسٰى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّي، لَا يَدَانِ
لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ
مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا

فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ، حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ، فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ، فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ۔

فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ

فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔

| مسلم شریف | جلد ۴ صفحہ ۳۶۶، حدیث نمبر ۲۹۳۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
|---|---|---|

امام مسلم دو سندوں کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجّال کا ذکر کیا، آپ نے اس (کے فتنہ) کو (کبھی) کم اور (کبھی) بہت زیادہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے کسی جھنڈ میں ہے، جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس گئے تو آپ ہمارے ان تاثرات کو بھانپ گئے۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صبح آپ نے دجال کا ذکر کیا، آپ نے اس (کے فتنہ) کو کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ بیان کیا، حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے کسی جھنڈ میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں سے مجھے زیادہ خوف ہے، اگر میری موجودگی میں دجال نکلا تو تمہارے بجائے میں اس سے مقابلہ کروں گا، اور اگر میری غیر موجودگی میں دجال نکلا تو ہر شخص خود مقابلہ کرے گا اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ اور نگہبان ہے۔ دجال نوجوان اور گھونگریالے بالوں والا ہوگا، اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی، میں اس کو عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ قرار دیتا ہوں، تم میں سے جو شخص اس کو پائے وہ اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی (دس) آیتیں پڑھے، بلاشبہ شام اور عراق کے درمیان سے اس کا خروج ہوگا، وہ اپنے دائیں بائیں فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا،

ہم نے کہا یارسول اللہ! وہ زمین میں کب تک رہے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس دن تک، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ماہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

ہم نے عرض کیا یارسول! پس جو دن ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی

ہوگا، آپ نے فرمایا نہیں، تم اس کے لیے ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر لینا،
ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ زمین پر کس قدر تیز چلے گا؟ آپ نے فرمایا اس بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو وہ ایک قوم کے پاس جا کر ان کو ایمان کی دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے، وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ پانی برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اُگائے گی، ان کے چرنے والے جانور شام کو آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے، تھن بڑے اور کوکھیں دراز ہوں گی، پھر وہ دوسری قوم کے پاس جا کر ان کو دعوت دے گا، وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے، وہ ان کے پاس سے لوٹ جائے گا، ان پر قحط اور خشک سالی آئے گی اور ان کے پاس ان کے مالوں سے کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ ایک بنجر زمین کے پاس سے گزرے گا اور زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دو، تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس جاتی ہیں پھر وہ ایک کڑیل جوان کو بلائے گا اور تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، جیسے نشانہ پر کوئی چیز لگتی ہے پھر وہ اس کو بلائے گا تو وہ زندہ ہو کر دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا۔

دجال کے اسی معمول کے دوران اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلّے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، جب حضرت عیسیٰ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ کے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں گے جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا اور ان کی خوشبو منتہا نظر تک پہنچے گی، وہ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ باب لدّ پر اس کو موجود پا کر قتل کر دیں گے۔
پھر حضرت مسیح ابن مریم کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جس کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا، وہ ان کے چہروں پر دست شفقت پھیریں گے اور انھیں جنت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے۔ ابھی وہ

اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی طرف وحی فرمائے گا، میں نے اپنے کچھ بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے، تم میرے ان بندوں کو طُور کی طرف اکٹھا کرو، اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے بہ سرعت پھسلتے ہوئے آئیں گے، ان کی پہلی جماعتیں بحیرہ طبرستان سے گزریں گی اور وہاں کا تمام پانی پی لیں گی، پھر جب دوسری جماعتیں وہاں سے گزریں گی تو وہ کہیں گی یہاں پر کسی وقت پانی تھا، اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے نزدیک بیل کی سری بھی تم میں سے کسی ایک کے سو دینار سے افضل ہوگی، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب دعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو صبح کو وہ سب یک لخت مر جائیں گے، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب زمین پر اُتریں گے، مگر زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہیں ہوگی، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندے بھیجے گا یہ پرندے ان لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور ہر گھر خواہ وہ مٹی کا مکان ہو یا کھال کا خیمہ وہ آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا، پھر زمین سے کہا جائے گا تم اپنے پھل اُگاؤ اور اپنی برکتیں لوٹاؤ، سو اس دن ان کی ایک جماعت ایک انار کو (سیر ہو کر) کھالے گی، اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی بکری ایک گھر والوں کے لیے کافی ہوگی،

اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور وہ ہر مؤمن اور ہر مسلم کی روح قبض کر لے گی اور بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح کھلے عام جماع کریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

## حوالہ جات ملاحظہ ہوں

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۴ صفحہ ۱۷۳ حدیث نمبر ۷۱۲۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ابوداؤد | جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ حدیث نمبر ۴۳۲۱ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ترمذی شریف | صفحہ ۵۱۳ حدیث نمبر ۲۲۴۰ | مطبع دارالسلام الریاض |
| ابن ماجہ | جلد ۴ صفحہ ۴۴۱ حدیث نمبر ۴۰۷۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


# محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت علامہ قبلہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب عالی! گزارش ہے ارشاد فرمایا جائے کہ ٹیلی فون پر غائبانہ شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ دولہا اور دلہن علیحدہ علیحدہ ملکوں میں ہوں۔ اگر ہوسکتی ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔ عندالشرع جو حکم ہو بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

السائل: قاری حیدر علی مجاہد جلیانہ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت قاری صاحب! صورت مسئولہ میں بذریعہ ٹیلیفون غائبانہ شادی ونکاح ہوتو سکتا ہے مگر فقہاء نے اس کی چند صورتیں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) ایجاب وقبول کا مسئلہ ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس متحد ہونی ضروری ہے۔

(۲) نکاح کے گواہ موجود ہوں اور وہ دونوں اکٹھے یکدم عاقدَین سے ایجاب وقبول کو سماعت فرمائیں

(۳) دُولہا دُلہن کو خط لکھے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔ جب دُلہن کو خط پہنچے تو شرعی گواہوں کے سامنے یہ خط پڑھا جائے اور اسی مجلس میں دُلہن کہہ دے کہ میں نے نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(۴) دلہن دولہا کو خط لکھے کہ میں آپ سے نکاح کرتی ہوں جب دولہا کو خط ملے تو شرعی گواہوں کو جمع کر کے ان کے سامنے خط پڑھا جائے اور دولہا کہے میں نے قبول کیا۔

(۵) یا (دُولہا دُلہن کو یا دُلہن دُولہا کو) اپنے نکاح کا وکیل بذریعہ خط وغیرہ بنادے۔ تو وکیل (دولہا ہو یا دلہن) شرعی گواہوں کے روبرو اِس مضمون کو پڑھے اور اپنے سے نکاح کرلے تو نکاح ہوجائے گا۔

(۶) یا درمیان میں وکیل بنایا جائے اور وکیل ایجاب کے بعد مؤکل یا مؤکلہ کی جانب سے شرعی گواہوں کے سامنے نکاح قبول کرے۔

دیکھئے فتاویٰ شامی جلد ۴ صفحہ ۷۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**صُوْرَتُهٗ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَيْهَا يَخْطُبُهَا فَاِذَا بَلَغَهَا الْكِتَابُ اَحْضَرَتِ الشُّهُوْدَ وَ قَرَاَتْهُ عَلَيْهِمْ وَقَالَتْ زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْهُ، اَوْ تَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا كَتَبَ اِلَيَّ**

يَخْطُبُنِيْ فَاشْهَدُوْا اِنِّيْ زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْهُ اَمَّا لَوْ لَمْ تَقُلْ بِحَضْرَتِهِمْ سَوٰى زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْ فُلَانٍ لَا يَنْعَقِدُ۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دولہا کا دُلہن کی طرف پیغامِ نکاح لکھنا۔ تو جب اُس دلہن کے پاس اس کا خط پہنچے تو وہ گواہوں کو حاضر کرے اور اُن کے سامنے اس کا خط پڑھے اور کہے میں نے اُس سے اپنا نکاح قبول کیا۔ یا کہے کہ فلاں نے مجھے خط لکھا ہے اور مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے تو تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے نکاح قبول کیا اور اگر اُن گواہوں کی موجودگی میں "زَوَّجْتُ نَفْسِيْ" کے علاوہ اور کوئی لفظ کہے تو پھر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر میں ہے

(مِنْهَا) اَنْ يَّكُوْنَ الْاِيْجَابُ وَالْقُبُوْلُ فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ حَتّٰى لَوِ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ بِاَنْ كَانَا حَاضِرَيْنِ فَاَوْجَبَ اَحَدُهُمَا فَقَامَ الْاٰخَرُ عَنِ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقُبُوْلِ اَوِ اشْتَغَلَ بِعَمَلٍ يُّوْجِبُ اخْتِلَافَ الْمَجْلِسِ لَا يَنْعَقِدُ وَكَذَا اِذَا كَانَ اَحَدُهُمَا غَائِبًا لَّمْ يَنْعَقِدْ

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۲۶۹ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |

اور از انجملہ شرط ہے کہ ایجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں حتیٰ کہ اگر مجلس بدل جاوے مثلاً دونوں ایک مجلس میں ہوں پھر ایک نے ایجاب کیا پھر قبول کرنے سے پہلے دوسرا اُٹھ کھڑا ہوا یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا جو مجلس بدل جانے کا موجب ہے تو پھر قبول کرنے سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اسی

طرح اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو گیا تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔

نیز وہ گواہ عاقدَین کو اچھی طرح جانتے پہچانتے بھی ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ٹیلی فون پر نکاح نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ایک تو دونوں کی مجلس بالکل مختلف ہے دوسرے گواہان، فریقین کی بات پوری طرح سن نہیں سکتے۔

جب کہ فتاویٰ عالمگیر میں ہے

**"(مِنْهَا) سَمَاعُ الشَّاهِدَيْنِ كَلَامَهُمَا مَعًا"**

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۲۶۸ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |

اوران شروط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ دونوں گواہ دونوں عقد باندھنے والوں کا کلام معاً سُنیں۔

البتہ یہ صورت ممکن ہے کہ فون کے ذریعہ کوئی ایک فریق کسی کو نکاح کے لیے وکیل بنا دے اور وکیل دو گواہوں کی موجودگی میں بہ حیثیت وکیل ایجاب وقبول کا فریضہ انجام دے، مثلاً ہندہ، زید کو ٹیلی فون کر دے کہ میں تم کو اس بات کا وکیل بناتی ہوں کہ تم اپنے آپ سے میرا نکاح کر دو۔ اب زید یہ کرے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں کہے کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے فلانہ بنت فلاں سے نکاح کر لیا، تو نکاح ہو جائے گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ گواہان اس عورت سے واقف اور متعارف ہوں۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے

**اِمْرَاَةٌ وَّكَّلَتْ رَجُلًا بِاَنْ يُّزَوِّجَهَا مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَ الْوَكِيْلُ اشْهَدُوْا اِنِّيْ قَدْ تَزَوَّجْتُ فَلَانَةَ مِّنْ نَّفْسِيْ اِنْ لَّمْ يَعْرِفِ الشُّهُوْدُ فَلَانَةً لَّا يَجُوْزُ النِّكَاحُ مَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُهَا وَ اِسْمُ اَبِيْهَا وَ جَدِّهَا وَ اِنْ عَرَفَ الشُّهُوْدُ فَلَانَةً وَّ**

## عَرَفُوْا اَنَّهٗ اَرَادَ بِهٖ تِلْكَ الْمَرْاَةَ يَجُوْزُ

| | | |
|---|---|---|
| خلاصۃ الفتاویٰ | جلد ۲ صفحہ ۱۵ | مطبع امجد اکیڈیمی لاہور |

کوئی عورت کسی مرد کو اس بات کا وکیل بنائے کہ وہ اپنے آپ سے اس کا نکاح کر لے پھر وہ وکیل کہے کہ گواہ رہو کہ میں نے فلاں خاتون کا اپنے آپ سے نکاح کر لیا، تو اگر گواہ اس عورت کو نہ جانتے ہوں تو اس وقت تک نکاح جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ عورت کا اور اس کے باپ اور دادا کا نام ذکر نہ کر دے اور اگر گواہ اس خاتون کو پہچان لیں کہ وہی عورت ہے اور مرد اسی سے نکاح کر رہا ہے تو جائز ہے۔

اگر ٹیلی فون کے ذریعہ مذکورہ شرائط پائی جائیں تو نکاح جائز ہے ورنہ نہیں۔

اب آپ خود اس بارے میں غور و فکر کر سکتے ہیں کہ آیا ایسی صورت جو فقہاء نے جواز کی لکھی ہے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو نکاح ٹھیک ورنہ نہیں۔

### حوالہ جات ملاحظہ ہوں

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۴ صفحہ ۷۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| فتاویٰ عالمگیر | جلد اول صفحہ ۲۶۹ | مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| خلاصۃ الفتاویٰ | جلد ۲ صفحہ ۱۵ | مطبع امجد اکیڈیمی لاہور |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

ایک مرد اور ایک عورت جنگل و یران میں ایسے مقام پر ہیں کہ وہاں کوئی مسلمان نہیں جو گواہ ہو اور وہ دونوں نکاح پر راضی ہیں۔ کیا دونوں ایجاب وقبول کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

السائل حافظ محمد اظہر رائیونڈ لاہور

### الجواب و هو الموفق للصواب

بدون دو ایسے مسلمان گواہوں کی موجودگی کے جو ایجاب وقبول کو سُنیں، نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

ایک مرد اور ایک عورت ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم ہم دونوں کا نکاح پڑھا دو۔ اس شخص نے کہا کہ نکاح کے واسطے ایک وکیل اور دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ اگر میں موجود نہ ہوتی تب وکیل اور گواہ کی ضرورت تھی۔ اس شخص نے دونوں کا نکاح پڑھا دیا۔ وہ دونوں مثل زوجین کے رہتے ہیں اور اولاد بھی ہوگئی ہے، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ؟ آیا دو گواہوں کا ہونا نکاح کے

واسطے ضروری ہے اور جو اولاد ہوئی اس کا کیا حکم ہے؟ نکاح کے وقت دو گواہ موجود نہ تھے لیکن شہادت نکاح کے واسطے ایک گواہ نکاح پڑھنے والا موجود ہے اور بعد نکاح جن مرد اور عورتوں سے زوجین نے اپنے نکاح کے تذکرے کیے ہیں وہ بھی نکاح ہونے کے گواہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

السائل — پروفیسر ارشد علی لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

بدون دو گواہوں کے موجود ہونے کے جو کہ ایجاب وقبول کو سُنیں، نکاح منعقد نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لَانِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ

| | | |
|---|---|---|
| دار قطنی | جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ | مطبع دار المحاسن مدینہ منورہ |
| ہدایہ | جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ | مطبع شرکت علمیہ ملتان |
| نصب الرایہ | جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

اور درمختار جلد ۴ صفحہ ۸۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**وَشَرْطُ حُضُوْرِ شَاهِدَيْنِ حُرَّيْنِ مُكَلَّفَيْنِ سَامِعَيْنِ قَوْلَهُمَا مَعًا۔۔۔ الخ**

پس صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوتا اور صحیح نہیں ہوتا کیونکہ دو گواہوں کا موجود ہونا اور ایجاب و قبول کو سننا فرض اور شرط ہے اور جب کہ شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے۔

**اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ**

اور ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ مطبع مکتبہ شرکت علمیہ ملتان میں ہے

**وَلَا يَنْعَقِدُ نِكَاحُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا بِحُضُوْرِ شَاهِدَيْنِ۔۔۔ الخ**

اور دو مسلمان مرد و عورت کا نکاح دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔

اور ایک شخص کی شہادتِ صحت نکاح کے لیے کافی نہیں ہے اور بعد میں مشہور ہو جانا زوجین کا دوسرے لوگوں کے سامنے اس نکاح کا تذکرہ کرنے سے بھی انعقادِ نکاح نہیں ہوتا اور نکاح مذکور سے جو اولاد ہوئی وہ ولد الحرام ہے اگرچہ احتیاطاً نسب ان کا اس شوہر سے عند البعض ثابت ہے

جیسا کہ شامی جلد ۵ صفحہ ۱۹۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**أَنَّ الدُّخُوْلَ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ مُوْجِبٌ لِّلْعِدَّةِ وَثُبُوْتِ النَّسَبِ،**

نکاحِ فاسد عدت اور ثبوتِ نسب کا سبب ہے

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

مقتدی نے تکبیرِ تحریمہ بحالتِ قیام توقف کر کے نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے اور رکوع میں جاتے ہوئے کہہ کر امام کو رکوع میں پالیا تو یہ اقتداء صحیح ہوگی؟ اور رکعت معتبر ہوگی یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد عنایت اللہ، مدکے

**الجواب و هو الموفق للصواب**

صورتِ مسئولہ میں تکبیر بحالتِ قیام نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی ہے اس لیے نماز میں داخل نہ ہوگا۔ جب نماز میں داخل ہونا صحیح نہ ہوا تو رکعت کیسے معتبر ہوگی بلکہ نماز ہی صحیح نہ ہوگی۔ چنانچہ کبیری میں ہے

لَوْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ رَاكِعًا فَقَالَ اَللّٰهُ فِيْ حَالِ الْقِيَامِ وَلَمْ يَفْرُغْ مِنْ قَوْلِهٖ اَكْبَرُ اِلَّا وَهُوَ فِي الرُّكُوْعِ لَا يَصِحُّ شُرُوْعُهٗ لِاَنَّ الشَّرْطَ وَقُوْعُ التَّحْرِيْمَةِ فِيْ مَحْضِ الْقِيَامِ

اور تکبیر کا موقع قیام ہے (یعنی حالتِ قیام میں پوری تکبیر کہنا چاہیے) اسی بناء پر اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز میں داخل نہ ہوگا۔ اس لیے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط تکبیر کا حالتِ قیام میں کہنا ہے۔ لہٰذا اگر قیام میں "اَللّٰہُ" کہا اور رکوع میں "اَکْبَرُ" تو نماز میں داخل نہ ہوگا۔

| | | |
|---|---|---|
| کبیری | صفحہ ۲۶۰ | مطبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ |

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت علامہ الوری صاحب! کیا بحالت سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا؟ یہ واقعہ صحیح اور مستند اگر ہے تو بحوالہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

السائل: قاری خادم حسین، نگینہ مسجد اولڈھم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہاں بحالتِ سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزہ کے افطار کا واقعہ صحیح اور مستند ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام عسفان پر پانی منگوایا۔ صحابہ کو بتلا کر افطار فرمایا پھر مکہ مکرمہ پہنچنے تک روزہ نہ رکھا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے بحالتِ سفر روزہ رکھا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی رکھا۔ یہ اپنی مرضی پر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَآءٍ فِيْهِ شَرَابٌ، فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَصَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَآءَ صَامَ، وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد اول صفحہ ۳۵۶ | مطبع اصح المطابع کراچی |

دوسری روایتوں میں یہ بھی تصریح ہے کہ روزہ کی وجہ سے صحابۂ کرام کی حالت دگرگوں تھی اس لیے آپ نے ایسا کیا۔

فَقِيْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ، فَقَالَ أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ، أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ

یعنی بعض اصحاب نے روزہ افطار نہیں کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ نے (باندازِ خفگی) فرمایا

کہ یہ نافرمان ہیں یہ نافرمان ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد اول صفحہ ۳۵۶ | مطبع اصح المطابع کراچی |

کیونکہ آنحضرت ﷺ نے رخصت پر عمل کیا اور آپ کی خواہش تھی کہ سب رخصت پر عمل کریں۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے یہ سفر جہاد کے لیے تھا۔ بہر حال کچھ صاحبان نے عمل نہیں کیا تو آپ ﷺ کو ناگواری ہوئی۔

ایک روایت میں ہے

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَرَاٰی رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوْا رَجُلٌ صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تَصُوْمُوا فِی السَّفَرِ

یعنی سفر میں ایک صحابی کی حالت بہت خراب ہوگئی۔ صحابہ جمع ہو کر اس کی خدمت کرنے لگے۔ اس پر سایہ کا انتظام کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں (جان پر ظلم کر کے) روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| مسلم شریف | جلد اول صفحہ ۳۵۶ | مطبع اصح المطابع کراچی |

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی جو بہت روزے رکھتے تھے آنحضرت ﷺ سے دریافت کرنے لگے کہ مجھ میں روزہ رکھنے کی طاقت و ہمت ہے تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا جی چاہے تو رکھو نہ چاہے تو مت رکھو۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (گروہِ صحابہ) حضور ﷺ کے ساتھ سولہ رمضان المبارک کو جہاد کے لیے نکلے تو ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض غیر روزہ دار۔ صائم نے غیر صائم پر اور غیر صائم نے صائم پر اعتراض نہیں کیا۔ (کیونکہ صائم عزیمت پر عامل تھے اور غیر صائم رخصت پر عمل پیرا تھے)

یہ اور ایسی دیگر احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بحالتِ سفر روزہ رکھنا ضروری اور واجب نہیں ہے اگر رکھا تو عزیمت پر عمل کیا اور نہ رکھا تو رخصت پر عمل ہوا۔ اگر روزہ رکھنے سے طبیعت خراب ہونے یا تکلیف پہنچنے کا ڈر نہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔

اگر اس کو یا اس کے رفیقِ سفر کو نقصان یا ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ترکِ صوم بہتر ہے۔

درمختار مع شامی میں ہے

(وَيُنْدَبُ لِمُسَافِرٍ الصَّوْمُ لِآيَةِ وَأَنْ تَصُومُوا (البقرہ:۱۸۴) وَالْخَيْرُ بِمَعْنَى الْبِرِّ لَا أَفْعَلُ تَفْضِيلٍ (إِنْ لَمْ يَضُرَّهُ) فَإِنْ شُقَّ عَلَيْهِ أَوْ عَلَى رَفِيقِهِ فَالْفِطْرُ أَفْضَلُ لِمُوَافَقَتِهِ الْجَمَاعَةَ

| | | |
|---|---|---|
| درمختار مع شامی | جلد ۳ صفحہ ۴۰۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

بخدمت حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب عالی! مؤدبانہ گزارش ہے کہ

حرم کے رہنے والے آج تک عمرہ کا احرام مقامِ تنعیم سے باندھتے رہے جو مسجدِ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے اور یہاں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبدالرحمٰن بن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہمراہ احرام باندھنے کے لیے بھیجا کہ آپ مقام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کر آئیں۔

اب کچھ لوگ وہاں سے احرام باندھنے سے روکتے ہیں کہ وہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں وہاں نہیں جانا چاہیے۔ آپ مدلل شرعی دلائل سے واضح فرمائیں کہ وہاں سے احرام باندھنا بہتر وافضل اور جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل: محمد نعیم امام بلال مسجد رائیونڈ لاہور

## الجواب و ھو الموفق للصواب

جناب مولانا محمد نعیم صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

صورتِ مسئولہ میں مکی کے لیے عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے افضل مقامِ تنعیم ہے اور یونہی جب حجاج حج سے فارغ ہو کر مکہ میں چند روز ٹھہریں وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں کہ نزدیک بھی ہے تقریباً تین کوس ہے اور افضل بھی۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۹۰۔ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

اور جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۳۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے کہ حجۃ الوداع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرات صحابہ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا تھا مگر ان کو ماہواری

آ گئی تھی اس لیے آپ نے ان کا عمرے والا احرام تڑوا دیا تھا۔لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ حج سے فارغ ہو گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے جا رہی ہوں تو حضور ﷺ نے

**اَرْسَلَ مَعِیَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ بِمَكَانِ عُمْرَتِیْ**

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اول صفحہ ۴۳۷ حدیث نمبر ۱۷۸۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام تنعیم روانہ کیا پھر میں نے اپنے عمرہ کی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔

اور بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۳۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ، وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ -**

یعنی عمرو بن اوس نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ عائشہ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لے جائیں اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرائیں۔

ان احادیث سے مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ثابت ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ مقام ثابت ہوا اور یہاں سے احرام باندھنے کے سلسلے میں حضور ﷺ کا حکم بھی ثابت ہوا تو پھر اگر کوئی اس کو ناجائز کہے یا وہاں احرام باندھنے سے روکے تو وہ گستاخِ مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔

اور درمختار مع ردالمحتار مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

وَالْمِيقَاتُ (لِمَنْ بِمَكَّةَ) يَعْنِي مَنْ بِدَاخِلِ الْحَرَمِ (لِلْحَجِّ الْحَرَمُ وَلِلْعُمْرَةِ الْحِلُّ) لِيَتَحَقَّقَ نَوْعُ سَفَرٍ وَالتَّنْعِيمُ أَفْضَلُ ۔

اور جو مکۃ المکرمہ میں مقامی ہو اس کے احرام کا میقاتِ حج کے لیے حرم ہے اور عمرہ کے احرام کے لیے حل یعنی خارج حرم ہے تاکہ ایک قسم کا سفر بھی ثابت ہو جائے اور اس کے لیے مقام تنعیم افضل ہے۔

اور ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۴۸۴ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

وَالتَّنْعِيمُ أَفْضَلُهُ) هُوَ مَوْضِعٌ قَرِيبٌ مِّنْ مَكَّةَ عِنْدَ مَسْجِدِ عَائِشَةَ، وَهُوَ أَقْرَبُ مَوْضِعٍ مِنَ الْحِلِّ أَيِ الْإِحْرَامُ مِنْهُ لِلْعُمْرَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْإِحْرَامِ لَهَا مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَغَيْرِهَا مِنَ الْحِلِّ عِنْدَنَا وَإِنْ كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ مِنْهَا لِأَمْرِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بِأَنْ يَّذْهَبَ بِأُخْتِهِ عَائِشَةَ إِلَى التَّنْعِيمِ لِتُحْرِمَ مِنْهُ وَالدَّلِيلُ الْقَوْلِيُّ مُقَدَّمٌ عِنْدَنَا عَلَى الْفِعْلِيِّ

یعنی عمرہ کے احرام کے لیے مقام تنعیم افضل ہے اور وہ مقام تنعیم وہ جگہ ہے جو مسجدِ عائشہ کے پاس مکہ مکرمہ کے قریب ہے اور حل کی جگہوں میں سے وہ سب سے قریب ہے یعنی مقام تنعیم عمرہ کے لیے احرام باندھنا مقام جعرانہ وغیرہ سے احرام باندھنے سے افضل ہے۔ حل میں سے ہمارے نزدیک اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعرانہ سے احرام باندھا تھا۔ بوجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو

حکم فرمانے کے کہ اپنی بہن عائشہ کو مقام تنعیم لے جائیں تا کہ وہاں سے یہ احرام باندھیں اور دلیلِ قولی ہمارے نزدیک دلیلِ فعلی سے مقدم ہوتی ہے۔

**ملاحظہ ہوں حوالہ جات**

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اول صفحہ ۴۳۷ حدیث نمبر ۱۷۸۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| فیوض الباری | جلد ۷ صفحہ ۵۷۔۵۸ | مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور |
| نعمۃ الباری | جلد اول صفحہ ۸۱۱۔ ۸۱۳ | مطبع فرید بک سٹال لاہور |
| درمختار مع ردالمحتار | جلد ۳ صفحہ ۴۸۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| فتاویٰ رضویہ | جلد ۱۰ صفحہ ۷۹۰۔ | مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| بہارِ شریعت | حصہ ۶ صفحہ ۳۴ | مطبع غلام علی اینڈ سنز لاہور |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت! یہ جو مشہور ہے کہ امام الائمہ، سراج الامہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے اور بڑے صاحبِ کشف تھے حتی کہ لوگ جب وضوء کرتے تھے تو اُن کے مستعمل پانی سے دیکھ کر یہ بھی معلوم کر لیتے تھے کہ یہ شخص کس گناہ میں مبتلا ہے؟ یہ کہاں اور کس کتاب میں ہے؟ بحوالہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل (مولانا) محمد صدیق ولی فریدی عارف والا

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دیکھئے المیزان الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۰۹ مطبع دارالفکر بیروت میں ہے

كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبُهٗ مِنْ اَعْظَمِ اَهْلِ الْكَشْفِ فَكَانَ اِذَا رَاٰى الْمَآءَ الَّذِىْ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ النَّاسُ يَعْرِفُ اَعْيَانَ تِلْكَ الْخَطَايَا الَّتِىْ خَرَّتْ فِى الْمَآءِ وَ يُمَيِّزُ غُسَالَةَ الْكَبَائِرِ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالصَّغَائِرِ عَنِ الْمَكْرُوْهَاتِ وَالْمَكْرُوْهَاتِ عَنْ خِلَافِ الْاَوْلٰى كَالْاُمُوْرِ الْمُجَسَّدَةِ حِسًّا عَلٰى حَدٍّ سَوَآءٍ، قَالَ وَ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّهٗ دَخَلَ مَطْهَرَةَ جَامِعِ الْكُوْفَةِ فَرَاٰى شَابًا يَّتَوَضَّأُ فَنَظَرَ فِى الْمَآءِ الْمُتَقَاطِرِ مِنْهُ فَقَالَ يَا وَلَدِىْ تُبْ عَنْ عُقُوْقِ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ

عَنْ ذٰلِكَ وَ رَاٰی غُسَالَةَ شَخْصٍ آخَرَ فَقَالَ لَهٗ يَا اَخِیْ تُبْ مِنَ الزِّنَا فَقَالَ تُبْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَ رَاٰی غُسَالَةَ شَخْصٍ آخَرَ فَقَالَ لَهٗ يَا اَخِیْ تُبْ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ وَسَمَاعِ آلَاتِ اللَّهْوِ فَقَالَ تُبْتُ مِنْهَا فَكَانَتْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ كَالْمَحْسُوْسَةِ عِنْدَهٗ عَلٰی حَدٍّ سَوَآءٍ مِنْ حَيْثُ الْعِلْمَ بِهَا ثُمَّ بَلَغْنَا اَنَّهٗ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ يَّحْجِبَهٗ عَنْ هٰذَا الْكَشْفِ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی سَوْاٰتِ النَّاسِ فَاَجَابَهُ اللّٰهُ اِلٰی ذٰلِكَ ۔

امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما اہل کشف میں سے تھے۔ تو جب ایسے پانی کو دیکھتے جس سے لوگ وُضوء کرتے تو اُس وضوء کے پانی میں انھیں اُن لوگوں کی خطائیں نظر آتیں۔ اور وہ اُس پانی سے ہی صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا امتیاز کر لیتے کہ یہ گناہ صغیرہ ہے اور یہ کبیرہ ہے۔ اور اسی طرح مکروہات کا امتیاز کر لیتے کہ یہ کون سا مکروہ ہے یا خلافِ اَولیٰ ہے۔ اور اُن سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی ہے کہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وُضوء خانہ میں آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو وُضوء کر رہا تھا تو اُس کے وُضوء کے پانی کے قطروں کو آپ نے دیکھا تو فرمایا اے بیٹے! والدین کی نافرمانی سے توبہ کر۔ اس نوجوان نے عرض کیا میں نے اللہ کی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کے وُضوء کا مستعمل پانی دیکھا تو آپ نے اُس سے فرمایا اے بھائی زنا سے توبہ کر۔ اس نے عرض کیا میں نے اس گناہ سے توبہ کی۔ پھر ایک شخص کا مستعمل پانی دیکھا تو اُسے سے کہا اے بھائی! شراب پینے سے اور لہو و لعب کے آلات کے سننے سے توبہ کر۔ اُس نے عرض کیا جی میں نے ان سے توبہ کی۔

تو یہ تمام اُمور امام صاحب کے نزدیک محسوسات کی طرح یکساں تھے۔ پھر اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے اس کشف سے محجوب کردے کیونکہ اس سے لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا پایا جاتا ہے۔ تو اللہ نے اُن کی یہ دعاء قبول فرمالی۔

**نتیجہ** تو یہ ہے امام صاحب کا مقام آپ ظاہری علوم شریعت کے لحاظ سے بھی امام تھے اور باطنی علم طریقت کے لحاظ سے بھی امام تھے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ صرف ظاہری احکام پر ہی نظر نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن احکام کی حقیقت پر بھی آپ کی نظر ہوتی تھی۔ یہ ہیں ہمارے امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت! یہ حدیث کہاں ہے جس میں آیا ہے کہ جو میری ایسی سنت کو زندہ کرے گا جسے لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے برابر اُسے ثواب ملے گا اور اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور ایسے بھی سنا ہے کہ فسادِ اُمت کے وقت جو میری سنت کو مضبوطی سے تھامے اُسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

السائل حافظ آس محمد امام النصر ٹیکسٹائل ملز، مانگا روڈ رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

حافظ صاحب! ملاحظہ ہو یہ حدیث ترمذی شریف صفحہ ۶۰۷ مطبع دارالسلام الریاض میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

**مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ، فَإِنَّ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا**

یعنی جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو، جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے گا اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اور سو (۱۰۰) شہیدوں کے ثواب والی حدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ مطبع مجتبائی دہلی میں ہے

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ ۔**

یعنی جو فسادِ اُمت کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

| | | |
|---|---|---|
| ترمذی شریف | صفحہ ۶۰۷ | مطبع دارالسلام الریاض |
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۳۰ | مطبع مجتبائی دہلی |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت یہ کس کتاب اور کون سی روایت میں اور کس طرح آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اونٹ نے سجدہ کیا؟

السائل: صوفی شوکت علی قادری رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ کا تذکرہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ لَهُمْ جَمَلٌ يَّسْنُوْنَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْجَمَلَ اسْتُصْعِبَ عَلَيْهِمْ، فَمَنَعَهُمْ ظَهْرَهُ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ جَآءُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّهُ كَانَ لَنَا جَمَلٌ نُّسْنِيْ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ اسْتُصْعِبَ عَلَيْنَا، وَمَنَعَنَا ظَهْرَهُ، وَقَدْ عَطِشَ الزَّرْعُ وَالنَّخْلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَقَامُوْا، فَدَخَلَ الْحَائِطَ وَالْجَمَلُ فِيْ نَاحِيَةٍ، فَمَشٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهُ قَدْ صَارَ مِثْلَ الْكَلْبِ الْكَلِبِ، وَإِنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ صَوْلَتَهُ، فَقَالَ لَيْسَ عَلَيَّ مِنْهُ بَأْسٌ فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ نَحْوَهُ، حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاصِيَتِهٖ أَذَلَّ مَا كَانَتْ قَطُّ، حَتّٰى أَدْخَلَهُ فِي الْعَمَلِ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذِهِ بَهِيْمَةٌ لَّا تَعْقِلُ تَسْجُدُ لَكَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ، فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَّسْجُدَ لَكَ، فَقَالَ لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ، وَّلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، مِنْ عِظَمِ حَقِّهٖ عَلَيْهَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَوْ كَانَ مِنْ قَدَمِهٖ إِلٰى مَفْرِقِ رَأْسِهٖ قُرْحَةً تَنْبَجِسُ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيْدِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْهُ فَلَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهٗ ۔

| | | |
|---|---|---|
| مسند امام احمد بن حنبل | جلد ۵ صفحہ ۴۴۵ حدیث نمبر ۱۲۹۴۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کا ایک گھرانا تھا جس کے پاس پانی لادنے والا ایک اونٹ تھا، ایک دن وہ اونٹ سخت بدک گیا اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہیں ہونے دیا، وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہمارا ایک اونٹ تھا جس پر ہم پانی بھر کر لایا کرتے تھے، آج وہ اس قدر بدکا ہوا ہے کہ ہمیں اپنے اوپر سوار ہی نہیں ہونے دیتا اور کھیت اور باغات خشک پڑے ہوئے ہیں، نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اُٹھو اور وہ کھڑے ہو کر چل پڑے وہاں پہنچ کر باغ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ اونٹ ایک کونے میں ہے نبی ﷺ اس کی طرف چل پڑے۔ یہ دیکھ کر انصار کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ تو وحشی کتے کی طرح ہوا پڑا ہے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں یہ آپ پر حملہ ہی نہ کر دے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

جب اونٹ نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے اُسے اُس کی پیشانی سے پکڑا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ فرمانبردار ہو گیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے اُسے کام پر لگا دیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ ناسمجھ جاندار آپ کو سجدہ کر سکتے ہیں تو ہم تو پھر عقل مند ہیں، ہم آپ کو سجدہ کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی انسان کے لیے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا حق اس پر زیادہ ہے، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مرد کے پاؤں سے لے کر سر کی مانگ تک سارا جسم پھوڑا بن جائے اور خون پیپ بہنے لگے اور بیوی آ کر اسے چاٹنے لگے تب بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت یہ دو سوال ہیں ان کا جواب بذریعہ حدیث ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں نوازش ہوگی

(۱) صدقہ اور صلہ رحمی کا کیا ثواب واجر ہے؟

(۲) یہ کہ مہمان کی مہمان نوازی کا کیا اجر و ثواب حدیث میں آیا ہے؟ باحوالہ ارشاد فرمائیں۔

السائل — حافظ محمود اقبال قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

(۱) صدقہ اور صلہ رحمی کا اجر وثواب ملاحظہ ہو مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۹۴ حدیث نمبر ۱۳۴۵۵ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں کہ

**إِنَّ الصَّدَقَةَ وَصِلَةَ الرَّحِمِ يَزِيدُ اللهُ بِهِمَا فِي الْعُمُرِ وَيَدْفَعُ بِهِمَا مِيتَةَ السُّوءِ وَيَدْفَعُ اللهُ بِهِمَا الْمَكْرُوهَ وَالْمَحْذُورَ**

بے شک صدقہ اور صلہ رحمی ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع فرماتا ہے اور بُرائی وغم اور فکر کو دُور کرتا ہے۔

(۲) مہمان کی مہمان نوازی کا اجر وثواب ملاحظہ ہو کشف الخفاء جلد ۲ صفحہ ۳۳ حدیث نمبر ۱۶۴۱ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

**الضَّيْفُ يَأْتِي بِرِزْقِهِ، وَيَرْتَحِلُ بِذُنُوبِ الْقَوْمِ، يُمَحِّصُ عَنْهُمْ ذُنُوبَهُمْ**

مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے اور ان کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| مجمع الزوائد | جلد ۸ صفحہ ۱۹۴ حدیث نمبر ۱۳۴۵۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| کشف الخفاء | جلد ۲ صفحہ ۳۳ حدیث نمبر ۱۶۴۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِي وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت مفتی صاحب اگر حق کہنے سے لوگ ناراض ہوں اور بُرا جانیں تو عالم دین یا حق گو کو حق کہنے سے لوگوں کو راضی کرنے کے لیے رُک جانا چاہیے یا نہیں؟ بحوالہ حدیث ارشاد فرمائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔

السائل ماسٹر محمد عمران رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہرگز نہیں رکنا چاہیے حدیث پاک میں ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ مَخَافَةَ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِالْحَقِّ إِذَا رَآهُ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار ناحق بات دیکھ کر تم میں کوئی لوگوں کے خوف سے حق کہنے سے ہرگز نہ رُکے

| | | |
|---|---|---|
| ابن حبان | جلد اول صفحہ ۲۴۶ حدیث نمبر ۲۷۵ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِي وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

اگر کوئی لوگوں کی سختی کے خوف سے اُن کو راضی کرنے کے لیے رُک جائے کہ لوگ راضی رہیں تو اُس کا حکم بھی حدیث سے بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں کہ کیا حکم ہے؟

السائل — وسیم الدین، اسلام آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس کا حکم یہ ہے دیکھئے ابن حبان جلد اول صفحہ ۲۴۷ حدیث نمبر ۲۷۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

**عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَأَرْضَى النَّاسَ عَنْهُ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ سَخَطَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ**

کہ جو خدا کی رضا کے لیے لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لوگوں کو ناراض کر کے حق کہے گا اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دے گا اور جو لوگوں کو راضی کرے گا اور حق نہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

استاذی المکرّم حضرت قبلہ الوری صاحب!

ہم نے سنا کہ کسی نبی نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے شیر اور سانپ کے پیچھے چلو مگر عورت کے پیچھے نہ چلنا۔ جناب عالی! یہ واقعہ کس نبی کا ہے اور کس کتاب میں ہے؟ اگر ہے تو کس طرح ہے؟ اور وہ کونسے نبی تھے؟ جو شیر اور سانپ، جو انسان کے ازلی دشمن ہیں کے پیچھے چلنے کا کہہ رہے ہیں اور عورت کے پیچھے چلنے سے منع کر رہے ہیں۔

السائل (مولانا) محمد ایوب، بلیک برن، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

جناب وہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام تھے اور اس واقعہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۹۲ میں بیان فرمایا ہے جو کہ یوں ہے

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اِنَّمَا جَآءَتِ الْفِتْنَةُ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ قِبَلِ النَّظَرَةِ وَ لِذٰلِكَ قَالَ لِابْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بُنَيَّ امْشِ خَلْفَ الْاَسَدِ وَالْاَسْوَدِ وَلَا تَمْشِ خَلْفَ الْمَرْاَةِ۔

کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نظر کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوئے۔ اسی لیے آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اے بیٹے شیر اور سانپ کے پیچھے چلو لیکن عورت کے پیچھے نہ چلو۔

پھر آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بھی لکھا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ زنا کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا دیکھنے اور خواہش کرنے سے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کہتا ہے نظر میرا پرانا تیر اور کمان ہے جو خطا نہیں کرتا۔

تو اسی لیے داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اپنی آزمائش کے پیش نظر جو قرآن پاک میں موجود ہے، یہ نصیحت فرمائی۔

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۳ صفحہ ۹۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابۂ کرام کا ایک واقعہ ہے کہ ایک گھر میں کسی نے بکری کی سری بھیجی تو اُس گھر والے نے کہا کہ بھائی ہمارا ہمسایہ ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے یہ اُن کو دے دیجیے پھر جب اُن کے پاس لے گئے تو انھوں نے اگلے گھر بھیج دیا جب اُن کے پاس گئے تو انھوں نے اگلے گھر بھیج دیا یونہی وہ سری سات گھروں میں پھر کے واپس انہی کے گھر آ گئی۔ یہ واقعہ کہاں اور کس کتاب میں ہے؟۔

السائل محمد دین ولد اسماعیل رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ واقعہ متعدد کتب میں موجود ہے۔ یہ صحابۂ کرام کے ایثار کی بہت بڑی دلیل ہے تو ملاحظہ ہو

احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُهْدِيَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ شَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَخِيْ كَانَ أَحْوَجَ مِنِّيْ إِلَيْهِ فَبَعَثَ بِهٖ إِلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ وَاحِدٌ يَّبْعَثُ بِهٖ إِلٰى آخَرَ حَتّٰى تَدَاوَلَهٗ سَبْعَةُ أَبْيَاتٍ وَّرَجَعَ إِلَى الْأَوَّلِ**

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھر میں کسی نے بکری کی سری بھیجی تو اُس گھر والے نے کہا کہ بھائی ہمارا ہمسایہ ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے یہ اُن کو دے دیجیے پھر جب اُن کے پاس لے گئے تو انھوں نے اگلے گھر بھیج دیا جب اُن کے پاس گئے تو انھوں نے اگلے گھر بھیج دیا یونہی وہ سری سات گھروں میں پھر کے واپس انہی کے گھر آ گئی۔

**نتیجہ** تو اِن گھر والوں نے اِسے عطیۂ خداوندی سمجھ کر پکایا اور پھر ساتوں گھروں میں تقسیم کر دیا۔

یہ ہے صحابۂ کرام کا ایثار اور جذبۂ ہمدردی۔

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت !

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت کیا ہے؟ اور اس میں شرعاً کونسا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے؟

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل (مولانا) عبدالرسول، یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے جرأت اور حق گوئی اور دیانت داری اور اپنے منصب کی ادائیگی کو باحسن وجوہ فرضِ عین سمجھا جائے اور اُس میں لومۃ لائم کی ہرگز پرواہ نہ کی جائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ورسول اللہ ﷺ کا حکم سمجھ کر پیش کیا جائے۔ جہاں برائی دیکھے اُس سے ہرگز چشم پوشی نہ کی جائے۔ دیکھئے احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ اَيُّ عِبَادِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الَّذِيْ يَتَسَرَّعُ اِلٰى هَوٰى كَمَا يَتَسَرَّعُ النِّسْرُ اِلٰى هَوَاهُ وَالَّذِيْ يُكَلِّفُ بِعِبَادِيْ الصَّالِحِيْنَ كَمَا يُكَلِّفُ الصَّبِيُّ بِالثُّدَيِّ وَالَّذِيْ يَغْضَبُ اِذَا اَتَيْتُ مَحَارِمِيْ كَمَا يَغْضَبُ النَّمِرُ لِنَفْسِهٖ فَاِنَّ النَّمِرَ اِذَا غَضِبَ لِنَفْسِهٖ لَمْ يُبَالِ قَلَّ النَّاسُ اَمْ كَثُرُوْا وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى فَضِيْلَةِ الْحَسْبَةِ مَعَ شِدَّةِ الْخَوْفِ

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

حضرت عروہ اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تیرا کونسا بندہ تجھے زیادہ پسند ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بندہ جو میری رضا کی طرف اس طرح جھپٹے جس طرح کرگس اپنی خواہش پر جھپٹتی ہے اور وہ جو میرے نیک بندوں سے اس قدر محبت کرے جس طرح بچے پستان کی طرف شوق اور محبت سے لپکتے ہیں اور جب کوئی میرے حرام کردہ کاموں کا مرتکب ہو تو اُسے اس قدر غصہ آئے جس طرح چیتا اپنے انتقامی جذبہ میں ہوتا ہے کیونکہ چیتا جب اپنا انتقام لیتا ہے تو کسی کی پرواہ نہیں کرتا لوگ کم ہوں یا زیادہ۔

**نتیجہ** اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ خوف کی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت قبلہ الوری صاحب! دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ خائف رہتے ہیں کہ اگر ہم نے کسی کو صحیح مسئلہ بتایا یا صحیح بات کہی تو وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور ہماری بدنامی کریں گے تو کیا اس وجہ سے کسی آدمی کو نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے سے باز رہنا چاہیے یا نہیں؟

السائل قاری خادم حسین، نگینہ مسجد اولڈھم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہرگز باز نہیں رہنا چاہیے اور اپنی بدنامی سے ڈرنا اور لوگوں کو خدا کے احکام کا نافرمان دیکھنا سخت بُرا ہے۔ خدا کے احکام کی صحیح ادائیگی میں اگر لوگ مخالف ہوتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر اور اچھائی کیا ہوگی۔ ہم کیا ہیں! بڑے بڑے انبیاء اور اولیاء ان لوگوں کی گستاخیوں سے نہیں بچ سکے لیکن ان گستاخیوں کو اور بدنامیوں کو برداشت کرنے میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

اسی لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۲۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں فرماتے ہیں

**لَا تَخْلُوا الْاَنْبِيَآءُ عَنِ الْاِبْتِلَاءِ بِالْجَاحِدِيْنَ وَ لَا تَخْلُوا الْاَوْلِيَآءُ وَالْعُلَمَآءُ عَنِ الْاِبْتِلَاءِ بِالْجَاهِلِيْنَ**

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۴ صفحہ ۲۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

انبیاءِ کرام منکروں کی آزمائشوں سے اور اولیاء اور علماء جاہلوں کی آزمائشوں اور تکالیف سے نہیں بچ سکے یہ لوگ اُنھیں ستاتے رہے اور وہ اِن کی تکالیف اور گستاخیوں کو برداشت کرتے رہے۔ تو اس سے ان کے درجات اور مراتب میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب میں برکت فرماتا رہا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

استاذی المکرّم یہ حدیث کس کتاب میں اور کہاں ہے کہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان آتا ہے کہ میں بھولتا نہیں ہوں بھلا دیا جاتا ہوں؟

السائل سید ذاکر سجاد شاہ، آستانہ عالیہ خانوہارنی

## الجواب و هو الموفق للصواب

صاحبزادہ صاحب! یہ حدیث متعدد کُتُب میں ہے مگر
احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۳۸ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**اَمَّا اِنِّیْ لَا اَنْسٰی وَلٰکِنِّیْ اُنَسّٰی لِاُشَرِّعَ**

یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ بھلا دیا جاتا ہوں تا کہ تمہارے لیے سنت مقرر کر دوں۔

اور مؤطا امام مالک صفحہ ۳۵ مطبع مجتبائی دہلی میں ہے

**لَا اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی لِاَسُنَّ**

یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ بھلا دیا جاتا ہوں تا کہ (تمہارے لیے) سنت مقرر کروں۔

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۴ صفحہ ۳۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مؤطا امام مالک | صفحہ ۳۵ | مطبع مجتبائی دہلی |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

بخدمت جناب استاذی المکرّم علامہ الوری صاحب دام مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب عالی! بعض جاہل اوران پڑھ لوگ دین کی علمی باتوں میں بحث ومباحثہ کرتے ہیں اور اگر اُنھیں کوئی اہلِ علم روکے اور سمجھائے کہ یہ علماء کا کام ہے آپ اس میں بحث مت کریں تو اُلٹا اُس کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم نہیں جانتے؟ تو اُن کا علمی باتوں میں پڑنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

السائل حافظ محمد انور پنگالی لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

صورتِ مسئولہ میں بے علم آدمی کا علمی باتوں میں پڑنا ناجائز اور خطرناک اور بُرا ہے بسا اوقات ان پڑھ آدمی کا بلا تحقیق علمی باتوں میں پڑنا، ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا باعث بھی ہوسکتا ہے۔

دیکھئے حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ

اِنَّمَا حَقُّ الْعَوَامِ اَنْ یُّؤْمِنُوْا وَیُسَلِّمُوْا وَ یَشْتَغِلُوْا بِعِبَادَتِهِمْ وَ مَعَایِشِهِمْ وَیَتْرُکُوْا الْعِلْمَ لِلْعُلَمَآءِ فَالْعَامِیُ لَوْیَزْنِیْ وَیَسْرِقُ کَانَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّتَکَلَّمَ فِی الْعِلْمِ فَاِنَّهٗ مَنْ تَکَلَّمَ فِی اللهِ وَفِیْ دِیْنِهٖ مِنْ غَیْرِ اِتْقَانِ الْعِلْمِ وَقَعَ فِی الْکُفْرِ مِنْ حَیْثُ لَایَدْرِیْ کَمَنْ یَّرْکَبُ لُجَّةَ الْبَحْرِ وَهُوَلَا یَعْرِفُ السَّبَاحَةَ

| | | |
|---|---|---|
| احیاء العلوم | جلد ۳ صفحہ ۳۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

یعنی عوام کا فرض ہے کہ ایمان اور اسلام لاکر اپنی عبادتوں اور روزگار میں مشغول رہیں علم کی باتوں میں

مداخلت نہ کریں اس کو علماء کے حوالے کر دیں۔ عامی آدمی کا علمی سلسلہ میں حجت کرنا (معاذ اللہ) زنا اور چوری سے بھی زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے کیونکہ جو شخص دینی علوم میں بصیرت اور پختگی نہیں رکھتا وہ اگر اللہ تعالیٰ اور اُس کے دین کے مسائل میں بحث کرتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ وہ ایسی رائے قائم کرے جو کفر ہو اور اُس کو اِس کا احساس بھی نہ ہو کہ جو اُس نے سمجھا ہے وہ کفر ہے اس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو تیرنا نہ جانتا ہو اور سمندر میں کود پڑے۔

کیونکہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے ہر حربہ اختیار کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ایک شخص کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ وہ (شیطان) پوچھتا ہے اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اب دیکھئے شیطان نے کس طرح جاہل آدمی کو گمراہ کرنے کے لیے جال بچھایا تو اس لیے وہ بے علم کو قسم قسم کے وسواس میں مبتلا کرتا ہے۔ یہ امام غزالی نے اس حدیث کو مثال کے طور پر سمجھانے کے لیے پیش کیا ہے۔

**نتیجہ** اس سے پتہ چلا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مثال اس لیے دی کہ چوری یا زنا سے توبہ بھی ہو سکتی ہے مگر کفر سے کس طرح توبہ ہوگی جب توبہ کے دائرے سے ہی نکل گیا تو پھر توبہ کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر رکھے۔ آمین

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت! سنا ہے کہ شیطان کسی نبی کے پاس آیا اور اس سے کہا میں اب توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ میری سفارش فرمادیں اور اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جناب گزارش ہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور کس نبی سے شیطان نے توبہ کا کہا؟ بحوالہ ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

السائل قاری خادم حسین، نگینہ مسجد اولڈھم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب یہ واقعہ صحیح ہے اور ایک نبی نہیں بلکہ دو نبیوں سے شیطان نے اپنی سفارش برائے توبہ قبول ہونے کی چاہی ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور دوسرے حضرت نوح علیہ السلام سے۔

دیکھئے تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ بقرہ نمبر ۲ آیت نمبر ۳۴ کے تحت شیطان کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنے کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کرتے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آنے کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔ جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ ملاحظہ ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيَ إِبْلِيسُ مُوسٰى فَقَالَ يَا مُوسٰى أَنْتَ الَّذِيْ اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَكَلَّمَكَ تَكْلِيْمًا إِذْ تُبْتُ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتُوْبَ فَاشْفَعْ لِيْ

إِلٰى رَبِّيْ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيَّ قَالَ مُوْسٰى نَعَمْ فَدَعَا مُوْسٰى رَبَّهٗ فَقِيْلَ يَا مُوْسٰى قَدْ قُضِيَتْ حَاجَتُكَ فَلَقِيَ مُوْسٰى إِبْلِيْسَ قَالَ قَدْ أُمِرْتَ أَنْ تَسْجُدَ لِقَبْرِ آدَمَ وَيُتَابَ عَلَيْكَ فَاسْتَكْبَرَ وَغَضِبَ وَقَالَ لَمْ أَسْجُدْ لَهٗ حَيًّا أَسْجُدُ لَهٗ مَيِّتًا؟

| | | |
|---|---|---|
| تفسیر درمنثور | جلداول صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر ملا اور کہا کہ اے موسیٰ تو وہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لیے چُن لیا اور جب تو نے اُس کی طرف توبہ کی تو اس نے تیرے ساتھ کلام فرمایا۔ اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں تم اللہ کی بارگاہ میں میری سفارش کرو کہ وہ میری توبہ قبول کر لے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے میں سفارش کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے جب یہ بات عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ٹھیک ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات شیطان سے ہوئی تو آپ نے فرمایا اے شیطان اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تو آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر، تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر شیطان نے تکبر کیا اور غضبناک ہوا اور کہا: میں نے زندہ کو تو سجدہ کیا نہیں، اب مردہ کو سجدہ کروں! (یہ محال ہے، نہیں ہو سکتا۔) شیطان نے تکبر کیا اور یہ کافروں میں سے ہو گیا۔

تو یہ ہے شیطان کی توبہ کا واقعہ جو نبیوں سے سفارش کرائی۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

محترمی حضور ابا جی چند سوالات ہیں ان کا جواب کیا ہے؟ ارشاد فرمادیں

(۱) وہ کونسا سفر ہے جس میں قصر نہیں؟

(۲) وہ کونسی صورت ہے کہ نمازی اپنے گھر میں وقتی نماز قصر پڑھے؟

(۳) وہ کونسی صورت ہے کہ نماز پڑھی جائے تو نہ ہو بعد میں خود بخود ہو جائے؟

(۴) وہ کون بزرگ ہیں جن کی اپنی عمر 40 سال بیٹے کی عمر 120 سال، پوتے کی عمر 90 سال اور تینوں بیک وقت زندہ ہیں؟ یہ مکمل بیان فرما کر آگاہ فرمائیں

السائل ناچیز محبوب سرور امام وخطیب مسجد جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

(۱) مسافر کا سسرال گھر سے یعنی وطن سے 58 میل دور ہو اور اُسی شہر میں مسافر کی بیوی مقیم ہو وہیں رہتی ہو تو جب خاوند وہاں جائے گا تو پوری نماز پڑھے گا حالانکہ مسافر ہوگا۔

(۲) مسافر کا گھر کنارۂ شہر پر واقع ہے گھر سے بارادۂ سفر باہر نکلا جنگل میں قصر نماز پڑھنے لگا دورانِ نماز وُضوء ٹوٹ گیا وہاں پانی نہیں گھر آیا وُضوء کر کے اُسی نماز پر بناء کی تو گھر میں ہی قصر پڑھے گا۔

(۳) ایک شخص صاحبِ ترتیب ہے یعنی بلوغت سے لے کر اب تک کبھی یکدم چھ نمازیں قضا نہ ہوئیں اب ایک مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہوگئی ظہر قضاء کرنے سے پہلے عصر پڑھی عصر نہ ہوئی، پھر مغرب، پھر عشاء پھر فجر پھر ظہر دوسری پھر عصر پڑھی نہ ہوئی پھر مغرب پڑھی تو پچھلی سب نمازیں خود بخود درست ہو گئیں کیونکہ اب وہ صاحب ترتیب نہ رہا۔ صاحبِ ترتیب کے لیے ضروری ہے کہ پہلے قضاء نماز پڑھے پھر دوسری ہوگی جب پوری چھ نمازیں نہ ہوئیں تو ترتیب ٹوٹ گئی اور اب پہلے قضاء شدہ پڑھنا واجب نہ رہا۔

(۴) حضرت عزیر علیہ السلام جب فوت ہوئے تو آپ کی عمر 40 سال تھی پھر 100 سال بعد زندہ ہوئے اُس وقت بیٹا 120 سال اور پوتا 90 سال کا تھا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

سلام پھیرنے میں سہو ہو جائے مثلاً مصلی نے بجائے دہنی جانب بائیں جانب سلام پھیر دیا تو اب دہنی جانب سلام پھیر کر دوبارہ بائیں جانب پھیرے یا نہیں اور سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

السائل: حکیم افتخار الحسن رائیونڈی

## الجواب و هو الموفق للصواب

فقط داہنی جانب سلام پھیر لے بائیں جانب سلام پھیرنے کی حاجت نہیں اور نہ سجدۂ سہو کی ضرورت ہے نماز صحیح ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| جوہرہ نیرہ | جلد اول صفحہ ۵۵ | مطبع مکتبہ حقانیہ ملتان |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! مغرب اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں امام قراءت بالجہر سہواً کرے تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

السائل — منظور احمد ایڈووکیٹ رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

ہاں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح | جلد اول صفحہ ۳۲۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| بحر الرائق | جلد اول صفحہ ۳۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

نماز میں سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھا تو کیا حکم ہے؟ امام نے پہلی رکعت میں سورت کافرون پڑھی اور دوسری رکعت میں سورت کوثر پڑھی اس طرح قرآن کی ترتیب کے خلاف پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

السائل — خلیفہ حافظ محمد سلیمان شجاع آباد

## الجواب و هو الموفق للصواب

ترتیب سورت واجباتِ تلاوت میں سے ہے۔ واجباتِ نماز میں سے نہیں لہٰذا اس طرح پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں ہاں عمداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے نسیاناً پڑھے تو مکروہ بھی نہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ میں ہے

لِاَنَّ تَرْتِیْبَ السُّوْرِ فِی الْقِرَأَةِ مِنْ وَّاجِبَاتِ التِّلَاوَةِ ۔۔۔۔ اَنَّ التَّنْکِیْسَ اَوِ الْفَصْلَ بِالْقَصِیْرَةِ اِنَّمَا یُکْرَهُ اِذَا کَانَ عَنْ قَصْدٍ فَلَوْ سَهْوًا فَلَا

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! قربانی کے لیے خصّی بکرے کو پسند کرتے ہیں اگرچہ اس میں عیب ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

السائل (مولانا) محمد عارف، پتوکی قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصّی دنبہ کی قربانی کی ہے خصّی ہونا عیب نہیں ہے۔ اس سے گوشت میں کمی نہیں آتی، نیز خصّی فربہ ہوتا ہے اور اس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے۔

جیسا کہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۸ مطبع مجتبائی دہلی میں ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو خصّی چتکبرے سینگ والے مینڈھے بقرہ عید کے دن ذبح کیے جب انھیں قبلہ رُولٹایا تو فرمایا میں نے اپنے کو اُس کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان وزمین پیدا کیے۔

| | | |
|---|---|---|
| مشکوٰۃ شریف | صفحہ ۱۲۸ | مطبع مجتبائی دہلی |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

جولوگ بعض جگہ جوتوں سمیت یا جوتوں کے اوپر کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھ لیتے ہیں تو اُن کی نماز جوتوں سمیت شرعاً ہوجائے گی؟ اور اُن کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

السائل: **محمد صابر رائیونڈ**

## الجواب و هو الموفق للصواب

اگر جوتوں کا حتماً اور یقیناً پاک ہونا معلوم ہے تو پاک وصاف جوتوں پر کھڑے ہوکر یا جوتوں سمیت نمازِ جنازہ پڑھنا صحیح ہے اور اگر جوتے نجس اور ناپاک ہوں تو نمازِ جنازہ ہو یا کوئی اور نماز ہو ہرگز جائز نہیں۔

بحرالرائق میں ہے کہ

وَلَوِ افْتَرَشَ نَعْلَيْهِ وَقَامَ عَلَيْهِمَا جَازَتْ وَبِهٰذَا يُعْلَمُ مَا يَفْعَلُ فِيْ زَمَانِنَا مِنَ الْقِيَامِ عَلَى النَّعْلَيْنِ فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لٰكِنْ لَابُدَّ مِنْ طَهَارَةِ النَّعْلَيْنِ

| | | |
|---|---|---|
| بحرالرائق | جلد ۲ صفحہ ۳۱۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

اگر جنازہ پڑھتے ہوئے اپنی جوتیوں کو پاؤں کے نیچے دے کر نماز پڑھنے والا اُن پر کھڑا ہوا تو نماز جائز ہے اور اُن لوگوں کو جو ہمارے زمانے میں نمازِ جنازہ جوتیوں پر کھڑے ہوکر یا جوتیوں سمیت پڑھتے ہیں

معلوم ہو جائے گا لیکن ایسے نماز پڑھنے میں جوتیوں کا پاک ہونا شرط ہے۔ (ناپاک اور نجس جوتیوں پر نمازِ جنازہ ہو یا کوئی بھی نماز ہو پڑھنی ناجائز ہے)

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! امام تین آیات یا تین آیات کے برابر قراءت کر چکا ہو اور یکدم رُک گیا یا بھول گیا تو اس صورت میں مقتدی اُس کو لقمہ دے یا نہ دے؟ اگر مقتدی فتحہ (لقمہ) دے اور امام مقتدی کا لقمہ لے لے کیا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

السائل نوراحمد رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس صورتِ مسئولہ میں امام جب تین آیات کے برابر قراءت کر چکا اور یکدم رُک گیا تو اُسے چاہیے کہ وہ رکوع میں چلا جائے مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے اور اگر مقتدی نے اس صورت میں لقمہ دے دیا اور امام نے لقمہ قبول بھی کر لیا تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

دیکھئے ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸۱۔ ۳۸۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت

بِخَلَافِ فَتْحِهٖ عَلٰى اِمَامِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُفْسِدُ مُطْلَقًا لِفَاتِحٍ وَّ اٰخِذٍ بِكُلِّ حَالٍ اَیْ سَوَاءٌ قَرَأَ الْاِمَامُ قَدْرَ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ اَمْ لَا اِنْتَقَلَ اِلٰى اٰيَةٍ اُخْرٰى اَمْ لَا تَقَرَّرَ الْفَتْحُ اَمْ لَا هُوَ الْاَصَحُّ

| | | |
|---|---|---|
| ردالمحتار | جلد ۲ صفحہ ۳۸۱۔ ۳۸۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

یعنی امام کولقمہ دینے کی صورت میں مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوگی نہ لقمہ دینے والے کی اور نہ لقمہ قبول کرنے والے کی ہرحال میں چاہوامام قراءت اتنی پڑھ چکا ہوجس سے نماز جائز ہو یا نہ پڑھ چکا ہواور دوسری آیت کی طرف منتقل ہو یا نہ ہو بہرصورت نماز فاسد نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت! امام ایک ہی رکعت میں ایک سورت سے زیادہ سورتیں ملا کر پڑھے تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد ایوب، یو۔کے

**الجواب و هو الموفق للصواب**

ایک رکعت میں بہتر تو یہ ہے کہ ایک ہی سورت پڑھی جائے ہاں اگر ایک ہی رکعت میں دو یا تین سورتیں پڑھی گئیں تو اس سے نماز پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا مگر یہ ہے خلافِ اَولیٰ۔

دیکھئے طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۵۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**وَ یُکْرَهُ ۔۔۔وَ الْجَمْعُ بَیْنَ سُوْرَتَیْنِ اَیْ فِیْ رَکْعَةٍ وَّاحِدَةٍ لِمَا فِیْهِ مِنَ الشُّبْهَةِ التَّفْضِیْلِ وَالْهَجْرِ**

اور ایک ہی رکعت میں دوسورتوں کا جمع کرنا اچھا نہیں ہے، کیونکہ اس میں تفضیل اور ترک کا شبہ واقع

ہونے کا خطرہ ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| طحطاوی علی مراقی الفلاح | صفحہ ۳۵۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


# محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت استاذی المکرّم! عرض ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا آپس میں نکاح ہوا تھا یا نہیں؟ مفصل باحوالہ ارشاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

السائل (مولانا) محمد اسرائیل، خطیب بابلیانہ

## الجواب و هو الموفق للصواب

بلاشک وشبہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح ہوا تھا اس میں کوئی شک کی ذرہ گنجائش نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب شاہِ مصر کے ہاں گئے تو عزیزِ مصر کی بیوی کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی صفائی کے بعد شاہِ مصر نے آپ کو اپنے خواص میں نمایاں جگہ دی اور پھر عزیزِ مصر کے انتقال کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس کے منصب پر فائز کیا اور اُس کی بیوی زلیخا کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا چونکہ عزیزِ مصر نامرد تھا اس لیے زلیخا اُس وقت تک باکرہ ہی رہی پھر زلیخا سے

حضرت یوسف علیہ السلام کے تین بچے پیدا ہوئے جن کے نام افرائیم، میشا اور رحمت ہیں۔ ملاحظہ ہوں جیسا کہ تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۱۵ سورۂ یوسف میں ہے

**ثُمَّ مَاتَ قِطْفِيْرُ اَیْ عَزِیْزُ مِصْرٍ فَزَوَّجَهُ الْوَلِيْدُ بِزَوْجَةِ قِطْفِيْرَ رَاعِيْل فَدَخَلَ بِهَا يُوْسُفُ فَوَجَدَهَا عَذْرَآءَ**

یعنی جب قطفیر یعنی عزیز مصر مر گیا تو ولید نے قطفیر کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام جب راعیل (زلیخا) کے قریب گئے تو اس کو باکرہ پایا اور اس کے بطن سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں اولاد ہوئی تقریباً تین بیٹے۔

ملاحظہ ہوں دیگر تفاسیر سورۂ یوسف: تفسیر قرطبی، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابن کثیر۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت ہم قرآن پاک کی تلاوت کے دوران قرآن کے ورق اُلٹتے ہیں تو انگلی کو لعابِ دہن معمولی سا لگا کر اُلٹتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

السائل: غلام فرید، جودھودھیر

صورتِ مسئولہ میں قرآن مجید کے ورق اُلٹنے کے لیے لعابِ دہن کے استعمال کا دارومدار طہارۃِ سؤر و عدمِ طہارۃِ سؤر پر ہے۔تو چونکہ انسان کا سؤر یعنی جھوٹا پاک ہے اس لیے ورق گردانی کے لیے انگلیوں کے ساتھ لعاب دہن لگانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔لعابِ دہن لگانا جائز ہے۔

دیکھئے درِمختار مع ردالمحتار جلداول صفحہ ۳۸۱۔ ۳۸۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**فَسُؤْرُ آدَمِيٍّ مُّطْلَقًا وَلَوْ جُنُبًا اَوْ كَافِرًا اَوْ اِمْرَأَةً (طَاهِرٌ) طُهُوْرٌ بِلَا كَرَاهَةٍ**

**(قُوْلُهٗ طَاهِرٌ) اَیْ فِیْ ذَاتِهٖ طُهُوْرٌ اَیْ مُطَهِّرٌ لِّغَیْرِهٖ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَالْاَخْبَاثِ**

یعنی آدمی کا جھوٹا مطلقاً بلا کراہت پاک ہے چاہو جنبی ہو چاہو کافر ہو چاہو عورت ہو لیکن بنفسہٖ یہ دوسری چیز کو بھی پاک کرنے والا ہے۔لہٰذا انگلی کو لعاب لگا کر قرآن کا ورق اُلٹنا جائز ہے ناجائز نہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| درِمختار مع ردالمحتار | جلداول صفحہ ۳۸۱۔ ۳۸۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے ہندوستان کس طرح اور کس کے حکم سے آئے؟ بحوالہ ارشاد فرمایا جائے۔

السائل: حافظ محمد انور، جھنگڑ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

ان کے واقعہ کو حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح تذکرہ غوثیہ میں صفحہ ۳۹۴، مطبع دارالاشاعت کراچی میں اس طرح لکھا ہے کہ

جب حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان میں جا کر علم حدیث کو شائع کرو تا کہ لوگ فیض یاب ہوں، لیکن خاکسارانِ ہند سے بھی ملتے رہنا۔ آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ بغیر حضور آستانہ مبارک میری زندگی کس طرح کٹے گی۔ حکم ہوا کہ تم رات کے وقت مراقب ہو کر بیٹھا کرو۔ ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے۔ جب بیدار ہوئے تو بہ تعمیل حکم ہندوستان کی راہ لی۔

جس وقت سورت یا بمبئی سے ہندوستان کو روانہ ہوئے جا بجا فقراء سے ملنا شروع کیا۔ ایک جگہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی فقیر ہے؟ کسی نے نشان دیا کہ فلاں محلہ میں ہے۔ فجر کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھتے ہی فقیر بولا کہ مولوی عبدالحق صاحب آپ کا بڑا انتظار تھا۔ آپ چپ بیٹھ گئے۔ بعد مزاج پُرسی فقیر صاحب نے جام وصراحی نکال کر ایک ساغر نوش کیا۔ دوسرا جام لبریز کر کے مولوی صاحب کو دیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے فعل پر معترض نہیں۔ لیکن میرے واسطے حرام ہے۔ تین بار انکار کیا اُس نے کہا کہ پی لے ورنہ پچھتائے گا۔

جب رات کو مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جہاں خیمۂ دربارِ رسول الثقلین ﷺ ایستادہ ہے، اُس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے۔ ہر چند مولوی صاحب نے آگے جانے کا قصد کیا، لیکن فقیر نے جانے نہ دیا ناچار واپس آئے۔ صبح کے وقت پھر اُس فقیر کے پاس پہنچے۔ اُس نے پھر جام پیش کیا۔ آپ نے نہ لیا کہ میرے واسطے حرام ہے۔ تیرے حکم سے خدا و رسول کا حکم افضل ہے۔ فقیر نے کہا کہ پی لو ورنہ پشیمانی اُٹھاؤ گے۔

رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ نہایت حیران ہوئے۔ تیسرے روز پھر اُس فقیر کے پاس پہنچے۔ اُس نے پھر پیالہ پیش کیا۔ آپ نے انکار کیا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوئے تو فقیر کو پھر سدِ راہ پایا۔ فقیر لٹھ لے کے اُن کی طرف دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم اُٹھایا۔ اُس وقت اضطراب میں آپ کی زبان سے نکلا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْغِیَاث" اُس وقت رسول کریم ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چہار شب سے حاضر نہیں ہوا دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے۔ بلاؤ۔ اُنھوں نے دونوں صاحبوں کو حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ عبدالحق چار رات سے تو کہاں تھا؟ اُنھوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت (حضور ﷺ) نے اُس فقیر کی نسبت کہا "اُخْرُجْ یَا کَلْبُ" (نکل جا اے کتے)

صبح کے وقت پھر شاہ صاحب فقیر کے پاس پہنچے۔ اُس کا حجرہ بند پایا۔ دو چار مُرید بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھولا۔ دیکھو تو ہیں بھی یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد۔ حیران ہوئے۔ شاہ عبدالحق نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا ہے یا نہیں؟ وہ بولے کہ ایک کالا کتا تو ہم نے یہاں سے جاتا ہوا دیکھا تھا۔ فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا کیوں کہ رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چاہے تم بیعت رکھو یا فسخ کرو۔ تمہارا پیر کتّا ہو گیا۔

غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر میں ضد لازم نہیں کہ ضد میں خودنمائی ہے اور خودنمائی خلافِ فقر۔ پس فقیر اس مقام میں ضرور خطا کھاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔

**نتیجہ** اس واقعہ سے یہ پتہ چلا کہ ہر مسلمان حضور ﷺ کے اُمتی کو شریعت پر ایسا ہی پابند رہنا چاہیے جیسا کہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت پر ثابت قدم رہ کر دکھایا۔

دوسرا یہ پتہ چلا کہ حضور پاک ﷺ اپنے غلاموں سے بے خبر نہیں ہیں۔

تیسرا یہ پتہ چلا کہ مصیبت کے وقت اپنے آقا کو ندا کرنا اور اُن سے مدد لینا جائز ہے۔ جیسے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ سے استغاثہ کیا اور حضور پاک نے اُن کی مدد فرمائی۔

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے؟ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ جو شریعت کی مخالفت کرے وہ دنیا کا کتا ہے جیسا کہ حضور پاک نے اُس بھنگی کو فرمایا "اُخْرُجْ یَا کَلْبُ" (نکل جا اے کتے) تو وہ کتا ہو گیا کیونکہ زبانِ مصطفیٰ سے نکل گیا۔

اور اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اہل اللہ کو حضور ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| تذکرہ غوثیہ | صفحہ ۳۹۴ | مطبع دارالاشاعت کراچی |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت! استاذ کا وصال کے بعد شاگرد کے پاس غسل، کفن، جنازہ کے ساتھ چلنے، نمازِ جنازہ پڑھنے، دفن ہونے تک ساتھ ساتھ رہنا اور اس کے بعد بھی بدستور ملاقات کا جاری رہنا۔ حضرت یہ واقعہ کس کا ہے؟ ایک دفعہ آپ نے بیان کیا تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور یہ کہاں اور کس کتاب میں واقع ہے؟ بحوالہ ارشاد فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

السائل (مولانا) محمد اقبال ناظم، موہلنوال، لاہور

## الجواب و ھو الموفق للصواب

ملاحظہ ہوصورتِ مسئولہ کا جواب۔

یہ واقعہ حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح تذکرہ غوثیہ میں صفحہ ۳۹۵، مطبع دارالاشاعت کراچی میں، موجود ہے اور یہ اس طرح کہ

حضرت غوث علی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زبانی اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست عبدالصمد خان بھوپال میں رہتے تھے ایک دن دورانِ سفر اُن سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے اپنی بڑی تعجب خیز داستان ہمیں سنائی۔

وہ یہ کہ میں ایک مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ قضارا اُن کا انتقال ہو گیا۔ سخت رنج و الم ہوا کہ ایسے اُستاذِ شفیق اب کہاں ملیں گے۔ جب اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا، تو میں خوشبو لینے اُن کے حُجرے میں آیا۔ دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب اندر موجود ہیں۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ حضرت جنازہ تو باہر رکھا ہے اور آپ یہاں؟ فرمایا کہ میاں تمہارا غم واندوہ گوارا نہ ہوا۔ اب خاطر جمع رکھو۔ اِن شاء اللہ ہر روز ملاقات ہوا کرے گی مگر افشائے راز نہ کرنا۔ چلو اب جنازہ کی نماز پڑھو۔ مگر ہم اور لوگوں کی نظر سے غائب رہیں گے۔

چنانچہ جب تک دفن کیا وہ ہمارے ساتھ رہے۔ قبرستان سے پھرے تب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب آپ تو یہاں ہیں بھلا قبر میں مُنکر نکیر کو جواب کون دے گا؟ فرمایا کہ میاں یہ بات نہ پوچھو کچھ اور گفتگو کرو۔ دو گھڑی بعد سلام علیک کر کے تشریف لے گئے۔ مِن بعد ہر روز صبح کے وقت قدم رنجہ فرماتے رہے۔ چند روز اسی طرح گزرے۔ ایک رات میں نے حجرہ کی موری میں پیشاب کر دیا۔ صبح کو مولوی صاحب ناک چڑھائے آئے اور کہا کہ آج تمہارے حجرہ میں بدبو ہے۔ شاید تم نے یہیں پیشاب کیا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ فی الواقع یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ اُس وقت فرمایا کہ میاں تم اور عالَم میں ہم اور عالَم میں! بھلا ہماری تمہاری ملاقات کیا، بھائی اب ہم نہیں آئیں گے۔ ہر چند میں نے عذر و معذرت کی لیکن پھر کبھی نہیں آئے۔

نتیجہ: یہ ہیں وہ بزرگ عالم دین جو عبدالصمد خان صاحب کے استاد تھے اور یہی وہ پاکیزہ زندگی ہے جس سے اللہ والے زندہ رہتے ہیں اور وہ مرنے کے بعد بھی جہاں چاہیں آتے اور جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ ایسی ہستیوں کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

**مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ**

(پارہ: ۱۴، سورۂ نحل ۹۷)

**ترجمہ** جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مؤمن ہو تو ضرور ہم اُسے زندہ رکھیں گے پاکیزہ زندگی کے ساتھ (البیان)

اور جیسا کہ تفسیر روح البیان اور دیگر تفاسیر میں ہے

**اِنَّ اَحْبَابَ اللّٰهِ اَحْيَاءٌ فِي الْحَقِيْقَةِ وَاِنْ مَاتُوْا وَاِنَّمَا يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ**

بے شک اللہ کے پیارے اگرچہ دنیا سے انتقال فرما جائیں پھر بھی وہ حقیقت میں زندہ ہوتے ہیں کیونکہ اُن کی موت ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کے سوا کچھ نہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| تفسیر روح البیان | جلد ۷ صفحہ ۵۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت استاذی المکرّم! یہ دو مسئلے ہیں ان سے متعلق ہماری رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں

(۱) عقیقہ میں ایک گائے تین لڑکوں اور ایک لڑکی کے لیے کفایت کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟

(۲) قربانی کی گائے میں عقیقہ والا شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

السائل (مولوی) رحمت علی ولد رحیم خان مرحوم بھچوکی

## الجواب و هو الموفق للصواب

(۱) ہاں ایک گائے عقیقہ میں تین لڑکوں اور ایک لڑکی کو کفایت کر سکتی ہے۔ دو، دو حصے تین لڑکوں کے اور ایک حصہ لڑکی کا، قربانی کی طرح یہ سات حصے ہو گئے

"اِرَاقَةُ دَمٍ شَرْعًا كَالْاُضْحِيَّةِ" نبراس میں ہے "وَحُكْمُهَا كَاَحْكَامِ الْاُضْحِيَّةِ" یعنی عقیقہ کا حکم قربانی کے احکام کی طرح ہے اور جبکہ قربانی میں گائے کا ساتواں حصہ جائز ہے تو یہاں بھی جائز ہوگا اور عقیقہ میں ایک لڑکے کے لیے ایک بکری یا گائے کا ساتواں حصہ جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ ایک لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریاں یا گائے کے دو حصے چاہییں تو اس حساب سے بھی کافی ہے کہ تین لڑکوں کے چھ حصے بنے اور ایک لڑکی کا ایک حصہ۔ ملاحظہ کیجیے ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں ہے

**وَلَوْ ذَبَحَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً جَازَ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا**

| | | |
|---|---|---|
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ حدیث نمبر ۲۸۴۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

ترجمہ: اگر لڑکوں کے لیے دو بکریاں ذبح کیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری تو جائز ہے کیونکہ نبی کریم

ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین کے لیے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔

(۲) اور قربانی کرنے والے کے ساتھ عقیقہ کرنے والا شامل ہوسکتا ہے۔

شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۵ ،فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۴، مطبع دارالمعرفت بیروت میں ہے

**وَ كَذٰلِكَ اِنْ اَرَادَ بَعْضُهُمُ الْعَقِيْقَةَ عَنْ وُلْدٍ وُلِدَ لَهٗ مِنْ قَبْلُ كَذَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى**

**ترجمہ** اور اسی طرح اگر قربانی کرنے والوں میں سے کوئی اپنے بچے کے لیے عقیقہ کا حصہ رکھے تو رکھ سکتا ہے جیسا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

(۱) ایک سال کی لڑکی کا نکاح چار سالہ لڑکے کے ساتھ کیا گیا۔ اب لڑکی کی عمر پانچ سال ہے اور لڑکے کی عمر آٹھ سال ہے۔ اس عمر میں اگر لڑکا طلاق دے دے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

(۲) اگر طلاق واقع نہیں ہوسکتی تو نکاح کیسے واقع ہوسکتا ہے؟ جواب کتاب وسنت کی روشنی میں مطلوب ہے

السائل: قاری مختار احمد رائیونڈ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

طلاق واقع نہیں ہوگی کہ حدیث شریف میں وارد ہے

**رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّغِیْرِ حَتّٰی یَکْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَعْقِلَ اَوْ یُفِیْقَ۔**

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ حدیث نمبر ۲۰۴۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| بیہقی شریف | جلد ۸ صفحہ ۷۵ حدیث نمبر ۱۵۹۷۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**ترجمہ** یعنی تین شخص مرفوع القلم ہیں، سوتا ہوا جاگنے تک اور چھوٹا بڑے ہونے تک اور دیوانہ عقلمند ہونے تک۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے "وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ" (سورۂ طلاق:۶۵:۴)

**ترجمہ** اور وہ عورتیں جنھیں حیض نہیں آیا (ان کی عدت بھی تین مہینے ہے) (البیان)

اور عدت فرع ہے نکاح کی اور وجودِ فرع بدون اصل غیر متصور، تو ثابت ہوا کہ صغیرہ کا نکاح ہوسکتا ہے اور ایسے ہی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا نکاح صغرسنی میں تواتر سے ثابت ہے۔ تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ ولی صغیر وصغیرہ کا نکاح کرسکتا ہے۔ اور اس پر ائمہ اربعہ وغیرہم فقہاء علیہم الرحمہ کا اتفاق ہے اور طلاق کا اہل خود صغیر تو ہے نہیں جیسے نکاح میں اور ولی کو بھی حق نہیں کہ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

**"الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" (پارہ:۲، سورۂ بقرہ:۲:۲۳۷)**

یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔ تو ولی کیسے طلاق دے سکتا ہے؟

حدیث شریف میں ہے

**لَا طَلَاقَ لِمَنْ لَّمْ يَمْلِكْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا طَلَاقَ لِمَنْ لَّا يَمْلِكُ**

یعنی طلاق وہ نہیں دے سکتا جو مالک نہ ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| بیہقی شریف | جلد ۷ صفحہ ۵۲۳ حدیث نمبر ۱۴۸۸۷، ۱۴۸۸۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مستدرک | جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ حدیث نمبر ۲۸۱۹ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابوداؤد | جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ حدیث نمبر ۲۱۹۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

یعنی طلاق وہ نہیں دے سکتا جو مالک نہ ہو۔

نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ

**اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ**

| | | |
|---|---|---|
| ابن ماجہ | صفحہ ۱۵۱ | مطبع اصح المطابع کراچی |

یعنی طلاق وہی دے سکتا ہے جو مجامعت کا حق دار ہے یعنی شوہر۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

**لَا يَجُوْزُ عَلَى الْغُلَامِ طَلَاقٌ حَتّٰى يَحْتَلِمَ**

| | | |
|---|---|---|
| نصب الرایہ | جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ | مطبع المجلس العلمی فی الھند |

یعنی لڑکے کی بیوی پر طلاق نہیں جب تک لڑکا بالغ نہ ہو۔

اور یہیں سے ثابت ہوجاتا ہے اور اس میں حکمت یہ کہ نکاح نفع ہے اور طلاق ضرر، لہٰذا رحمتِ کاملہ کا تقاضا ہے کہ ولی نفع کا ولی ہے اور ضرر کا نہیں اور خود بچہ بھی اہل نہیں کہ نفع وضرر کو پہچان سکے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے لیے سود دینا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس وقت انگلینڈ میں آباد لاکھوں مسلمانوں کو یہ مسئلہ مندرجہ ذیل صورتوں میں درپیش ہے:

(۱) ہر ایک مسجد کمیٹی مسلم ویلفیئر کمیٹی یا مسلم فیوزل (کفن دفن) کمیٹی وغیرہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنے متعلقہ ارکان سے چندہ اکٹھا کر کے ایک فنڈ قائم کرتے ہیں اور حفاظت کی خاطر بینک میں رکھتے ہیں۔ بینک اس رقم پر سود دیتا ہے جو اس رقم میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

(۲) مزدوری پیشہ لوگ اپنے پس انداز اثاثے بینکوں میں جمع کراتے ہیں اور بینک اس میں قانون کے مطابق سود کا اضافہ کرتا ہے۔

(۳) بعض اشخاص کئی ضرورتوں کے لیے بینک یا فنانس کمپنیوں سے قرضے لیتے ہیں اور بینک اس قرض پر سود وصول کرتے ہیں۔

(۴) چوتھا معاملہ تو بہت سنگین ہے یعنی رہائشی مکانوں کی خریداری، یہاں مکان اتنے مہنگے ہیں کہ کوئی بھی شخص پہلی بار رہائش کے لیے مکان نہیں خرید سکتا۔ لہٰذا اسے بینک فنانس سوسائٹی سے پانچ دس یا پندرہ سال کے لیے قسطوں پر قرضہ حاصل کرنا پڑتا ہے جسے مارگیج کہتے ہیں۔ اس قرضہ پر بینک یا فنانس سوسائٹی سود وصول کرتی ہے حتیٰ کہ کئی مسجد کمیٹیاں بھی نماز روزہ کے لیے کوئی عمارت برائے مسجد خریدنا چاہیں اور اپنے ارکان و دیگر امدادی احباب کے تعاون کے باوجود مطلوبہ رقم مہیا نہیں کر سکتیں۔ تو مجبوراً بینک کی طرف رُخ کرتی ہیں اور مارگیج کے مرحلہ سے گزرتی ہیں یعنی متعلقہ عمارت کے کاغذات بینک میں رکھ کر مطلوبہ رقم حاصل کرتے ہیں اور اس پر سود ادا کرتے ہیں۔

(۵) کچھ عرصہ سے پاکستانی بینکوں نے بھی اپنی شاخیں قائم کی ہیں۔ اگر سود ہر حال میں ناجائز ہے تو مسلم بینک یا کمیٹی کے بارے میں کیا حکم ہے اگر اس کے لیے بھی وہی حکم ہے تو فبہا، بصورتِ دیگر مسلمان سود وغیرہ کی جائز سہولت کے پیشِ نظر پاکستانی بینک سے لین دین نہ رکھیں تو قومی وملکی مفاد پر اثر پڑتا ہے۔

(۶) انشورنس جو سود اور جوا کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ غیر مسلم ممالک میں کیا اس کے دارالاسلام والے ہی احکام ہیں؟ یا دارالحرب میں کچھ گنجائش ہے؟ اور مسلمان اپنے مال اولاد کے حفظِ ماتقدم کے تحت غیر مسلم ممالک میں انشورنس کرا سکتے ہیں؟ امیدِ واثق ہے کہ آپ ائمہ اربعہ کے حکم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرما کر اجر کے مستحق ہوں گے۔

السائل ≡ صاحبزادہ ظہیر الدین جامعہ محی الاسلام برمنگھم یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

مال حربی غیر معصوم مباح ہے، جب مسلم اس پر غدر وخیانت کے سوا اس کی رضا سے قبضہ کر لے تو مالک ہو جاتا ہے لہٰذا اس میں ربوٰ جاری ہی نہیں ہوتی۔

دیکھئے بدائع صنائع جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت میں ہے

(فَمِنْهَا) أَنْ يَكُوْنَ الْبَدَلَانِ مَعْصُوْمَيْنِ، فَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا غَيْرَ مَعْصُوْمٍ لَا يَتَحَقَّقُ الرِّبَا عِنْدَنَا، وَعِنْدَ أَبِي يُوْسُفَ هٰذَا لَيْسَ بِشَرْطٍ، وَيَتَحَقَّقُ الرِّبَا، وَعَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ يَخْرُجُ مَا إِذَا دَخَلَ مُسْلِمٌ دَارَ الْحَرْبِ تَاجِرًا فَبَاعَ حَرْبِيًّا دِرْهَمًا

بِدِرْهَمَيْنِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) أَنَّهُ يَجُوْزُ عِنْدَ أَبِیْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

نیز اسی میں ہے

(وَلَهُمَا) أَنَّ مَالَ الْحَرْبِیِّ لَيْسَ بِمَعْصُوْمٍ بَلْ هُوَ مُبَاحٌ فِیْ نَفْسِهٖ، إِلَّا أَنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسْتَأْمَنَ مُنِعَ مِنْ تَمَلُّكِهٖ مِنْ غَيْرِ رِضَاهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْغَدْرِ وَالْخِيَانَةِ،

اور یونہی قدوری اور اس کی شرح الجوہرۃ النیرۃ جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں ہے بتقدیر حسن جدّاً۔

اور یونہی تنویر الابصار، درمختار، طحطاوی علی الدرج جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ میں ہے، طحطاوی کے لفظ یہ ہیں

وَقَدْ تَقَدَّمَ اَنَّ شَرْطَ الرِبٰوعِصْمَةُ الْبَدَلَيْنِ جَمِيْعًا

اور یونہی ہدایہ اور اس کی شرح عینی جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ میں ہے۔ فتح القدیر وعنایہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۸ میں بھی اور یونہی غرر الاحکام مع شرح درالحکام جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ میں ہے اور مبسوط جلد ۱۴ صفحہ ۵۶ اور ہندیہ جلد ۳ صفحہ ۶۴ وغیرہا میں یوں ہی ہے۔ عینی علی الہدایہ اور فتح القدیر، مبسوط وغیرہا میں حدیثِ مرسل ہے

ذُكِرَ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَبَيْنَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ، وَإِنْ كَانَ مُرْسَلًا فَمَكْحُوْلٌ ثِقَةٌ ثَقِيَةٌ، وَالْمُرْسَلُ مِنْ مِثْلِهٖ مَقْبُوْلٌ، وَّهُوَ دَلِيْلٌ لِأَبِیْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ

حالانکہ جب کوئی مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ تصحیح حدیث ہے کما فی کشف الغمہ والشامی جلد ۴ صفحہ ۵۱۔

وَيَسْتَوِيْ إِنْ كَانَ الْمُسْلِمُ أَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ بِالدِّرْهَمِ، أَوِالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ؛ لِأَنَّهُ طَيَّبَ نَفْسَ الْكَافِرِ بِمَا أَعْطَاهُ، قَلَّ ذٰلِكَ، أَوْ كَثُرَ، وَأَخَذَ مَالَهُ بِطَرِيْقِ الْإِبَاحَةِ كَمَا قَرَّرْنَاهُ

نمبر ۴ تک کے جوابات واضح ہو گئے اور نمبر ۴ کا یہی جواب ہو گیا کہ یہ سب سود نہیں اور جائز ہے۔

باقی نمبر ۵ کا معاملہ ذرا سنگین ہے مگر چونکہ اب پاکستانی بینک بھی سود نہیں کہتے بلکہ منافع کے نام سے دیتے ہیں تو ظاہر یہی ہے کہ یہ ایک مضاربت کی صورت ہے۔ گو فاسد ہی ہو تو قبضے سے مِلک ثابت ہو جاتا ہے اور پاکستانی بینکوں کے ہوتے ہوئے غیر مسلم بینکوں کی طرف میلان سے قومی اور ملکی وقار سخت مجروح ہوتا ہے جو اس سے بھی بُرا ہے۔

بہر حال مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت کی بناء پر ہے حالانکہ مبسوط جلد ۱۴ صفحہ ۵۷ تا ۵۸ میں ہے

اِنَّ فِعْلَ الْمُسْلِمِ يَجِبُ حَمْلُهٗ عَلٰى اَحْسَنِ الْوُجُوْهِ مَا اَمْكَنَ ۔

شامی جلد ۳ صفحہ ۳۶۳ میں ہے

حَمْلُ اَحْوَالِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الصَّلَاحِ وَاجِبٌ

اور ارشادِ رب العالمین ہے

"اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" "وَقَدْ جَآءَ النَّهْيُ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمُبَارَكَةِ عَنِ الظَّنِّ السُّوْءِ"

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت صاحب یہ حدیث کہاں اور کس کتاب میں ہے جس میں آتا ہے کہ رمضان میں نفلی عبادت کا ثواب فرضوں کے برابر ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے۔

السائل: محمد منشاء خان ڈربی یو کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ، كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدّٰى فِيْهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيضَةً فِيْمَا سِوَاهُ**

یعنی جس نے کوئی بھی نفلی عبادت کی تو وہ اس طرح ہے جس طرح اور مہینوں میں فرض پڑھے اور جس نے اس مہینہ فرض ادا کیا تو وہ اس طرح ہے جس طرح اور مہینوں میں ستر فرض ادا کیے۔

| | | |
|---|---|---|
| صحیح ابن خزیمہ | جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ حدیث نمبر ۱۸۸۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| شعب الایمان امام بیہقی | جلد ۳ صفحہ ۳۰۵ حدیث نمبر ۳۶۰۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت! حدیث شریف میں مصافحہ کی کیا فضیلت آئی بحوالہ حدیث ارشاد فرمائیں۔

السائل: حافظ سعید احمد، جہانسبرگ ساؤتھ افریقہ

## الجواب و هو الموفق للصواب

مصافحہ کی فضیلت ملاحظہ فرمائیں

دیکھئے شعب الایمان بیہقی جلد ۶ صفحہ ۴۷۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنَ فَقَبَضَ أَحَدُهُمَا عَلَى يَدِ صَاحِبِهِ تَنَاثَرَتِ الْخَطَايَا مِنْهُمَا كَمَا تَنَاثَرُ أَوْرَاقُ الشَّجَرِ**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ایک مؤمن دوسرے سے ملتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں (یعنی مصافحہ کرتے ہیں) تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| شعب الایمان بیہقی | جلد ۶ صفحہ ۴۷۴ حدیث نمبر ۸۹۵۳ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب مفتی صاحب ! نماز جنازہ میں ہمارے ہاں جو دھودھیر ایک شخص نے کہا کہ نماز جنازہ کی تمام تکبیروں میں رفع یدین کرنا چاہیے ہر چند اس کو سمجھایا وہ تھا کوئی مہمان ہمارے مولانا نے کہا کہ صرف ایک پہلی تکبیر میں رفع کریں گے باقیوں میں نہیں۔ آپ سے گزارش ہے جو صحیح ہو ہمیں اس سلسلہ میں بحوالہ آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل فرید احمد جودھودھیر

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں صرف نمازِ جنازہ کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کریں گے اس کے علاوہ اور تکبیروں میں رفع یدین نہیں کریں گے۔ دیکھئے فتاوٰی عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۶۴ مطبع دار المعرفۃ بیروت میں ہے

وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِي الظَّاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْاِمَامُ وَالْقَوْمُ فِيْهِ سَوَآءٌ

یعنی ظاہر الروایۃ کے مطابق پہلی تکبیر کے سواء پھر ہاتھ نہ اٹھاوے یہ عینی اور شرح کنز میں ہے اور امام اور قوم اِس حکم میں برابر ہیں۔ ثابت ہوا کہ صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھانے ہیں باقیوں میں نہیں۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ
مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب چھوٹی عمر میں جس بچے کی شادی اس کا باپ کر دے تو قبل بلوغ وہ بچہ اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا جس طرح ایجاب وقبول باپ نے کیا تو وہ بچے کا باپ طلاق بھی دے سکتا ہے یا نہیں؟

السائل (مولانا) محمد عنایت اللہ، مدکے

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں

چھوٹا بچہ قبل بلوغ اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا اور نہ اُس کا باپ دے سکتا ہے کیونکہ طلاق دینے کا حق خاوند کو ہے۔ باپ دادا وغیرہ کو نہیں کیونکہ حکم خداوندی ہے "بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" ۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۳۵۳ میں ہے

وَلَا يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَإِنْ كَانَ يَعْقِلُ وَالْمَجْنُوْنِ وَالنَّائِمِ وَالْمُبَرْسَمِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالْمَدْهُوْشِ

اور طفل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھ دار ہو اور مجنون اور نائم (سویا ہوا) اور سرسام کا مریض اور مغمیٰ علیہ (بدون نشہ کے استعمال کے بیہوش) و مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

جناب نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جب ہاتھ باندھتے ہیں تو کوئی سینہ پر باندھتا ہے کوئی ناف پر اور کوئی ناف سے نیچے ہاتھ باندھتا ہے تو بحوالہ حدیث سے بتایا جائے کہ ہاتھ کہاں باندھنے سنت ہیں؟

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل اخلاق حسین نوشاہی، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سنت ہیں۔

بیہقی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۸ حدیث نمبر ۲۳۴۲ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ**

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نماز میں سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

یہ حدیث ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۴۲ حدیث نمبر ۷۵۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں بھی ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| بیہقی شریف | جلد ۲ صفحہ ۴۸ حدیث نمبر ۲۳۴۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابوداؤد | جلد اول صفحہ ۲۴۲ حدیث نمبر ۷۵۶ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت ایک حدیث میں آیا ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے یہ حدیث کس طرح ہے اور کس کتاب میں ہے؟

السائل حافظ محمد اظہر رائیونڈ لاہور

الجواب و هو الموفق للصواب

یہ حدیث یوں ہے

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

یہ حدیث متعدد کتب میں ہے مگر میں نے جو عرض کی ہے

حدیث بیہقی شریف جلد اول صفحہ ۶۹ حدیث نمبر ۱۸۶ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت سے عرض کی ہے

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

قبلہ والدِ مکرم حضرت آپ نے ایک دفعہ ایک واقعہ بیان کیا تھا کسی بادشاہ کا جس میں غالباً آپ نے کسی چیز کے گم ہونے کا بتایا تھا ایک بزرگ تھے جن کو لسان الغیب کہتے تھے ان کی کتاب سے بادشاہ فال نکالا کرتا تھا۔ بادشاہ نے فال نکالی تو بادشاہ کو شعر کے دیکھتے ہی پتہ چل گیا کہ چور کون ہے یہ بیان فرمادیں کہ

ان بزرگ کو (لسان الغیب) کیوں کہتے تھے اور ان کا نام کیا ہے یہ واقعہ پورا بیان فرما دیں کہ یہ اصل واقعہ کیا ہے؟

السائل — احمد سعید سٹوک آن ٹرنٹ یو۔کے۔

## الجواب و هو الموفق للصواب

وہ بزرگ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو عموماً لسان الغیب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس لقب کے بارے میں مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو لسان الغیب اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان کے کلام میں تکلُّف اور تصنُّع بالکل نہیں اور یہ آمد سوائے تائید غیبی اور القاء کے ممکن نہیں۔

جب کہ مولانا آزاد بالگرامی کا خیال ہے کہ حافظ کو لسان الغیب کا لقب اس واسطے دیا گیا ہے کہ اکثر خوش اعتقاد لوگ اس سے فالیں نکالتے ہیں اور وہ اکثر صحیح نکلتی ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں بہت دلچسپ واقعات مشہور ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اورنگ زیب عالمگیر کی شاہی مُہر گم ہوگئی۔ چونکہ وہ بہت قیمتی تھی اور ہیرے جواہرات اس میں لگے ہوئے تھے علاوہ ازیں سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ اگر یہ کسی شخص کے ہاتھ لگی اور اس کو غلط طریقے سے استعمال کیا گیا تو حکومت کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔ چونکہ عالمگیر کو خواجہ شیرازی سے کمال عقیدت تھی اس سے فال نکالنے اور دیکھنے کی غرض سے دیوانِ حافظ اٹھایا اور کنیز کو پکارا کہ چراغ لے کر آؤ وہ چراغ لے کر آئی انھوں نے دیوانِ حافظ کھول کر دیکھا تو یہ شعر نکلا

بفروغ چہرۂ زلفت ہمہ شب زندرہِ دل
چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

آپ کی زلفوں کی رونق سے ساری رات دل کے راستے پر ڈاکہ پڑتا رہا وہ چور کس قدر دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔

انھوں نے کنیز کی تلاشی لی اور وہ اس کی کمر سے برآمد ہوئی۔ تو عزیزم یہ ہے وہ واقعہ جو آپ نے طلب فرمایا

دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| کتابوں کی درس گاہ | صفحہ ۱۷۸ | مطبع مکتبہ عمر فاروق کراچی |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ


# محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت استاذی المکرم علامہ مولانا عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ

جناب عالی! گزارش ہے کہ وہ کونسے تین بھائی ہیں جن کے متعلق ہے کہ ایک نے کہا کہ جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میں بہشتی ہوں یا دوزخی اتنے تک میں نہیں بولوں گا۔ باقی دو کہنے لگے کہ جب تک ہمیں اپنا دوزخی اور جنتی ہونا معلوم نہ ہوگا ہم ہنسیں گے نہیں۔ قسم ہوگئی بولنا ہنسنا بند حتیٰ کہ مر گئے خبر نہ دے سکے۔ جب غسال غسل دینے آیا تو منہ سے کپڑا ہٹا کر کہنے لگے ہم بہشتی ہیں۔ یہ کون تھے ان کا یہ واقعہ کہاں؟ کس کتاب میں ہے مکمل و مدلل ہو۔

السائل حافظ مولانا آس محمد، ناصر مل مانگا روڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ

حافظ صاحب یہ تین بھائی تابعی تھے بہت نیک تھے ان کے اس واقعہ کا ذکر متعدد کتب میں موجود ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ صحیح مسلم کی شرح میں ربعیؔ، ربیعؔ، مسعودؔ تینوں بھائیوں کے مرنے کے بعد ہنسنا اور کلام کرنا حسب ذیل عبارت میں بیان فرمایا ہے۔

وَ رِبْعِیُّ بْنُ حِرَاشِ بْنِ جَحْشٍ الْعَبْسِیُّ بِالْمُوَحَّدَةِ الْكُوْفِیُّ أَبُومَرْيَمَ أَخُوْ مَسْعُوْدٍ الَّذِی تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَخُوهُمَا رَبِيْعٌ وَرِبْعِیٌّ تَابِعِیٌّ كَبِيْرٌ جَلِيْلٌ لَّمْ يَكْذِبْ قَطُّ وَحَلَفَ أَنَّهُ لَا يَضْحَكُ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيْنَ مَصِيْرُهُ فَمَا ضَحِكَ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِهٖ وَكَذٰلِكَ حَلَفَ أَخُوْهُ رَبِيْعٌ أَنْ لَّا يَضْحَكَ حَتّٰى يَعْلَمَ أَفِی الْجَنَّةِ هُوَ أَوْ فِی النَّارِ قَالَ غَاسِلُهٗ فَلَمْ يَزَلْ مُتَبَسِّمًا عَلٰى سَرِيْرِهٖ وَنَحْنُ نُغَسِّلُهٗ حَتّٰى فَرَغْنَا

| | | |
|---|---|---|
| شرح مقدمہ صحیح مسلم | جلد اول صفحہ ۷ | مطبع اصح المطابع نور محمد کراچی |

**ترجمہ** اور وہ ربعی بن حراش بن جحش ہیں۔ ان کی کُنیت ابو مریم ہے۔ یہ مسعود کے بھائی ہیں۔ جنھوں نے مرنے کے بعد کلام کیا۔ اور ان دونوں (ربعی اور مسعود) کے بھائی ربیع ہیں۔ ربعی جلیل القدر تابعی ہیں جنھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور انھوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک انھیں اپنا ٹھکانا معلوم نہ ہوجائے وہ نہ ہنسیں گے۔ چنانچہ وہ موت کے بعد ہی ہنسے۔ اسی طرح ان کے بھائی ربیع نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک نہیں ہنسیں گے جب تک کہ انھیں اپنے جنتی یا ناری ہونے کا علم نہ ہوجائے۔ اُن کی لاش کو

غسل کو دینے والے نے کہا کہ ربیع ہمارے غسل دینے کے اثناء میں اپنے سریر پر برابر ہنستے رہے۔ یہاں تک کہ ہم ان کے غسل سے فارغ ہوئے۔

ملاحظہ ہوں دیگر حوالہ جات۔

| | | |
|---|---|---|
| دلائل النبوۃ ابونعیم | صفحہ ۳۴۷ | مطبع مکتبہ عصریہ بیروت |
| دلائل النبوۃ بیہقی | جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| حلیۃ الاولیاء | جلد ۴ صفحہ ۲۸۲ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| خصائص کبریٰ | جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |
| شرح الصدور | صفحہ ۴۶ | مطبع محمدی واقع لاہور |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

حضرت مفتی صاحب قبلہ الوری صاحب السلام علیکم

یہ واقعہ کیسے ہے اور کس کتاب میں ہے باحوالہ ارشاد فرمائیں۔ مہربانی ہوگی کہ ایک شخص مرگیا جو نیک تھا اس کو دفن بھی کر دیا گیا۔ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اور کچھ کہا تو وہ قبر کے اندر سے بولا اور

جواب دیا کچھ ایسا یاد ہے؟ اصل کیا واقعہ ہے کیا یہ واقعہ کسی حدیث کی کتاب میں ہے؟ اور کیا یہ صحیح ہے؟

السائل (مولانا) محمد عارف، پتوکی قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ واقعہ بالکل صحیح ہے یہ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ حدیث نمبر ۴۶۳۱ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں اس طرح ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کا زمانہ ہے اور یحییٰ بن عمرو خزاعی تابعی کا ایک کوچہ سے گزر ہوا تو وہاں سے ایک عورت نے دیکھا اور اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بلایا اور بہت مکر وحیلہ کے ساتھ اپنی طرف توجہ دلانے لگی تو جب آپ نے آگے قدم اٹھایا اور قریب ہوئے تو فوراً یہ آیت یاد آ گئی

**اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ**

ترجمہ (پارہ:۹ سورۂ اعراف:۲۰۱)

جب انھیں شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھوتا ہے تو وہ فوراً خبر دار ہو جاتے ہیں تو اسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (البیان)

تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تو آپ کے والد ماجد کو پتہ چلا تو اٹھا کر گھر لے گئے جب والد کے ساتھ گھر پہنچے اور ہوش میں آئے تو والد نے پوچھا بیٹے وجہ کیا تھی؟ تو جس وقت آپ نے حال بتانا شروع کیا اور یہی آیت دوبارہ سامنے آئی تو پھر بے ہوش ہو گئے اور اسی بے ہوشی میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو رات کا موقع تھا اور حکم تھا کہ تجہیز و تکفین اور تدفین کے لیے تاخیر نہ کی جائے لہٰذا تعجیل کے ساتھ رات کو غسل دے کر دفن کیا گیا اور امیر المؤمنین چونکہ اُمورِ خلافت میں مصروف تھے اس لیے آپ کو خبر نہ دی گئی صبح کو جس وقت خبر پہنچی تو تعزیت کے لیے تشریف فرما ہوئے اور حضرت یحییٰ بن عمرو خزاعی کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبر پر کھڑا ہو کر فرمایا

اَیُّھَا الْفَتٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَا اَیُّھَا الشَّابُّ، وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ

فَاَجَابَہُ الْفَتٰی مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ یَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِیْھِمَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرَّتَیْنِ

**ترجمہ** اے نوجوان! جو اللہ کے مقام سے ڈر جائے اُس کے لیے (اللہ تعالیٰ) دو ہری جنتیں عطا فرماتا ہے۔ تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا اے (حضرت) عمر! مجھے میرے رب نے جنت میں دو ہری جنتیں عطا فرما دی ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ قبر پر کھڑا ہو کر اہلِ قبر کو پکارنا شرک نہیں بلکہ طریقہ فاروقی کو زندہ کرنا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ حدیث نمبر ۴۶۳۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت والدِ مکرم ومحترم! ہم نے سنا ہے کہ ایک شخص کسی کی قبر میں اُترا اور اہل قبر سے مل کر جب قبر سے باہر آیا تو صدیاں گزر چکی تھیں جہان بدل چکا تھا۔ تو وہ شخص حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور اپنی پوری حقیقت اُن کے سامنے بیان کی اور عرض کیا کہ حضرت اب میں کیا کروں تو آپ نے مشورہ دیا کہ اب آپ بیت اللہ کو چلے اور باقی عمر یادِ الٰہی میں گزار دو۔

یہ واقعہ کیسے ہے اور کہاں ہے بحوالہ مکمل ارشاد فرما کر ہمارے علم میں اضافہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل (مولانا) فیاض محمد الوری جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ واقعہ تذکرہ غوثیہ، صفحہ ۳۲ مطبع دارالاشاعت کراچی میں یوں ہے کہ

حضرت غوث علی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم سبق پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص امیرانہ لباس پہنے ہوئے آیا اور عرض کی کہ میری سرگذشت سننے کے قابل ہے۔ حضرت میری عقل کام نہیں کرتی حیران ہوں کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ آپ کی خدمت میں اس لیے آیا ہوں کہ جو ارشاد ہو بجالاؤں۔ میں لکھنؤ کا باشندہ اور روزگار پیشہ آدمی تھا۔ ایک دفعہ بے کاری کے باعث گھر پر تنگی سے گزرنے لگی۔ ارادہ کیا کہ کہیں باہر نکل کر تلاشِ معاش کروں۔ سرمایہ کم رہ گیا تھا۔ تھوڑا سا زادِ راہ لے کر اودے پور چلا گیا۔ اثناءِ راہ میں ریواڑی آئی۔ اُس زمانے میں وہاں صرف ایک سرائے اور تکیہ آباد تھا۔ اس سرائے میں چند بھٹیاریاں اور دو ایک کسبیاں رہتی تھیں۔ میں سرائے میں اُترا اور گھوڑا باندھ کر خاموش و متفکّر چارپائی پر جا بیٹھا کیونکہ خرچ پاس نہ تھا۔ اتنے میں ایک کسبی آئی اور کہنے لگی کہ میاں جوان کس فکر میں بیٹھے ہو۔ کھانے دانے کا سامان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ ابھی ہارا تھکا آیا ہوں ذرا سستا لوں تو کچھ بندوبست کروں۔ وہ چلی گئی اور ذرا دیر بعد آئی۔ کہا اب کیا دیر ہے۔ میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری بار پھر آئی اور بولی کہ یہ کیا بات ہے گھوڑا اٹا پتا ہے اور تم کو کچھ فکر نہیں۔ ناچار جو بات تھی میں نے سچ سچ کہہ دی کہ کوڑی گرہ میں نہیں رہی۔ اب گھوڑا یا ہتھیار بیچتا ہوں تو نوکری کیسے کروں گا۔ اور یہ کروں تو خرچ کہاں سے لاؤں۔ وہ چپکی چلی گئی اور دس روپیہ لا کر میرے حوالے کیے کہ لو یہ روپیہ میں نے چرخہ کات کر اپنے کفن دفن کے لیے جمع کیا ہے۔ آپ کو قرضِ حسنہ دیتی ہوں جب تم کو خدا دے ادا کر دینا۔ غرض میں وہ روپیہ خرچ کرتا ہوا اودے پور پہنچا۔ وہاں جھٹ پٹ نوکری مل گئی اور کچھ ایسا فضلِ ربی ہوا کہ پانچ ہی برس میں امیر کبیر بن گیا۔ پھر تو حشم خدم ہاتھی گھوڑے سب ٹھاٹھ امیرانہ مہیا تھا۔ گھر سے خط آیا کہ لڑکا جوان ہو گیا بیٹی والے

تقاضا کرتے ہیں۔ جلد آ کر شادی کا سامان کرو۔ میں راجہ سے رخصت لے کر بڑے ٹھاٹھ سے چلا اور ریواڑی کی طرف کو روانہ ہوا۔ جب اُس سرائے میں اُترا تو کسبی کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ مہینہ بھر سے بیمار اور کوئی دم کی مہمان ہے۔ جب اُس کے پاس پہنچا تو میرے سامنے جاں بحق ہوگئی۔ تجہیز و تکفین کی اور اپنے ہاتھ سے اُس کو قبر میں اُتارا۔ اور دفن کر کے چلا آیا۔ جب آدھی رات گزری تو خیال آیا کہ جیب میں پانچ ہزار کی ہُنڈی تھی۔ دیکھا تو ندارد۔ بڑی پریشانی ہوئی سوچتے سوچتے ذہن میں گزرا کہ ضرور اُس قبر کے اندر ہنڈی گری۔ پلنگ سے اُٹھ کر سیدھا قبرستان میں پہنچا اور قبر کھود ڈالی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہاں میت ہے اور نہ ہُنڈی۔ ہاں ایک طرف کو دروازہ سا نظر آتا ہے۔ اس کے اندر چلا گیا، نہایت پُرفضا و دلکشا باغ نظر آیا۔ اُس میں ایک مکان عالی شان ہے فرش و فروش سے آراستہ اور ایک عورت نہایت حسین و مہ جبین بیٹھی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ یہ تو کسی شہزادی کا مکان ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی مجھے روکے ٹوکے۔ جھجک کر قدم پیچھے ہٹایا ہی تھا کہ اُس کے گرد جو پرستار و غلام دست بستہ کھڑے تھے ایک میرے پاس آیا اور بلا کر لے گیا۔ اب وہ عورت کہتی ہے کہ تم نے مجھ کو پہچانا نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا اجی میں وہی تو ہوں جس نے تم کو دس روپے دیے تھے۔ آج اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یہ عروج مجھ کو عطا فرمایا ہے۔ لو یہ تمہاری ہنڈی بھی موجود ہے جو قبر میں گر پڑی تھی۔ اب دیر نہ کرو چلے جاؤ۔ میں نے کہا کہ ذرا یہاں کی سیر تو کر لوں۔ وہ بولی کہ یہاں کی سیر قیامت تک بھی نہ کر سکو گے اتنی ہی دیر میں دنیا کے اندر کیا سے کیا ہو گیا ہوگا بس تم جاؤ۔ خیر میں اُس کے کہنے کے موافق چلا آیا۔ شاید کوئی تین گھڑی کا عرصہ لگا ہوگا۔ قبر کے باہر نکل کر دیکھتا ہوں تو زمانہ کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ نہ وہ تکیہ نہ وہ سرائے نہ وہ آدمی نہ وہ بستی۔ سرائے کی جگہ پر ایک شہر آباد ہے۔ پہلا حال جس سے پوچھتا ہوں وہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میاں خیر ہے کیسی سرائے اور کون امیر۔ ع

ع اے ہم نفس نہ پوچھ عبث ہے کہاں سرائے
ہم ہیں مسافر اور جہاں کارواں سرائے

آخر ایک آدمی نے کہا کہ چلو میں تم کو ایک بزرگ کے پاس لے چلوں۔ شاید اُن سے کچھ پتہ چلے۔ وہ بڑا معمر آدمی میرا حال سُن کر اس نے بحر تفکر میں غوطہ لگایا اور بہت تامل کے بعد کہا کہ ہاں کچھ کچھ مجھ کو یاد ہے۔ میرے پردادا فرمایا کرتے تھے کہ اگلے زمانہ میں یہاں صرف ایک سرائے تھی اور اس میں ایک کسبی آباد تھی۔ ایک امیر آ کر ٹھہرا اور اُس کسبی کا گور وکفن کیا۔ مگر آدھی رات کو وہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ پھر اُس کا کچھ پتہ نہ لگا۔ ہم راہی رو پیٹ کر چلے گئے۔ اس بات کو کوئی تین سو برس کا عرصہ گزرا ہوگا۔ جب میں نے حال بیان کیا کہ وہ امیر میں ہوں تو لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور حیرت کرنے لگے۔ اب مجھ کو خبط سا ہو گیا ہے۔ نہ گھر ہے نہ در۔ جاؤں تو کہاں جاؤں اور اِس ہنڈی کو کیا کروں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بے شک وہاں کی ایک گھڑی یہاں کی ایک صدی ہوتی ہے۔ اب بیت اللہ کو چلے جاؤ اور باقی عمر یادِ الٰہی میں گزارو۔ چنانچہ اُن کو خرچ دے کر مکہ معظّمہ کو روانہ کر دیا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

قبلہ استاذی المکرّم! قبر میں سوال و جواب کس طرح ہوں گے؟ اور کس حدیث اور کس کتاب میں ہے بحوالہ حدیث ارشاد فرمائیں۔

السائل (مولانا) محمد عارف، پتوکی قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

صورتِ مسئولہ میں ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۵ مطبع مجتبائی دہلی اور مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۴۵ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں یہ حدیث ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا اَلْمُنْكَرُ وَ لِلْاٰخِرِ النَّكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَ اِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت دفن کی جاتی ہے تو اُس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر اور دوسرے نکیر کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو میت کہتا ہے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد اللہ کے بندے اور اُس

کے رسول ہیں۔تب وہ کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا۔ پھر اس کی قبر میں فراخی دی جاتی ہے ستر گز ستر گز میں۔ پھر اُس کے لیے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے پھر اُسے کہا جاتا ہے سو جا وہ کہتا ہے میں اپنے گھر جاؤں تا کہ اُنھیں یہ خبر دوں۔تو وہ کہتے ہیں دلہن کی طرح سو جا۔ جسے اُس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی نہیں جگاتا۔تا آنکہ اللہ اُسے اُس کی خواب گاہ سے اُٹھائے گا۔اور اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے کچھ کہتے سنا تھا۔اسی طرح میں بھی کہہ دیتا تھا میں نہیں پہچانتا۔تب وہ کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جاؤ اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ مردے کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے عذاب میں ہی رہتا ہے تا آنکہ اللہ اُسے اُس کے ٹھکانے سے اُٹھائے۔

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد اول صفحہ ۳۲۵ حدیث نمبر ۱۳۳۸ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مسلم شریف | جلد ۴ صفحہ ۳۳۰ حدیث نمبر ۲۸۷۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ابوداؤد شریف | جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۴۷۵۱ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| نسائی شریف | صفحہ ۳۵۴ حدیث نمبر ۲۰۴۹ | مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت استاذی المکرم! ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے آیا تو آپ نے اُس کو ایک ایسا مُکّا مارا کہ اُس کی آنکھ پھس گئی یہ حدیث یا واقعہ کس طرح اور کس کتاب میں ہے؟ حوالہ بذریعہ حدیث ہو مہربانی ہوگی کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

السائل سید محمد امین شاہ تُنس پورہ لاہور

## الجواب و هو الموفق للصواب

یہ واقعہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۸ مطبع اصح المطابع نور محمد کراچی میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَاَ عَیْنَهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهٗ وَ قَالَ اِرْجِعْ فَقُلْ لَّهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةً قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت کو جناب موسیٰ کی خدمت میں بھیجا گیا تو حضرت موسیٰ نے انھیں ایک طمانچہ مارا۔ اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی انھوں نے بحضور خداوندی عرض کی مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتے۔ اللہ نے اُن کی آنکھ درست کردی اور فرمایا بحضور موسیٰ پھر جاؤ اور کہو کہ

ایک بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیے جتنے بال اُن کے ہاتھ نیچے آئیں گے اُتنے برس اور زندہ رہیں گے (فرشتے نے ایسا ہی کیا) حضرت موسیٰ نے عرض کیا پھر اس کے بعد؟ حکم ہوا موت۔ انھوں نے کہا کہ ابھی سہی۔ پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ مجھ کو بیت المقدس کے ایک پتھر کی مار کے بقدر نزدیک کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں اُن کی قبر دکھاتا کہ سرخ ٹیلے کے نزدیک ایک طرف ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ جیسے زندگی میں نیکوں کی صحبت باعث برکت ورحمت ہوتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد جوارِ صالحین میں دفن ہونا بھی باعث برکت ہوتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدس کے قریب دفن ہونے کی دعاء اسی لیے فرمائی تھی کہ وہاں انبیاء کرام اور صالحین کی قبریں تھیں۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

## سوال

حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم

مزاج گرامی! حضرت! حدیثِ ام زرع حُسنِ معاشرت پر بڑی مشہور ہے۔ گزارش ہے کہ ارشاد فرمایا جائے کہ یہ حدیث کس طرح ہے؟ اور کونسی کتاب میں کہاں ہے؟ باحوالہ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

والسلام

السائل

طالبِ دعاء محمد عارف
(خطیب محلہ ملک پورہ، پتوکی ضلع قصور)

## الجواب و هو الموفق للصواب

حدیث اُمّ زرع ملاحظہ ہو یہ دیکھئے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۹۷ میں یوں ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قَالَتِ الْأُولٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَّا سَهْلَ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ، قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَّا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ، قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ، قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَّلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ، قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ، قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَّهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ، قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِيَ الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ،

وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ، قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ العِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ البَيْتِ مِنَ النَّادِ، قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكِ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ، أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ، قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، وَمَا أَبُو زَرْعٍ، أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الجَفْرَةِ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالفَهْدَيْنِ

يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّاتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَّكِبَ شَرِيًّا، وَّأَخَذَ خَطِّيًّا، وَّأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَّقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَّمِيْرِي أَهْلَكِ، قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ، مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ

| | | |
|---|---|---|
| بخاری شریف | جلد ۲ صفحہ ۷۷۹ | نور محمد اصح المطابع کراچی |

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں ایک ساتھ بیٹھیں اور خوب پختہ عہد و پیمان کیے کہ اپنے شوہروں کی کوئی بات نہیں چھپائیں گی۔

سب سے پہلی عورت نے کہا کہ میرا شوہر ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے وہ بھی پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہے نہ راستہ ہی آسان ہے کہ اُس پر چڑھا جائے اور نہ گوشت ہی فربہ اور عمدہ ہے کہ اُسے وہاں سے لانے کی زحمت گوارا کی جائے۔

دوسری نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی باتیں نہ پھیلاؤں گی۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اُسے چھوڑ نہ بیٹھوں البتہ اگر اُس کا تذکرہ کروں گی تو اُس کے چھپے ہوئے عیوب سے بھی پردہ اُٹھاؤں گی۔

تیسری نے کہا کہ میرا شوہر لمبا تڑنگا ہے اگر بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہتی ہوں۔

چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا۔ نہ اُس سے خوف ہے نہ اُکتاہٹ۔

پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر ایسا ہے کہ جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اُس کی کوئی باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی نہیں چھوڑتا۔ اور لیٹتا ہے تو تنہا ہی کپڑا اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے۔ اِدھر ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا ہے کہ دُکھ درد معلوم کر لے۔

ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گمراہ ہے یا عاجز۔ سینہ سے دبانے والا۔ تمام دنیا کے عیوب اس میں موجود ہیں سر پھوڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

آٹھویں نے کہا کہ میرا شوہر ہے کہ اُس کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح (نرم) ہے اور اُس کی خوشبو زرنب (ایک گھاس) کی خوشبو کی طرح ہے۔

نویں نے کہا کہ میرا شوہر اونچے ستونوں والا، لمبی نیام والا، بہت زیادہ دینے والا (سخی) ہے۔ اُس کا گھر دارالمشورہ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ مالک کون ہے۔ وہ ان تمام تعریفوں سے بلند و بالا ہے جو ذہن میں آسکیں۔ اُس کے اونٹ اپنے تھان پر بہت ہوتے ہیں لیکن صبح کو چراگاہ میں جانے والے کم ہیں اور جب وہ باجے کی آواز سن لیتے تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب انھیں (مہمانوں کے لیے) ذبح کیا جائے گا۔

گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابوزرع ہے۔ اُس نے میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا ہے۔ میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا ہے۔ میرا اس قدر لاڈ کیا کہ میں خوش ہی خوش ہوں۔ مجھے اُس نے چند بکریوں کے مالک گھرانہ میں ایک کونے میں پڑا پایا پھر وہ مجھے ایک ایسے گھرانہ میں لایا جو گھوڑوں اور کجاوہ کی آواز والا تھا۔ جہاں کٹی ہوئی کھیتی کو گاہنے والے اور اناج کو صاف کرنے والے (سب ہی

موجود تھے ) اُس کے یہاں میں بولتی تو اُس میں کوئی نکادت والا نہیں تھا اور سوتی تو صبح کر دیتی۔ پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی اور ابوزرع کی ماں تو میں اُس کی کیا خوبیاں بیان کروں اس کا توشہ دان بھرا رہتا ہے اور اُس کا گھر خوب کشادہ تھا۔ ابوزرع کا بیٹا، میں آپ کے اوصاف کیا بیان کروں اس کے سونے کی جگہ کھجور کی ہری شاخ سے دو شاخہ نکلنے کی جگہ جیسی تھی (یعنی چھریرے جسم کا تھا) اور بکری کے چار ماہ کا بچہ کا دودھ اُس کا پیٹ بھر دیتا تھا۔ (یعنی اُس کی خوراک بہت کم تھی) ابوزرع کی بیٹی تو اُس کی خوبیاں کیا گناؤں۔ اپنے باپ کی بڑی فرمانبردار، (اتنی فربہ موٹی کہ) چادر اُس کے جسم سے باہر جاتی۔ اپنی سوکن کے لیے حسد وغصہ کا باعث، ابوزرع کی کنیز تو وہ بھی خوبیوں کی مالک تھی۔ ہماری باتوں کو پھیلاتی نہیں تھی۔ رکھی ہوئی چیزوں میں سے کچھ نہیں نکالتی تھی اور نہ ہمارا گھر گھاس پھوس سے بھرتی تھی اس نے بیان کیا کہ ابوزرع ایک دن ایسے وقت باہر نکلا جب دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے۔ باہر اُس نے ایک عورت کو دیکھا اُس کے ساتھ دو بچے تھے۔ جو اُس کی کوکھ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ چنانچہ اُس نے مجھے طلاق دے دی اور اُس سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اُس کے بعد ایک شریف سے نکاح کیا جو تیز گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا تھا۔ وہ میرے لیے بہت سے مویشی لایا اور ہر ایک میں سے ایک ایک جوڑا لیا اور کہا کہ اُم زرع خود بھی اس میں سے کھاؤ اور اپنے عزیز واقارب کو بھی دو۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ اُس نے مجھے دیا تھا اگر میں سب جمع کروں تو بھی ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن کے برابر کا نہیں ہوسکتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے اُم زرع کے لیے ابوزرع تھا۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

**محمد عبدالغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ

مزاج شریف! گزارش ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر کچھ عبارت آپ نے نقش کرائی ہوئی تھی وہ کیا عبارت تھی اُس کے الفاظ کیا تھے؟ اور اُس کا ثبوت کس کتاب میں ہے اگر حدیث کی کتاب سے اُس کا ثبوت ہو تو بحوالہ واضح فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

السائل عبدالستار خادم جامعہ نقشبندیہ روسہ تھہ ضلع قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس کا ثبوت مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۱۴ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت سے ملاحظہ ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ، اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ عُثْمَانَ مَاکَانَ عَلٰی فَصِّ خَاتَمِہٖ قَالَ لَقَدْ کَانَ عَلٰی فَصِّ خَاتَمِہٖ مِنْ صِدْقِ نِیَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا وَّ اَمِتْنِیْ شَھِیْدًا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان کی انگوٹھی پر کیا عبارت نقش تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھوں نے پورے صدقِ نیت سے اپنی انگوٹھی پر یہ جملہ نقش کرایا تھا، اے اللہ مجھے سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرما۔

پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اُنھیں سعادت کی زندگی بھی ملی اور شہادت کی موت بھی۔

| | | |
|---|---|---|
| مستدرک حاکم | جلد ۳ صفحہ ۱۱۴ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف!

جناب وہ کون سے بزرگ عالمِ دین ہیں جن کے متعلق یہ آتا ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے اپنے تیزیٔ حافظہ کا ایسا ثبوت دیا کہ ایسا کسی نے نہ دیا ہو اور مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی کہ شاید کسی سے نہ ہوئی ہو۔ تو گزارش ہے کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ ان کا واقعہ کس کتاب میں کس طرح ہے؟

السائل ۔۔۔ وسیم الدین پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ واقعہ حضرت ہشام بن کلبی کا ہے جسے علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ شامی جلد ۹ صفحہ ۵۸۳ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان میں لطیفہ کے طور پر حضرت ہشام بن کلبی سے نقل کیا ہے۔

(لَطِيْفَة) نُقِلَ عَنْ هَشَّامِ ابْنِ الْكَلْبِيْ قَالَ حَفِظْتُ مَا لَمْ يَحْفِظْهُ اَحَدٌ وَّ نَسِيْتُ مَا لَمْ يَنْسَهُ اَحَدٌ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَّ اَرَدْتُّ اَنْ اَقْطَعَ مِنْ لِحْيَتِيْ مَا زَادَ عَنِ الْقُبْضَةِ فَنَسِيْتُ فَقَطَعْتُ مِنْ اَعْلَاهَا

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حافظہ کی تیزی کا ثبوت بھی ایسا دیا کہ کہ شاید کسی نے نہ دیا ہو اور ایک مرتبہ مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی کہ شاید کسی سے نہ ہوئی ہو۔ میرے حافظہ کی تیزی کا عالم تو یہ ہے کہ میں نے قرآن کریم صرف تین دن میں یاد کرلیا تھا اور بھول ہوئی تو ایسی کہ ایک دن میں خط بنانے بیٹھا داڑھی

کو مٹھی میں لے کر نیچے کے بال کاٹنا چاہتا تھا مگر بدحواسی میں مٹھی سے اوپر کے بال کاٹ ڈالے اور پوری داڑھی ہاتھ میں آ گئی۔

| | | |
|---|---|---|
| ردالمحتار | جلد ۹ صفحہ ۵۸۳ | مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت |

تو یہ ہیں وہ بزرگ جن کا واقعہ عرض کر دیا گیا ہے۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت یہ واقعہ کس طرح ہے کہ کسی کے گھر میں چوروں نے گھس کر چوری کی اور پھر مالکِ مکان کو پکڑ کر دبوچ لیا اور کہا کہ قرآن پر ہاتھ رکھ یہ قسم دے کر ہم سے عہد کر کہ اگر میں نے کسی کو بتایا تو میری بیوی کو تین طلاق اُس نے جان بچانے کے لیے قسم کھا کر یہ عہد کر لیا۔ تو پھر ایسا ہوا کہ چور بھی پکڑے گئے اور بیوی کو طلاق بھی نہ ہوئی۔ یہ واقعہ کیسے ہے اور کہاں ہے؟ بحوالہ بتایا جائے۔ نوازش ہوگی۔

السائل حافظ وقاری بشیر احمد، راجہ جنگ قصور

## الجواب و هو الموفق للصواب

اس واقعہ کو علامہ ابن جوزی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک شخص کے گھر میں رات کو چور گھس آئے۔ مالک مکان کو گرفتار کرلیا اور اُس کا سارا سامان سمیٹ کر لے جانے لگے۔ جانے سے پہلے اُنھوں نے مالک مکان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اُن کے سردار نے کہا کہ اِس کا سامان تو سارا لے جاؤ مگر اِسے زندہ چھوڑ دو اور قرآن اس کے ہاتھ پر رکھ کر اِسے قسم دو کہ میں کسی شخص کو یہ نہیں بتاؤں گا کہ چور کون تھے؟ اور اگر میں نے کسی کو بتایا تو میری بیوی کو تین طلاق۔

مالک مکان نے جان بچانے کی خاطر یہ قسم کھالی لیکن بعد میں بڑا پریشان ہوا۔ صبح کو بازار میں گیا تو دیکھا کہ وہی چور چوری کا مال بڑے دھڑلّے سے فروخت کر رہے ہیں۔ اور یہ بیوی پر طلاق کے خوف سے زبان بھی نہیں کھول سکتا۔ عاجز آ کر یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور اُن سے بتایا کہ رات اس اس طرح کچھ چور میرے گھر میں گھس آئے تھے اور انھوں نے مجھے ایسی قسم دی۔ اب میں اُن کا نام ظاہر نہیں کرسکتا ہے کیا کروں؟

امام صاحب نے کہا کہ تم اپنے محلہ کے معزز افراد کو جمع کرو میں اُن سے ایک بات کہوں گا اُس شخص نے لوگوں کو جمع کرلیا امام صاحب نے وہاں پہنچ کر اُن سے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس شخص کو اس کا مال واپس مل جائے؟ ہاں چاہتے ہیں اُن سب نے کہا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر ایسا کیجیے کہ اپنے ہاں کے سارے غنڈوں کو جامع مسجد میں جمع کیجیے اور پھر ایک ایک کر کے اُنھیں باہر نکالیے جب کوئی باہر نکلے تو آپ اُس شخص سے پوچھئے کہ کیا یہی وہ چور ہے؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کردے اور اگر وہی چور ہو تو خاموش رہے۔ نہ ہاں کہے نہ نہیں۔ اس موقع پر آپ سمجھ جایئے کہ یہی وہ چور ہے۔ اس طرح چور کا پتہ بھی لگ جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق بھی نہ ہوگی۔

سب نے اس تجویز پر عمل کیا چور پکڑے گئے اور بیچارے کو اپنا مال بھی واپس مل گیا۔ دیکھئے

| | | |
|---|---|---|
| کتاب الاذکیا | صفحہ ۱۳۸ بحوالہ سچی حکایات جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ | مطبع فرید بک سٹال لاہور |
| ثمرات الاوراق علی المستطرف | جلد ۱ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷ بحوالہ تراشے ص ۵۲ | ادارۃ المعارف کراچی |

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


# محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان


## سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت! چار رکعت والی نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات سے آگے اگر "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" تک نمازی نے پڑھا تو ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُس کو سجدۂ سہو کرنا پڑتا ہے تو سنا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب میں دیدار فرمایا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر نماز میں درود بھیجا آپ نے اس پر سجدۂ سہو کیسے واجب قرار دیا؟ کیا ایسا واقعہ ہے؟ اگر ہے تو کس طرح اور کس کتاب میں ہے بحوالہ واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

السائل (مولانا) وسیم الدین، پریسٹن یو۔کے

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جی ہاں یہ واقعہ ہے

یہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں یوں ہے۔

**أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لَهٗ كَيْفَ أَوْجَبْتَ عَلٰى مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ سُجُوْدَ السَّهْوِ فَأَجَابَهٗ بِكَوْنِهٖ صَلّٰى عَلَيْكَ سَاهِيًا فَاسْتَحْسَنَهٗ مِنْهُ**

کہ بلا شبہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام صاحب کو فرمایا کہ جس نے مجھ پر (نماز میں) درود پڑھا آپ نے اُس پر سجدۂ سہو کیونکر اور کیسے واجب کیا؟ تو امام صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا کہ حضور اُس نے آپ پر بھول کی حالت میں درود پڑھا (اس لیے میں نے سجدۂ سہو کو واجب قرار دیا) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اس جواب کو پسند فرمایا۔

| | | |
|---|---|---|
| بحر الرائق شرح کنز الدقائق | جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

**هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**


**محمد عبد الغفور الوری غفرلہ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

# سوال

حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت! گزارش ہے کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کا جواب بڑا تحقیقی ہونا چاہیے۔ وہ یہ کہ سپہ سالار کیسا اور کن صفات کا حامل ہونا چاہیے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

السائل ایک پاکستانی فوجی

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بشرطِ صدقِ سائل سپہ سالار مندرجہ ذیل حیوانی صفات کا حامل ہونا چاہیے۔

ملاحظہ ہو حیات الحیوان جلد اول صفحہ ۳۸۷، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں یوں ہے۔

يَنْبَغِيْ لِمُقَدَّمِ الْعَسْكَرِ اَنْ يَّتَشَبَّهَ بِصِفَاتٍ مِّنْ صِفَاتِ الْحَيَوَانِ فَيَكُوْنُ فِيْ قُوَّةِ الْقَلْبِ كَالْاَسَدِ لَا يَجْبُنُ وَلَا يَفِرُّ وَفِي الْكِبْرِ كَالنَّمِرِ لَا يَتَوَاضَعُ لِلْعُدُوِّ وَفِي الشَّجَاعَةِ كَالذِّئْبِ يُقَاتِلُ بِجَمِيْعِ جَوَارِحِهٖ وَفِي الْحَمْلَةِ كَالْخِنْزِيْرِ لَا يُوَلِّيْ دُبُرَهٗ اِذَا حَمَلَ وَفِي الْغَارَةِ كَالذِّئْبِ اِذَا يَئِسَ مِنْ وَجْهٍ اَغَارَ مِنْ وَجْهٍ وَفِيْ حَمْلِ السِّلَاحِ كَالنَّمْلَةِ تَحْمِلُ اَضْعَافَ وَزْنِ بَدَنِهَا وَفِي الثَّبَاتِ كَالْحَجَرِ لَا يَزُوْلُ عَنْ مَكَانِهٖ وَفِي الْوَفَاءِ كَالْكَلْبِ لَوْ دَخَلَ سَيِّدُهُ النَّارَ يَتْبَعُهٗ وَفِي الصَّبْرِ كَالْحِمَارِ وَفِي الْتِمَاسِ الْفُرْصَةِ كَالدِّيْكِ وَفِي الْحِرَاسَةِ كَالْكُرْكِيِّ وَفِي التَّعَبِ

كَالْيَعْرِوَهِيَ دُوَيْبَةٌ تَكُوْنُ بِخُرَاسَانَ تَسْمُنُ عَلَى التَّعْبِ وَالْمُشَقَّةِ

ترجمہ: سپہ سالار کے لیے ضروری ہے کہ وہ مندرجہ ذیل حیوانی صفات سے متصف ہو:

(۱) قوت قلب میں شیر کی طرح ہو جو نہ ہمت ہارتا ہے اور نہ فرار ہوتا ہے۔

(۲) کبر میں چیتے کی طرح ہو کیونکہ چیتا دشمن کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتا۔

(۳) شجاعت میں ریچھ کی مانند ہو کیونکہ ریچھ اپنے تمام اعضاء سے دشمن کو قتل کرتا ہے۔

(۴) حملہ کرنے میں خنزیر (سؤر) کی طرح ہو کیونکہ یہ حملہ کرنے کے بعد پیٹھ نہیں پھیرتا۔

(۵) غارت گری میں بھیڑیے کی طرح ہو کیونکہ بھیڑیا اگر ایک سمت سے ناکام ہوتا ہے تو فوراً دوسری طرف سے حملہ آور ہو جاتا ہے۔

(۶) ہتھیاروں کا بوجھ اُٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے وزن سے کئی گنا زیادہ وزن اٹھا لیتی ہے۔

(۷) ثابت قدمی میں پتھر کی مانند ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔

(۸) وفاداری میں کتے کی مثل ہو جو اپنے مالک کی اتباع میں آگ میں داخل ہونے سے بھی گریز نہیں کرتا

(۹) صبر میں گدھے کی مانند ہو۔

(۱۰) موقع شناسی میں مرغ کی مثل ہو جو کبھی موقع ضائع نہیں کرتا۔

(۱۱) حفاظت میں سارس کی مانند ہو۔

(۱۲) محنت و مشقت میں بھڑ کی طرح ہو۔ نیز بھڑ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو خراسان میں پایا جاتا ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبد الغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور الوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت! یہ کس کتاب میں اور کس طرح ہے کہ کسی صحابیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ پاک کو شیشی میں لیا؟ بحوالہ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

السائل ماسٹر محمد عمران رائے ونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ واقعہ اصل میں حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی جلد ۲ صفحہ ۳۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْ نَامَ الْقَيْلُوْلَةَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِقَارُوْرَةٍ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيْهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، مَا الَّذِيْ تَصْنَعِيْنَ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت وہیں محوِ خواب ہو گئے۔ سوتے ہوئے آپ کے جسم اطہر سے پسینہ بہت نکلا۔ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو ایک شیشی لا کر آپ کا پسینہ اس میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ آنحضرت ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا اُم سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ حضرت اُم سلیم نے جواب دیا یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں گے۔ یہ ہر عطر سے زیادہ خوشبودار ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

# سوال

حضرت ذی قدر استاذ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس مسئلہ کے بارے میں وضاحت چاہیے کہ شریعت میں مامورات چار قسم ہیں: فرض، واجب، سنت اور مستحب اور منہیات بھی چار قسم ہیں: حرام، مکروہ تحریمی، اساءت، مکروہ تنزیہی۔ تو جب ان کے حکم کو دیکھا جائے تو بعض ایسے احکام ہیں جن کے منکر پر کفر تک عائد ہوتا ہے تو پھر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اجمعین میں مسائلِ اختلافیہ میں جو اختلافات ہیں اس کی وجہ سے بہت بڑی خرابی واقع ہوگی اس لیے کہ اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فرض و واجب کا منکر ہے اسی طرح ان کا مقلد بھی ان کی تقلید کی وجہ سے دوسرے امام کے فرض اور حرام سے انکار کرتا ہے۔ یہ انکار بموجب ان مامورات ومنہیات کے احکام کے کیسا ہوگا؟

السائل — حافظ شفیق الرحمٰن نوری (مانگا منڈی)

## الجواب و هو الموفق للصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزم حافظ شفیق الرحمٰن صاحب! اصل میں مجتہدین کے اختلاف کو عام اختلافات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ان کا اختلاف مبنی برحق ہوتا ہے اس لیے کہ فرض وحرام کی دو قسمیں ہیں ایک اعتقادی اور دوسری عملی۔

اعتقادی وہ ہے جس میں عمل کے ساتھ اعتقاد بھی فرض ہو جیسے مطلق سر کا مسح۔ یہ فرض متفق علیہ ائمہ اربعہ ہے۔ اگر کوئی مطلق سر کے مسح کا انکار کرے تو وہ سب کے نزدیک کافر ہے۔ جس فرض وحرام کے انکار پر کفر کا حکم ہے وہاں اعتقادی مراد ہے۔ اور عملی وہ ہے کہ جس کا صرف عمل ہی فرض ہو یعنی اُس کے فوت ہو

جانے سے عمل کی صحت فوت ہوجائے۔ جیسے مقدار مسحِ سر کا اختلاف کہ حنفی کے نزدیک چوتھائی سر سے کم کا مسح صحتِ وضوء کا مانع ہے اور مالکی اور حنبلی کے نزدیک سارے سر سے کم کا۔ لہٰذا اس کا انکار باہمی موجب کفر نہیں۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

## محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم
منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

## سوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید العلماء استاذ الحدیث والتفسیر والفقہ ،قبلہ حضور علامہ مفتی عبدالغفور الوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اللہ تعالیٰ سے میں آپ کی خیر وعافیت کا طلبگار رہوں

میرا سوال یہ ہے کہ مسبوق جس کی تین رکعت رہتی ہوں وہ باقی اپنی نماز کیسے مکمل کرے؟

ایک صاحب نے بتایا ہے کہ شامی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے:

**وَلَوْ اَدْرَكَهُ فِیْ رَكْعَةِ الرُّبَاعِیِّ يَقْضِیْ رَكْعَتَيْنِ بِفَاتِحَةٍ وَّ سُوْرَةٍ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَاْتِیْ بِالثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةٍ خَاصَّةً فقط۔ باب السهو**

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ کرے آپ کے نزدیک صحیح بات کیا ہے؟

السائل: بندۂ ضعیف محمد عنایت اللہ مہروی، حال مقیم امین پورہ رائیونڈ

## الجواب و هو الموفق للصواب

محبی مولانا محمد عنایت اللہ صاحب! صورتِ مسئولہ میں صحیح اور مفتیٰ بہ قول صاحبین کا ہے کہ وہ مسبوق جس کو امام کے ساتھ چار رکعت والی نماز میں صرف ایک رکعت ملی ہو وہ بقایا نماز یوں پڑھے گا کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت فاتحہ اور سورۃ کے ساتھ پڑھے گا پھر قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھے گا اور دوسری دو رکعتیں یوں پڑھے گا کہ پہلی رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملائے گا اور دوسری آخری رکعت میں فقط الحمد شریف پڑھے گا۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے دیکھئے:

**وَقَالَا رَكْعَةً بِفَاتِحَةٍ وَّ سُوْرَةٍ وَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ اُوْلَاهُمَا بِفَاتِحَةٍ وَّ سُوْرَةٍ وَّثَانِيَتُهُمَا بِفَاتِحَةٍ خَاصَّةً۔**

| | | |
|---|---|---|
| فتاویٰ شامی | جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

اور آپ نے جو کسی شخص کا حوالہ دیا ہے اور جو آپ نے عبارت لکھ کر بھیجی ہے یہ شامی باب السہو کی نہیں ہے بلکہ یہ فتاویٰ شامی باب الامامت کی ہے۔ رہی وہ دوسری بات جو اُس شخص نے آپ کو کہا ہے وہ قول راجح نہیں مرجوح ہے اور صاحبین کے قول کے خلاف بھی ہے۔ پھر بھی مسبوق نے اگر صاحبین کے قول کے خلاف چوتھی رکعت ادا کر کے بناء کی صورت میں دو رکعتیں بلا فصل قعدہ کر کے پڑھ لیں تو اُس شخص کی نماز استحساناً جائز و درست ہو جائے گی۔ اس پر سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔

**هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ بِالصَّوَابِ**

**محمد عبد الغفور الوری** غفرلہٗ مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

# مصادر و مراجع


| | نام کتاب | تصنیف | مطبع |
|---|---|---|---|
| 1 | ابن حبان | محمد بن حبان | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 2 | ابن خزیمہ | محمد بن اسحاق بن خزیمہ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 3 | ابن عساکر | علی بن حسین دمشقی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 4 | ابن ماجہ | امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 5 | ابو داؤد | امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 6 | اتحاف السادۃ المتقین | سید محمد بن محمد مرتضیٰ حسین زبیدی | دار احیاء التراث العربی |
| 7 | احیاء العلوم | امام محمد غزالی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 8 | اخبار امروز ملتان | 30 جنوری 1961ء | ملتان |
| 9 | اخبار روزنامہ جنگ | 17 فروری 1991ء | لاہور |
| 10 | اخبار روزنامہ پاکستان | 20 فروری 1991ء | لاہور |
| 11 | اخبار روزنامہ نوائے وقت | 16 فروری 1991ء | لاہور |
| 12 | اسد الغابہ | علامہ ابو الحسن علی بن الشیبانی | مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور |
| 13 | اسلامی انسائیکلوپیڈیا | سید قاسم محمود | الفیصل اردو بازار لاہور |
| 14 | اسلامی فقہ | مجیب اللہ ندوی | پروگریسو بکس لاہور |
| 15 | اسنیٰ المطالب | شیخ محمد بن دُرویش بن محمد حوت | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 16 | اشعۃ اللّمعات | شیخ عبد الحق محدث دہلوی | نولکشور لکھنؤ |
| 17 | الاستیعاب | حافظ یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر | دار الفکر بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 18 | الاشباہ والنظائر فی الفقہ | الشیخ جلال الدین سیوطی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 19 | الاصابہ فی تمییز الصحابہ | شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی | دار احیاء التراث العربی |
| 20 | البدایہ والنہایہ | حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر | دار الفکر بیروت لبنان |
| 21 | البدر المنیر | عبد الوہاب شعرانی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 22 | الترغیب والترہیب | حافظ عبد العظیم بن عبد القوی منذری | دار الاحیاء التراث العربی |
| 23 | التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی | علامہ فقیہ و محدث وصی احمد سورتی | مجلس البرکات مبارکپور |
| 24 | التعلیق المغنی علی دار قطنی | ابو طیب شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادی | دار المحاسن قاہرہ |
| 25 | الجامع الصغیر | علامہ جلال الدین سیوطی | المکتبۃ الاسلامیہ لائلپور پاکستان |
| 26 | الحاوی للفتاویٰ | علامہ جلال الدین سیوطی | مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور |
| 27 | الصارم المسلول | الشیخ ابن تیمیہ | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 28 | الصواعق المحرقہ | المحدث احمد بن حجر الہیثمی | مکتبہ قاہرہ |
| 29 | الطبقات الکبریٰ | امام عبد الوہاب شعرانی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 30 | العرف الشذی شرح ترمذی | الشیخ سید انور شاہ کمشیری | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 31 | اللآلی المصنوعہ | علامہ جلال الدین سیوطی | مطبع علوی لکھنو |
| 32 | المعجم الاعظم | محمد حسن الاعظمی | ادارہ معارفِ اسلامیہ حیدر آباد دکن |
| 33 | المغنی | عبد اللہ بن احمد بن قدامہ | دار الفکر بیروت لبنان |
| 34 | المنجد | لوئس معلوف | کاثولیکیۃ بیروت |
| 35 | الناسخ والمنسوخ | امام عمر بن احمد المعروف بابن شاہین | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 36 | النہر الفائق | عمر بن نجیم مصری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 37 | امانی الاحبار | شیخ محمد یوسف دہلوی | مرکز تبلیغی جماعت |
| 38 | امداد الفتاویٰ | شیخ اشرف علی تھانوی | مکتبہ دار العلوم کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 39 | اوراق غم | ابو الحسنات سید محمد احمد | کریمی پریس لاہور |
| 40 | بحر الرائق | شیخ زین الدین بن ابراہیم بابن نجیم | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 41 | بخاری شریف | امام ابو عبد اللہ محمد اسماعیل بخاری | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 42 | بدائع الصنائع | علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 43 | بدایۃ المجتہد | محمد بن احمد بن محمد قرطبی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 44 | بہارِ شریعت | مولانا محمد امجد علی | شیخ غلام علی لاہور |
| 45 | بیہقی شریف | امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 46 | تاج العروس | سید محمد مرتضیٰ الزبیدی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 47 | تاریخ ابن ہشام بر حاشیہ زاد المعاد | ابن قیم جوزی | میمنیہ بمصر |
| 48 | تاریخ الخلفاء | علامہ جلال الدین سیوطی | محمدی لاہور |
| 49 | شرح النقایہ | حافظ علی بن سلطان قاری | سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |
| 50 | اَلْاِخْتِیَارُ لِتَعْلِیْلِ الْمُخْتَارِ | امام عبد اللہ بن محمود الموصلی حنفی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 51 | ادب المفرد | امام ابو عبد اللہ محمد اسماعیل بخاری | دار الاشاعت کراچی |
| 52 | الاشباہ والنظائر فی النحو | الشیخ جلال الدین سیوطی | دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 53 | البنایہ شرح ہدایہ | بدر الدین عینی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 54 | التعریفات | سید شریف جرجانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 55 | التعریفات الفقہیہ | محمد عمیم الاحسان مجددی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 56 | الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ | علامہ عبد الغنی نابلیسی | نوریہ رضویہ فیصل آباد |
| 57 | الدرر اللوامع علی ھمع الھوامع | احمد بن الامین شنقیطی | دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| 58 | الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ | امام شیخ احمد بن عبد اللہ | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 59 | الطب النبوی | ابن قیم جوزی | دار الفیحاء دمشق بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 60 | المسامرہ شرح مسایرہ | محمد بن عبد الوہاب واحد حنفی ابن ہمام | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 61 | المزہر فی علوم اللغۃ وانواعہا | علامہ جلال الدین سیوطی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 62 | الموضوعات الکبریٰ | ملا علی قاری | المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل |
| 63 | النہایہ فی غریب الحدیث والاثر | ابن اثیر | مؤسسہ اسماعیلیات ایران |
| 64 | انوارِ غوثیہ شرح شمائل ترمذی | سید امیر شاہ قادری | ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی |
| 65 | بہجۃ الاسرار | نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف | مکتبہ مصطفیٰ البابی حلبی مصر |
| 66 | تاریخ الخمیس | علامہ حسین بن محمد دیّار بکری | مؤسسۃ الشعبان بیروت |
| 67 | تاریخ بغداد | ابو بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی | دار الغرب الاسلامی بیروت |
| 68 | تاریخ طبری | ابو جعفر محمد بن جریر طبری | دار القلم بیروت لبنان |
| 69 | تحفۃ الاحوذی | شیخ عبد الرحمٰن مبارکپوری | نشر السنۃ ملتان |
| 70 | تاریخ کبیر | علامہ محمد اسماعیل بخاری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 71 | ترمذی شریف | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | الریاض |
| 72 | تفسیر ابن کثیر | حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 73 | تفسیر ابو السعود | علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی | دار الفکر بیروت لبنان |
| 74 | تفسیر احکام القرآن للجصاص | علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص | سہیل اکیڈیمی لاہور |
| 75 | تفسیر اشرف التفاسیر | مفتی احمد یار خان نعیمی | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| 76 | تفسیر البحر المحیط | علامہ محمد بن یوسف اندلسی غرناطی | دار الفکر بیروت لبنان |
| 77 | تفسیر التبیان مع البیان | علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ | کاظمی پبلی کیشنز ملتان |
| 78 | تفسیر الجامع لاحکام القرآن | علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 79 | تفسیر بیضاوی | قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی | دار المعرفۃ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 80 | تفسیر تبیان القرآن | علامہ غلام رسول سعیدی | فرید بک سٹال اردو بازار |
| 81 | تفسیر خازن | علامہ علی بن محمد خازن | دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| 82 | تفسیر درِ منثور | علامہ جلال الدین سیوطی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 83 | تفسیر روح البیان | علامہ اسماعیل حقی حنفی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 84 | تفسیر روح المعانی | علامہ ابو الفضل شہاب الدین | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 85 | تفسیر زاد المسیر | علامہ عبد الرحمٰن بن علی محمد جوزی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 86 | تفسیر صاوی | احمد بن محمد صاوی مالکی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 87 | تفسیر ضیاء القرآن | جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری | ضیاء القرآن لاہور |
| 88 | تفسیر طبری | ابو جعفر محمد بن جریر طبری | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 89 | تفسیر عزیزی | الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی | فاروقی دہلی |
| 90 | تفسیر فتح القدیر | شیخ محمد بن علی شوکانی | دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| 91 | تفسیر قرطبی | علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی | انتشارات ناصر خسرو ایران |
| 92 | تفسیر کبیر | امام فخر الدین رازی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 93 | تفسیر کشف الاسرار | ابو الفضل رشید الدین میبدی | مؤسسۃ انتشارات تہران |
| 94 | تفسیر مدارک | علامہ احمد بن محمد نسفی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 95 | تفسیر مظہری | علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی | درالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 96 | تفسیر مواہب الرحمٰن | علامہ سید امیر علی | رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور |
| 97 | تفسیر نسفی | علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی | درالکتابت عربی بیروت لبنان |
| 98 | تفسیر نعیمی | مفتی احمد یار خان نعیمی | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| 99 | تفسیرات احمدیہ | ملا احمد جیون | ضیاء القرآن لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 100 | تفہیم البخاری | علامہ غلام رسول رضوی | ریاض حسین لائلپور |
| 101 | تلبیس ابلیس | حافظ جمال الدین عبد الرحمٰن بابن جوزی | کتب خانہ مجیدیہ ملتان |
| 102 | توضیح مع حاشیہ تلویح | علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی | نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی |
| 103 | تہذیب الاسماء واللغات | امام الحافظ زکریا محی الدین | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 104 | جامع الفصولین | شیخ بدر الدین محمود المعروف بابن قاضی | اسلامی کتب خانہ کراچی |
| 105 | جامع صغیر | امام محمد شیبانی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 106 | جدید فقہی مسائل | خالد سیف اللہ رحمانی | زمزم پبلشرز لاہور |
| 107 | جذب القلوب | حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی | نولکشور لکھنؤ |
| 108 | جمع الوسائل فی شرح الشمائل | علامہ علی بن سلطان محمد قاری | دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| 109 | جوہرہ نیرہ | علامہ ابو بکر علی بن حدّاد | امدادیہ ملتان |
| 110 | حاشیہ درر علی الغرر | محمد بن مصطفیٰ | عامر مصر |
| 111 | حاشیہ صاوی علی الجلالین | احمد بن محمد صاوی مالکی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 112 | حاشیہ طحطاوی علی در مختار | علامہ سید احمد طحطاوی | دار المعرفۃ بیروت لبنان |
| 113 | حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح | علی احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 114 | حجۃ اللہ البالغہ | شاہ ولی محدث دہلوی | دار الاشاعت کراچی |
| 115 | حجۃ اللہ علی العالمین | علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 116 | حدائق بخشش | مولانا احمد رضا خان بریلوی | نوری کتب خانہ لاہور |
| 117 | حضرات القدس | حضرت شیخ بدر الدین | اللہ والے کی دکان لاہور |
| 118 | حلیۃ الاولیاء | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 119 | حیاۃ الحیوان | علامہ کمال الدین دمیری | دار الکتب العلمیہ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 120 | حیاۃ الصحابہ | مولوی محمد یوسف | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 121 | خزائن العرفان | مولانا نعیم الدین مراد آبادی | تاج کمپنی لاہور |
| 122 | خصائص الکبریٰ | علامہ جلال الدین سیوطی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 123 | خلاصۃ الفتاویٰ | طاہر بن احمد عبد الرشید بخاری | امجد اکیڈیمی لاہور |
| 124 | خلفائے راشدین | محمد لیاقت رضوی | شبیر برادرز لاہور |
| 125 | دار قطنی | امام علی بن عمر دار قطنی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 126 | در مختار | علامہ علاؤ الدین حصکفی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 127 | دستور العلماء | قاضی عبد النبی بن عبد الرسول | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 128 | دلائل النبوۃ | حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 129 | رحمۃ الامۃ علی میزان الکبریٰ | ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن | دار الفکر بیروت لبنان |
| 130 | رحیق المختوم | مولوی صفی الرحمٰن | مکتبہ سلفیہ لاہور |
| 131 | رد المحتار | محمد امین ابن عابدین | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 132 | رکن الدین | خواجہ محمد رکن الدین الوری | اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی |
| 133 | روض الریاحین فی حکایۃ الصالحین | عضیف الدین عبد اللہ بن اسعد بن علی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 134 | زاد المعاد | علامہ ابن قیم جوزی | میمنیہ بمصر |
| 135 | زرقانی شریف | علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 136 | سبع سنابل | میر عبد الواحد بلگرامی | حامد اینڈ کمپنی لاہور |
| 137 | سنن الکبریٰ | امام احمد بن شعیب النسائی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 138 | سنن الکبریٰ بیہقی | ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 139 | سنن دارمی | امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن | دار الکتب العلمیہ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 140 | سنن نسائی | امام احمد بن شعیب النسائی | دار الاحیاء التراث العربی |
| 141 | سیرت النبی شبلی نعمانی | علامہ شبلی نعمانی | دار الاشاعت کراچی |
| 142 | سیرت حلبی | علامہ علی بن برہان الدین حلبی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 143 | شرح صحیح مسلم سعیدی | علامہ غلام رسول سعیدی | فرید بک سٹال اردو بازار |
| 144 | شرح الحموی علی الاشباہ والنظائر | ابن نجیم | ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی |
| 145 | شرح السنۃ | امام حسین بن مسعود بغوی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 146 | شرح السیر الکبیر | شمس الائمہ امام محمد بن احمد سرخسی | الثورۃ الاسلامیہ افغانستان |
| 147 | شرح الصدور | علامہ جلال الدین سیوطی | کلام کمپنی مولوی مسافر خانہ کراچی |
| 148 | شرح النقایہ | علی بن محمد سلطان قاری حنفی | سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |
| 149 | شرح شافیہ ابن حاجب | شیخ رضی الدین محمد بن حسن استرابازی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 150 | شرح شمائل ترمذی | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | کتب خانہ رشیدیہ دہلی |
| 151 | شرح عقائد | علامہ سعد الدین تفتازانی | ایجوکیشنل پریس کراچی |
| 152 | شرح غوثیہ شرح بخاری | حضرت شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہور | مکتبۃ الحسن پشاور |
| 153 | شرح فقہ اکبر | امام ملا علی قاری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 155 | شرح مسند امام اعظم | ملا علی بن سلطان قاری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 156 | شرح مواقف | میر سید شریف جرجانی | منشی نولکشور لکھنؤ |
| 157 | شرح وقایہ | صدر الشریعت عبید اللہ بن مسعود | ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور |
| 158 | شعب الایمان بیہقی | امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 159 | شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل | الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی | نظامی کانپور |
| 160 | شفاء شریف | علامہ قاضی ابو الفضل عیاض | دار الکتب العلمیہ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 161 | شمائل ترمذی | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | اصح المطابع نور محمد کراچی |
| 162 | شمائم امدادیہ | حاجی امداد اللہ مہاجر مکی | |
| 163 | صحیح البہاری شریف | مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری | البرقی ابو العلائی اکبر آباد |
| 164 | صحیح جامع الصغیر | علامہ جلال الدین سیوطی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 165 | صغیری | علامہ ابراہیم بن حلبی | مجتبائی دہلی |
| 166 | صلوٰۃ مسعودی | شیخ مسعود بن محمود بن یوسف | محمدی بمبئی |
| 167 | ضعیف جامع الصغیر | علامہ جلال الدین سیوطی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 168 | ضیاء النبی سیرت | جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری | ضیاء القرآن لاہور |
| 169 | طبرانی اوسط | سلیمان بن احمد طبرانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 170 | طبرانی صغیر | سلیمان بن احمد طبرانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 171 | طبرانی کبیر | سلیمان بن احمد طبرانی | دار الاحیاء التراث العربی |
| 172 | عقود رسم المفتی | علامہ ابن عابدین | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 173 | علمی اردو لغت | وارث سرہندی | علمی کتب خانہ لاہور |
| 174 | عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری | علامہ بدر الدین عینی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 175 | عمل الیوم واللیلہ | امام احمد بن شعیب النسائی | مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت |
| 176 | عون المعبود شرح سنن ابی داؤد | شیخ شمس الحق عظیم آبادی | نشر السنۃ ملتان |
| 177 | عین الہدایہ | علامہ سید امیر علی | نولکشور لکھنؤ |
| 178 | غایۃ الاوطار | مولوی خرم علی و مولوی احسن | سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |
| 179 | غنیۃ الطالبین | حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ | رفیقِ عام لاہور |
| 180 | فتاویٰ رحیمیہ | سید عبد الرحیم | دار الاشاعت کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 181 | فتاویٰ النوازل | ابولیث ثمرقندی | بلوچستان بکڈپو مسجد روڈ کوئٹہ |
| 182 | فتاویٰ الوری | علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری | جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ |
| 183 | فتاویٰ برہنہ | مولانا نصیر الدین | نولکشور لکھنؤ |
| 185 | فتاویٰ بزازیہ | شیخ علامہ محمد بن محمد بزازی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 186 | فتاویٰ تارتارخانیہ | علامہ عالم بن العلاء الانصاری | ادارۃ القرآن کراچی |
| 187 | فتاویٰ حدیثیہ | علامہ شہاب الدین بن حجر ھیتمی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 188 | فتاویٰ خیریہ | علامہ خیر الدین احمد بن علی الرملی | کبریٰ میریہ بولاق مصر |
| 189 | فتاویٰ دار العلوم دیوبند | مفتیان دار العلوم دیوبند | دار الاشاعت کراچی |
| 190 | فتاویٰ رضویہ | مولانا احمد رضا خان بریلوی | رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| 191 | فتاویٰ سراجیہ | علامہ سراج الدین علی بن عثمان تیمی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 192 | فتاویٰ عالمگیری | جماعت علمائے ہند و شہنشاہ عالمگیر | دار المعرفۃ بیروت |
| 193 | فتاویٰ عزیزی | الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی | مجیدی کانپور |
| 194 | فتاویٰ قاضی خان | حسن بن منصور قاضی خان | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 195 | فتاویٰ مجموعۃ الفتاویٰ | مولانا محمد عبد الحی | سعید ایچ ایم کمپنی کراچی |
| 196 | فتاویٰ ملک العلماء | مولانا ظفر الدین بہاری | مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور |
| 197 | فتاویٰ نظامیہ | مولانا نظام الدین | عمدۃ البیان پبلشرز لاہور |
| 198 | فتاویٰ نوریہ | حضرت علامہ مفتی محمد نور اللہ بصیر پور | مکتبہ جامعہ فریدیہ بصیر پوری |
| 199 | فتاویٰ والوالجیہ | امام ظہیر الدین عبد الرشید والوالجی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 200 | فتح الباری شرح بخاری | علامہ شہاب الدین احمد حجر عسقلانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 201 | فتح الغفار معجم رد المحتار | محمد طاہر شاہ | فاروقیہ کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 202 | فتح القدیر | بابن ہمام | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| 203 | فتح المجید شرح کتاب التوحید | عبدالرحمٰن بن حسن | السنۃ المحمدیہ قاہرہ |
| 204 | فیروز اللغات | مولوی فیروز الدین | فیروز سنز لاہور |
| 205 | فیض الباری شرح بخاری | الشیخ محمد انور کشمیری | حجازی قاہرہ |
| 206 | فیوض الباری شرح بخاری | علامہ محمود احمد رضوی | مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور |
| 207 | فیوض الرحمٰن | علامہ محمد فیض احمد اویسی | مکتبہ غوثیہ کراچی |
| 208 | قاموس | مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی | دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان |
| 209 | قدوری | ابوالحسین احمد بن محمد جعفر قدوری | مجتبائی دہلی |
| 211 | کبیری شرح منیہ | شیخ ابراہیم حلبی | مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ |
| 212 | کتاب الفقہ | علماء اکیڈمی لاہور | علماء اکیڈمی لاہور |
| 213 | کتاب الکافیہ فی النحو | امام جمال الدین عثمان بن عمر بابن حاجب | دار الباز مکہ مکرمہ |
| 214 | کتاب الکنیٰ والاسماء | الشیخ علامہ محمد بن احمر بن جماد الدولانی | المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل |
| 215 | کشف الخفاء | شیخ اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| 216 | کشف الغمہ | شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 217 | کنزالعمال | علامہ علی متقی بن حسام الدین | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| 218 | کنوز الحقائق | امام عبدالرؤف مناوی | مکتبہ اسلامیہ سمندری پاکستان |
| 219 | کوثر النبی | علامہ عبدالعزیز فرہاروی | مکتبہ قاسمیہ ملتان |
| 220 | کیمیائے سعادت | امام محمد غزالی | مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور |
| 221 | لسان العرب | علامہ ابن منظور | نشر ادب الحوذۃ |
| 222 | لغاتِ سعیدی | مولانا محمد سعید | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 223 | لغات الحدیث | شیخ وحید الزمان | نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی |
| 224 | مُسلّم الثبوت | علامہ محب اللہ بہاری | مجتبائی دہلی |
| 225 | مؤطا امام محمد | امام محمد بن حسن شیبانی | نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی |
| 226 | مؤطا امام مالک | امام مالک بن انس اصبحی | اصح المطابع نور محمد کراچی |
| 227 | مالابد منہ | قاضی ثناء اللہ پانی پتی | مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| 228 | مبسوط سرخسی | شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 229 | مجمع الزوائد | حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 230 | مجموعۃ الحواشی البھیۃ | ملا احمد جندی | مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ |
| 231 | مدارج النبوۃ | الشاہ عبد الحق محدث دہلوی | مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور |
| 232 | مرآت شرح مشکوٰۃ | مفتی احمد یار خان نعیمی | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| 233 | مراصد الاطلاع علی سمأ الامکنۃ والبقاع | صفی الدین عبد المؤمن بغدادی | دار المعرفۃ بیروت |
| 234 | مراقی الفلاح | علامہ حسن بن عمار شرنبلالی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 235 | مرقات شرح مشکوٰۃ | ملا علی بن سلطان محمد قاری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 236 | مرقاۃ المفاتیح | راؤ محمد ندیم | مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| 237 | مستدرک حاکم | امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 238 | مسلم شریف | امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 239 | مسند ابو یعلیٰ الموصلی | حافظ احمد بن علی تمیمی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 240 | مسند الفردوس | شہر دار بن شیرویہ دیلمی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 241 | مسند امام احمد بن حنبل | امام احمد بن حنبل | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 242 | مسند امام اعظم | امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت | محمد سعید اینڈ سنز کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 243 | مسند حمیدی | ابو بکر عبد اللہ بن زبیر | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 244 | مسوّی مصفّٰی | حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | کارخانہ اسلامی کتب خانہ کراچی |
| 245 | مشکوٰۃ شریف | شیخ ولی الدین تبریزی | مجتبائی دہلی |
| 246 | مصباح اللغات | مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی | مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی |
| 247 | مصنف ابن ابی شیبہ | ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ | مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| 248 | مصنف عبد الرزاق | ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 249 | مطالع المسرات | امام محمد مہدی فاسی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 250 | مظاہر حق | مولانا قطب الدین شاہ جہاں آبادی | نولکشور لکھنؤ |
| 251 | معارج النبوت | مولانا معین الدین کاشفی ہروی | نوریہ رضویہ سکھر پاکستان |
| 252 | مفتاح الدقائق | مولوی عبد الوہاب | مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| 253 | مفتاح العلوم شرح مثنوی | مولانا مولوی محمد نذیر عرشی | شیخ غلام علی اینڈ لاہور |
| 254 | مفردات راغب اصفہانی | علامہ راغب اصفہانی | نور محمد اصح المطابع کراچی |
| 255 | مقاصد حسنہ | شیخ شمس الدین محمد سخاوی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 256 | مقالات کاظمی | غزالئ زماں علامہ احمد سعید کاظمی | مکتبہ سعید پبلی کیشنز ملتان |
| 257 | مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی | الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ | مجددی امرت سر |
| 258 | ملت راج شاہی | معین قادری | مہتاب پریس دہلی |
| 259 | ملفوظات اعلیٰ حضرت مکمل | مولانا احمد رضا خان بریلوی | فضل نور اکیڈمی گجرات |
| 260 | منتہی الارب | عبد الرحیم بن عبد الکریم | مکتبہ اسلامیہ لاہور |
| 261 | منیۃ المصلی | علامہ سدید الدین محمد کاشغری | مجلس البرکات ہند |
| 262 | مواہب اللدنیہ | علامہ احمد قسطلانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 263 | میزان الاعتدال | ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی | المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل |
| 264 | میزان الکبریٰ | علامہ عبد الوہاب شعرانی | دار الفکر بیروت لبنان |
| 265 | نادر المعراج | عباد اللہ شیخ العالم اکبر آبادی | نورانی کتب خانہ پشاور |
| 266 | نبراس شرح شرح عقائد | علامہ عبد العزیز پرہاروی | شاہ عبد الحق اکیڈیمی سرگودھا |
| 267 | نزہۃ المجالس | عبد الرحمٰن صفوری | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 268 | نسیم الریاض شرح شفاء | شہاب الدین خفاجی | ازہریہ مصریہ |
| 269 | نصب الرایہ | حافظ جمال الدین محمد یوسف ذیلعی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 270 | نعمۃ الباری شرح بخاری | مولانا غلام رسول سعیدی | فرید بک سٹال اردو بازار |
| 271 | نور الانوار | علامہ محمد عبد الحلیم انصاری | مکتبہ رحمانیہ لاہور |
| 272 | نور الایضاح | علامہ حسن بن عمار شرنبلالی | مکتبہ قادریہ لاہور |
| 273 | نور العرفان بر حاشیہ قرآن | مفتی احمد یار خان نعیمی | نعیمی کتب خانہ گجرات |
| 274 | نور الہدایہ | وحید الزمان | مجیدی کانپور |
| 275 | نووی شرح صحیح مسلم | الشیخ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 276 | نیل الاوطار | محمد بن علی بن محمد شوکانی | مصطفیٰ البابی الحلبی مصر |
| 277 | وفاء الوفاء | نور الدین علی بن احمد سمہودی | دار احیاء التراث العربی بیروت |
| 278 | ہدایہ اولین و آخرین | علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی | مکتبہ شرکت علمیہ ملتان |
| 279 | الیواقیت والجواہر | علامہ عبد الوہاب شعرانی | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| 280 | یوسف زلیخا | حضرت نور الدین عبد الرحمٰن جامی | ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور |


# " تمت بالخیر "